الصفات ذاتية واعترض شيخهم فخر الدين الرازى عليهم بأنه (بان خ) قال ان النصارى كفروا لأنهم قالوا ان القدماء ثلثة والاشاعرة أثبتوا قدماء تسعة

أقول فالاشاعرة لم يعرفوا ربهم بوجه صحيح بل عرفوه بوجه غير صحيح فلافرق بين معرفتهم هذه وبين معرفة باقى الكفار لأنه مامن قوم ولاملة الا وهم يدينون بالله سبحانه ويثبتونه ؛ وانه الخالق سوى شرذمة شاذة وهم الدهرية القائلون ومايهلكنا الا الدهر ؛ وأسوء الناس حالا المشركون اهل عبادة الأوثان ومع هذا فهم انما يعبدون الأصنام لتقربهم الى الله سبحانه زلفى كما حكاه عنهم فى محكم الكتاب بطريق الحصر فتكون الأصنام وسائل لهم الى ربهم ، فقد عرفوا الله سبحانه بهذا الباطل وهو كون الاصنام مقربة اليه وكذلك اليهود حيث قالوا عزير ابن الله ، والنصارى حيث قالوا المسيح بن الله ، فهما قد عرفاه سبحانه بأنه رب ذوولد فقد عرفاه بهذا العنوان ؛ وكذلك من قال بالجسم والصورة والتخطيط ؛ وذلك لما عرفت فى أول الكتاب من أن الكل قد طلبوا معرفته وخاضوا بحار وحدانيته ،وكانت مضايق وعرة وسبلا مظلمة ، فمن كان له دليل عارف عرف الله سبحانه ، ومن كان دليله أعمى مثله خاض معه بحار الظلمات ؛ ومازاده كثرة السير الا بعداً ، فالاشاعرة ومتابعوهم أسوء حالا فى باب معرفة الصانع من المشركين والنصارى ، وذلك ان من قال بالولد او الشريك لم يقل انه تعالى محتاج اليهما فى ايجاد أفعاله وبدائع محكماته؛ فمعرفتهم له سبحانه على هذا الوجه الباطل من جملة الأسباب التى أورثت خلودهم فى النار مع إخوانهم من الكفار ،وأفادتهم الكلمة الاسلامية حقن الدماء والأموال فى الدنيا ؛ فقد تباينا وانفصلنا عنهم فى باب الربوبية ؛ فربنا من تفرد بالقدم والأزل وربهم من كان شركاؤه فى القدم ثمانية

ووجه آخر لهذا لاأعلم الا انى رأيته فى بعض الأخبار ،وحاصله انا لم نجتمع معهم على إله ولا على نبى ولاعلى امام ،وذلك انهم يقولوا ان ربهم هو الذى كان محمد صلى الله عليه وآله نبيه وخليفته بعده ابوبكر ،ونحن لانقول بهذا الرب ولابذلك النبى ،بل نقول ان الرب الذى خليفة نبيه ابوبكر ليس ربنا ولاذلك النبي نبينا ووجه آخر لكنه جواب عن

WWW.AHLALHAGH.COM

١٣ــ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن بعض أصحابنا؛ عن محمّد بن عمرو الكوفي أخي يحيى، عن مرازم بن حكيم قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: ماتنبّأ نبيّ قطّ حتّى يقرّ لله بخمس خصال: بالبداء والمشيئة والسجود والعبوديّة والطاعة.

١٤ــ و بهذا الاسناد عن أحمد بن محمّد، عن جعفر بن محمّد، عن يونس، عن جهم بن أبي جهمة؛ عمّن حدّثه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ الله عزّ وجلّ أخبر محمّداً صلّى الله عليه وآله بماكان منذ كانت الدنيا و بمايكون إلى انقضاء الدّنيا و أخبره بالمحتوم من ذلك و استثنى عليه فيماسواه.

١٥ــ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن الرّيّان بن الصلت قال: سمعت الرّضا عليه السلام يقول: ما بعث الله نبيّاً قطّ إلّا بتحريم الخمر و أن يقرّ لله بالبداء.

١٦ــ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد قال: سئل العالم عليه السلام كيف علم الله؟ قال علم و شاء و أراد وقدّر وقضى وأمضى ، فأمضى ماقضى وقضى ماقدّر وقدّر ماأراد ، فبعلمه كانت المشيئة و بمشيئته كانت الارادة و بارادته كان التقدير وبتقديره كان القضاء و بقضائه كان الامضاء والعلم متقدّم على المشيئة والمشيئة ثانية والارادة ثالثة والتقدير واقع على القضاء بالامضاء، فللّه تبارك و تعالى البداء فيما علم متى شاء ،و فيما أراد لتقدير الأشياء ، فاذا وقع القضاء بالامضاء فلابداء

١٣ــ مرازم بن حكیم گوید، از امام صادق (ع) شنیدم، می‌فرمود : هرگز هیچکس به‌پیغمبری نرسیده است تا برای خدا به‌پنج خصلت اعتراف کرده: بداء، مشیت، سجود، بندگی، فرمانبری.

١٤ــ امام صادق (ع) فرمود: براستی خدای عزوجل هرچه را از اول دنیا بوده و تا آخر دنیا خواهد بود بمحمد(ص) خبر داد، بآنچه حتمی بود خبرداد و آنچه غیرحتمی بود جداساخت ، ودر آن شرط انشاءالله آورد،

١٥ــ امام رضا(ع) میفرمود: خدا هرگز پیغمبری را مبعوث نکرده مگر باحکم حرمت می و باقرار به‌بداء برای خدا.

١٦ــ معلی‌بن محمد گوید از عالم (امام) سؤال شد که‌خدا چطوردانه؟ فرمود: بداندوبخواهد و اراده کند و مقدر سازد وحکم صادر کند و اجراء کند، اجراء کند آنچه راحکم صادر کرده‌وحکم صادر کند نسبت بآنچه‌تقدیر کرده وانداز‌ه گرفته‌وتقدیر کندآنچه‌را اراده کرده، ازعلم‌اومشیت‌خیزد و ازمشیت‌او اراده‌آید و ازاراده‌اش تقدیرزاید وازتقدیرش‌حکم برآید وبحکم‌او اجراءپدید شود. علم برمشیت مقدم‌ست‌ومشیت دردرجه دومست‌واراده سوم وتقدیر برقضای مقرون بامضاء واجراء واقعشود برای خدای تبارك وتعالی بداء باشد درآنچه بداند باین طریق که کی‌خواهد ودر چه شرائطی‌اراده کند برای تقدیر اشیاء وچون قضا بمرحله امضاء و اجراء رسید، دیگر بداء نیست، علم بهر معلومی پیش‌از بودن اواست و خواست هرچه پدیدشود پیش‌از وجود او و درخارج محقق‌است واراده پیش از

۲ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن علي الوشّاء، عن حمّاد بن عثمان عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من زعم أنّ الله يأمر بالفحشاء فقد كذب على الله ومن زعم أنّ الخير والشرّ إليه فقد كذب على الله.

۳ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن علي الوشّاء، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال: سألته فقلت: الله فوّض الأمر إلى العباد؟ قال: الله أعزّ من ذلك، قلت: فجبرهم على المعاصي؟ قال: الله أعدلُ و أحكمُ من ذلك، قال: ثمّ قال: قال الله: يا ابن آدم! أنا أولى بحسناتك منك وأنت أولى بسيّئاتك منّي، عملتَ المعاصي بقوّتي التي جعلتها فيك.

ونه بدانمان ودر برابر اوچیزیرا غدقن نمیکردیم.

تااینجا بیان مفاسد قول بجبر است که مورد سؤال بوده وامام درذیل حدیث برای تکمیل فائده وارد بحث از تفویض شده‌است ومفاسد آنرا بیان کرده:

۱ـ اگر بنده بخود واگذار باشد ودر برابرخدا بکلی خودمختارباشد گناه ومخالفت او باعث غلبه وچیره‌شدن او برخدااست واین باقدرت مطلقه خداوندمنافات‌دارد.

۲ـ بنابراینکه‌بنده ازخود ایجاد طاعت کند وبرآن استقلال کامل داشته‌باشد. این‌طاعت‌خواهی نخواهی بخدا تحمیل شده و خداوند در قبول این طاعت بی‌اختیار است و وادار شده‌است واین‌لایق مقام الوهیت نیست.

۳ـ تفویض نوعی‌است‌ازواگزاری سلطنت مطلقه،خلق وتدبیر، ازطرف خدابخلق واین‌مخالف یگانگی اواست درصفات ثبوتیه خاصه که یکی ازآنها مالکیت‌حقیقی است.

سپس امام‌دو مفسده مشترك میان هرقول بجبر وتفویض را بیان کرده ومیفرماید.

الف‌ـ آفرینش‌آسمان وزمین که برای‌رسیدن انسان است بمقامات عالیه بشری بیهوده می‌شود.

ب‌ـ بعثت پیغمبران مژده بخش بمطیعان و بیمده نسبت بعاصیان‌عبث‌می گردد.

۲ـ أبی بصیر از امام صادق(ع) فرمود: هرکه معتقدباشد که خدا بهرزگی‌دستور می‌دهد بخدا دروغ بسته وهرکه معتقدباشد کار خوب و کار بدبنده‌هاازاو است برخدا دروغ‌بسته‌است.

شرح ـ این روایت دربیان اینستکه بت‌پرستان و جبریان هم عقیده‌اند زیرا بت پرستان معتقد بودند که خدا آنها را بهرزگی دستور داده ووادار کرده است چنانچه خدا میفرماید (۲۸ سورهٔ ۷) و چون هرزگی کنند، گویند پدران ما اینکار را میکردند و خداهم مارا بدان امر کرده،بگو خدا امر بهرزگی نمی کند.

۳ـ حسن‌بن علی وشاه گوید: از امام رضا (ع) پرسیدم: خدا کار را بینده‌ها وا گذارده؟ فرمود: خدا عزیز تر از اینست، گفتم آنهارا به معصیت مجبور کرده، فرمود خدا عادل تر و حکیم تر از اینست. گوید، سپس فرمود، خدا فرماید: ای پسر آدم من بحسنات تو از خودت علاقمندترم و تو به گناهانت از من علاقمندتر و شایسته تری، تو گناه را هم بنیروئی کردی که من بتو دادم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ہوتے نہ گر ازل میں "چودہ ستارے" ہادی
مٹی خراب ہوتی آدم کے رہنما کی

چودہ ستارے سے مراد حضرات چہاردہ معصومین علیہم السّلام ہیں جن میں سرخیل انبیا خاتم النبیین
حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و شفیع روزِ جزا خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا
اور بارہ امام علیہم السّلام شامل ہیں۔ یہ وہ ذوات ہیں جو خالقِ کائنات کی طرح بے مثل و بے نظیر ہیں
یہ جب عالمِ نور میں تھے، انھوں نے ملائکہ کو تسبیح و تحمید کا سبق دیا۔ جبریل کو علم معرفت سے بہرہ ور کیا
آدم و حوّا جو گرے ہوئے آنسوؤں کی طرح بے وُقعت ہو چکے تھے انھیں شرفِ انسانیت میں تو
کے ذریعے عروج و فروغ بخشا، اور جب عالمِ ظہور میں آئے تو عقولِ انسانی کو علم و معرفت کی
جلا دے کر چمکایا۔ گمراہوں کو رہبری کا جادۂ مستقیم بتایا۔ جنّت میں جانے کا راستہ دکھایا۔

ان کی مدح سرائی کے لیے زبانِ قدرت ناطق۔ ان کے وضاحتِ حالات کے لیے اوراقِ قرآن
شاہد۔ انسان کی کیا مجال کہ ان کے کشفِ حالات کے لیے قلم اٹھا سکے۔ حالات و اوصاف اُن کے لکھے
جا سکتے ہیں جن کی کُنہ معلوم اور حقیقت آشکار ہو، اور جن کو دنیا میں آزاد زندگی بسر کرنے کا موقع ملا
یہ وہ ذوات ہیں جن کے سمجھنے سے عقلِ انسانی قاصر اور فہمِ انسانی معذور ہے۔ میں نے اس کتاب میں جو کچھ
لکھا ہے دعائے توفیق اور کُتب کی مدد سے لکھا ہے مجھے ہرگز اس کا دعویٰ نہیں کہ میں ان حضرات کے
حالات کا ایک شمہ بھی لکھ سکا ہوں۔ بہر حال احباب کی خواہش تھی کہ میں ان کے حالات قلم بند کروں
اس لیے قلم اُٹھایا اور کچھ نہ کچھ لکھ دیا۔ ع

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

میں نے اس کی پوری سعی کی ہے کہ واقعات صحیح الفاظ و عبارت موجز و مختصر اور حالات درست
لکھے جائیں۔ تاریخِ ولادت و شہادت کی صحت پر بھی پوری قوّت صرف کی جائے اور میں نے اس کی سعی
بلیغ میں بھی دریغ نہیں کیا کہ صحیح تاریخ منظرِ عام پر آ جائے۔ میں نے اپنی بساط کے مطابق اس کی بھی کوشش
کی ہے کہ جو واقعات بعض معاصرین نے غیر مناسب لکھ دیے ہیں وہ بھی صاف ہو جائیں اور اعتراض

محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام محمد وآل محمدؐ علیہم السلام کا وجود بعد آدم نسل آدم نہیں ہوا بلکہ خلقت آدم سے پہلے ان کا وجود تھا اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ تو نے تکبر کیا یا تو عالین سے ہے۔ اس وقت تین ہستیاں تھیں۔ آدم ملک شیطان۔ آدم کو سجدہ ہے ملک اور شیطان کو حکم سجدہ ہے لہذا عالین تینوں سے نہیں بلکہ ان سے پہلے ہیں۔ اور عالین سوائے خدا کے کسی کے تابع نہیں آدم اور ملک عالین سے تابع۔ اور آدم کا انکاری ابلیس ہے عالین یہی ہستیاں تھیں عالین جمع ہے عالی کی اور عالی ہے ذات محمدؐ عربی لفظ عالین بتاتا ہے کہ آدم اور اولاد آدم سے قبل محمدؐ جیسے اور محمد بھی تھے اور وہ ہیں آل محمدؐ محمد وآل محمدؐ قبل آدم تھے اور اولاد آدم کے ساتھ ہیں اولاد آدم کے بعد ہوں گے الحجت قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق حجت مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہے اللہ اور ہے حجت اور ہے اللہ حجت نہیں اور حجت اللہ نہیں ہے فرمان رسول ہے نحن حجج اللہ ہم اللہ کی حجت ہیں یہی مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہیں جب یہ مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد تو سرزمین مکہ اور مدینہ میں لباس بشر میں آنے کے بعد یہ وجود میں نہیں آئے اور نہ مدینہ میں آکر کام کرنے لگے بلکہ یہ عبدہٗ پہلے سے فرائض عبدیت ادا کرتے رہے ہیں۔ قال علی علیہ السلام فی بعض خطبۃ انا عندی مفاتیح الغیب لا یعلمھا بعد رسول اللہ الا انا ذو القرنین المذکور فی صحف الاولی۔ انا صاحب خاتم سلیمان۔ انا والی الحساب انا صاحب الصراط والموقف انا قاسم الجنۃ والنار انا آدم الاول انا نوح الاول انا آیۃ الجبار انا حقیقۃ الاسرار انا مورق الاشجار انا مونع الاثمار انا مفجر العیون انا مجری الانہار انا خازن العلم انا طود الحلم انا امیر المومنین انا عین الیقین انا حجۃ اللہ فی السموات والارض۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے میں وہ ہوں جسکے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں بعد رسولؐ میرے بعد کوئی نہیں جانتا۔ میں وہ ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر صحف اولی میں ہے میں خاتم سلیمان کا مالک ہوں میں یوم حساب کا مالک ہوں میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں میں قاسم جنت والنار ہوں میں اول آدم ہوں میں اول نوح ہوں میں جبار کی آیت ہوں میں اسرار کی حقیقت ہوں میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں۔ میں پھلوں کا پکانے والا ہوں میں چشموں کو جاری کرنے والا ہوں میں نہروں کو بہانے والا ہوں میں علم کا خزانہ ہوں میں حلم کا پہاڑ ہوں میں امیر المومنین ہوں میں سرچشمہ یقین ہوں میں زمینوں اور آسمانوں

سریاں حقیقت محمدیہ است در ذراند موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نہ شود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ بعض عارفین نے کہا ہے کہ تشہد میں یہ خطاب اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہے پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ قربت کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے واقف ہو جائے غرضکہ سنی اور شیعہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ ان ہی کی صفت ہے نہ کہ خدا کی صفت ہے کیونکہ خداوند کریم وہ ذات ہے لایجری علیہ زمانٌ ولا یشتمل علیہ مکانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرتا ہے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے ان کی عمریں ہوتی ہیں جیسے چاند سورج انسان وغیرہ لہذا خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنا بے دینی ہے یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام کی ہے اور ان میں یہ صفت بالذات نہیں بلکہ بعطائے الٰہی ہے اور اس کو ماننا عین ایمان ہے مولائے کائنات کا ایک وقت میں چالیس جگہ حاضر ہونا حیات رسالت میں ثابت ہے جناب مولائے امیرالمومنین نے فرمایا ہے۔ مومن۔ منافق۔ کافر مشرک کوئی آدمی نہیں مرتا جب تک میں اس کے سرہانے جا کر حکم نہ دوں ایک وقت میں روئے زمین پر کتنی موتیں واقع ہو رہی ہیں ہر جگہ علی موجود ہے اور جب نکیرین قبر میں آتے ہیں تو سرہانے مولا کی کرسی لگتی ہے فرشتے تیرا رب کون ہے رسول کون ہے دین کیا ہے قبلہ کیا ہے اور امام کیا ہے کتاب کیا ہے ان تمام سوالوں کے جواب کے بعد جب میت بتادیتی ہے اللہ میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا نبی ہے اور اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے جناب علی میرا پہلا امام ہے اور امام حسن سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک نام بتادیتا ہے اس وقت فرشتے پوچھتے ہیں۔ ماتقول فی ھذا الرجل۔ صحیح بخاری باب المیت اور مشکوٰۃ باب المیت کیا کہتا ہے تو اس مرد کے بارے میں یعنی پانچوں سوالوں کے جواب دینے پر نجات ہی نجات ہے اہل پر کہ یہ کرسی پر بیٹھنے والا کون ہے صاحب عرفان مومن فوراً بتادے گا یہ میرا مولا علی ہے ایک وقت میں کتنی قبریں بنتی ہیں روئے زمین پر اور ہر جگہ مولا قبر میں تشریف لاتے ہیں امام زین العابدین نے فرمایا جہاں اور جب مجلس امام حسین علیہ السلام بپا ہوتی ہے چہار دہ

سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائد موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ شود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ بعض عارفین نے کہا ہے کہ تشہد میں یہ خطاب اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہے پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تا کہ قربت کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے واقف ہو جائے غرضکہ سنی اور شیعہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے محمد و آل محمد علیہم السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ ان ہی کی صفت ہے نہ کہ خدا کی صفت ہے کیونکہ خداوند کریم وہ ذات ہے لا یجری علیہ زمانٌ ولا یشتمل علیہ مکانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرتا ہے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے ان کی عمریں ہوتی ہیں جیسے چاند سورج انسان وغیرہ لہذا خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنا بے دینی ہے یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام کی ہے اور ان میں یہ صفت بالذات نہیں بلکہ بعطائے الٰہی ہے اور اس کو ماننا عین ایمان ہے مولائے کائنات کا ایک وقت میں چالیس جگہ حاضر ہونا حیات رسالت میں ثابت ہے جناب مولائے امیر المومنین نے فرمایا ہے۔ مومن۔ منافق۔ کافر مشرک کوئی آدمی نہیں مرتا جب تک میں اس کے سرہانے جا کر حکم نہ دوں ایک وقت میں روئے زمین پر کتنی موتیں واقع ہو رہی ہیں ہر جگہ علی موجود ہے اور جب نکیرین قبر میں آتے ہیں تو سرہانے مولا کی کرسی لگتی ہے فرشتے تیرا رب کون ہے رسول کون ہے دین کیا ہے قبلہ کیا ہے اور امام کیا ہے کتاب کیا ہے ان تمام سوالوں کے جواب کے بعد جب میت بتا دیتی ہے اللہ میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا نبی ہے اور اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے جناب علی میرا پہلا امام ہے اور امام حسن سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک نام بتا دیتا ہے اس وقت فرشتے پوچھتے ہیں۔ ماتقول فی ھذا الرجل۔ صحیح بخاری باب المیت اور مشکوٰۃ باب المیت کیا کہتا ہے تو اس مرد کے بارے میں یعنی پانچوں سوالوں کے جواب دینے پر نجات ہی نجات ہے اصل پر کہ یہ کرسی پر بیٹھنے والا کون ہے صاحب عرفان مومن فوراً بتا دے گا یہ میرا مولا علی ہے ایک وقت میں کتنی قبریں بنتی ہیں روئے زمین پر اور ہر جگہ مولا قبر میں تشریف لاتے ہیں امام زین العابدین نے فرمایا جہاں اور جب مجلس امام حسین علیہ السلام بپا ہوتی ہے چہار دہ

والد اللمعات صفحہ ۳۹۷ وتفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ وصحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۴۴ وجواہر البیان جلد ۴ صفحہ ۲۹۸ ولباب التاویل جلد ۶ صفحہ ۲۵۰ ومسند امام حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۷ میں مرقوم ہے کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی اور آنحضرت اس آیت پر پہنچے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ یعنی اور دوسرے وہ لوگ جو عرب کے علاوہ ہیں تو اصحاب کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ قوم جو عرب کے علاوہ اس دین کو قبول کرے گی اور عرب سے جلد ہی ملحق ہو جائے گی وہ کونسی قوم ہے تو آپ نے حضرت سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ اور اس کی قوم فارسی یعنی ایرانی ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر ایمان زمین سے اُٹھ کر ستارۂ ثریا میں چلا جاتا تو بھی یہ قوم وہاں سے لے آتی۔

ان آیات اور احادیث متفق علیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی قوم کے لئے آنحضرت نے بار بار پیش گوئی فرمائی ہے اور دین وایمان وعلوم کے لئے دور ہو جانے کی صورت میں ایرانی قوم کو ان چیزوں کے واپس لے آنے کی قابلیت وصلاحیت کا حامل قرار دیا ہے۔

فارسی زبان کی شان

بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خدا جب رحمت اور مہربانی کی باتیں کرتا ہے تو فارسی زبان میں کرتا ہے اور جب ناراضی اور عذاب کی باتیں کرتا ہے تو عربی زبان میں کرتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان بروسوی طبع استنبول جلد دہم صفحہ ۴۸۰ قسطنطنیہ میں مرقوم ہے۔

انصار مدینہ

وہ چار سو علماء جن کو ملک تبع نے مدینہ میں آباد کیا تھا کہ آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کریں جن کا ذکر مفصل اس جلد دوم میں آئے گا ان علماء کی اولاد مدینہ میں آباد ہوئی اور یہ آنحضرت کی نصرت ومدد کے انتظار میں ایک ہزار سال سے آنکھیں لگائے رہے۔ ان ہی میں سے ابو ایوب انصاری صحابی رسول ہیں اور ان ہی کے دادا انجار کی بیٹی بی بی سلمیٰ سے جناب رسالت مآبؐ کے دادا ہاشم کا نکاح ہوا جس سے شیبۃ الحمد یعنی عبد المطلب پیدا ہوئے۔ ابو ایوب انصاری آنحضرتؐ کے ننہیالی رشتہ دار ہیں۔ اور اسی رشتہ کی وجہ سے آنحضرت کو مدینہ بہت پسند تھا۔ کیونکہ اس خاندان نے حضور کی نصرت کے انتظار میں ایک ہزار سال گزارے اور پھر اپنے ارادۂ نصرت کو پورا کر دکھایا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ۔

غریق تقصیر

محمد بشیر

کلمہ طیبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ

وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جناب علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں رسول اللہ

وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ ط

کے وصی، آپ کے خلیفہ بلا فصل ہیں

ہر ایک نبی نے مصائب میں پکارا ہے رب کو اب قرآن میں دیکھئے رب سے کون مراد ہے سورہ
معل اتیٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا۔ میدان حشر
میں روز قیامت جماعت مومنین کو جب قیامت کی گرمی سے اُن کا برا حال ہو رہا ہو گا زبان
شدت پیاس سے سوکھ کر مانند چوب خشک ہو رہی ہو گی آواز گلے سے نہ نکلتی ہو گی اس
وقت ان کا رب اُن کو پاک خوشبودار ٹھنڈا پانی پلائے گا عالم اسلام کا اتفاق ہے وہ ٹھنڈے
اور میٹھے پانی کا چشمہ حوض کوثر ہے اور جناب ابوبکر روایت کرتے ہیں فرمود رسول خدا (ص) ساقی حوض
علی مرتضیٰ بود مدارج النبوۃ جناب خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ساقی حوض کوثر مولا علی
علیہ السلام ہیں یعنی قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علی ہے انبیاء نے تبلیغ فرمائی توحید کی
معبود کی اور اللہ کی جب آفات آئیں تو پکارا ہے رب (علیؑ) کو اب بھی مصائب میں پکارتا
اپنے اپنے حالات کے تحت علی کو سنت انبیاء اور قرآن پاک ہے اور رب کا معنی ہے متکفل
پرورش کنندہ نگہبان۔

ظاہری پیدائش سے قبل وجود

محمد وآل محمد علیہم السلام عالین ہیں اور تخلیق عالمین سے قبل تخلیق کے ساتھ اور نیز بعد میں ہر
زمانہ میں ہر نبی کے ساتھ ان عالین کا وجود رہا ہے۔ لفظ رب بتاتا ہے یہ موجود تھے۔ جناب عبداللہ
اور جناب ابوطالب کے گھر سرزمین مکہ میں تو یہ لوگ بشر میں آتے ہیں۔ رسول کے متعلق ہے
لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ یعنی
خلقت افلاک سے قبل وجود محمدی تھا اور جناب سرکار رسالت فرماتے ہیں انا و علی
مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ میں اور علی ایک نور سے ہیں لہذا نور محمدی تھا تو نور علی بھی تھا جب یہ
دونوں تھے تو نورِ فاطمہ بھی تھا دیگر ائمہ بھی تھے۔ تو کیا یہ صرف انبیاء کی مدد کرتے رہے
یا تمام مخلوق کی تمام مخلوق کی جس نے پکارا اس اور جس نے نہیں پکارا اس کی بھی جناب
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وجود اور مدد کرنا وجود لباس بشریہ محمدیہ وعلویہ اور فاطمیہ سے
دو ہزار سال پہلے امریکہ جس کو دنیا میں کوئی جانتا بھی نہ تھا اِدھر کی دنیا صرف اپنے کو دنیا
سمجھتی اور کہتی تھی تو سرزمین امریکہ میں ایک راہبہ دِل گبوی رہا کرتی تھی لوگ اس کے پاس
اپنی حاجات لے کر جاتے اور اس سے دعا کرواتے چنانچہ ہر طرح کی مصیبت میں لوگ آتے
حتیٰ کہ اولاد کے لئے بھی پہلے تو اس راہبہ نے صاف انکار کر دیا کہ وہ اولاد دینے کی اہل

بها فی الصلوة ، و كيف حكمنا بأنّ الكلّ قد نزل به الروح ، فانّ هذا القول منهم رجوع عن التواتر

الخامس انـّه قد استفاض فی الأخبار انّ القرآن كما أنزل لم يؤلّفه الاّ امير المؤمنين عليه‌السلام بوصيّة من النبیّ صلى‌الله‌عليه‌وآله ، فبقى بعد موته ستّة أشهر مشتغلا بجمعه ، فلمّا جمعه كما أنزل أتى به الى المتخلّفين بعد رسول‌الله صلى‌الله‌عليه‌وآله ؛ فقال لهم هذا كتاب الله كما أنزل فقال له عمر بن الخطّاب لاحاجة بنا اليك ولا الى قرآنك؛ عندنا قرآن كتبه عثمان فقال لهم علیّ عليه‌السلام لن تروه بعد هذا اليوم ولا يراه أحد حتّى يظهر ولدی المهدیّ عليه‌السلام وفی ذلك القرآن زيادات كثير وهو خال من التحريف ؛ وذلك أنّ عثمان قدكان من كتّاب الوحی لمصلحة رآها صلى‌الله‌عليه‌وآله وهی ان لايكذبوه فی أمر القرآن بأن يقولوا انـّه مفتری او انـّه لم ينزل به الروح الأمين كما قاله أسلافهم ، بل قالوه هم ايضا ، و كذلك جعل

---

* التنزيل على ان النقص بعد النزول الى الارض فيكون القرآن قسمين قسم قرئه النبی ص على الناس و كتبوه وظهر بينهم وقام به الاعجاز وقسم اخفاه ولم يظهر عليه احد سوى امير المومنين عليه السلام ثم منه الى باقی الائمة الطاهرين ع وهو الآن محفوظ عند صاحب الزمان جعلت فداه ا ه

وهذه كلمات قيمة صادرة عن شخصية عظيمة بارزة فی العالم الاسلامی و تنبئی عن علم متدفق وعقل كامل ورأی رزين ولذا كان صاحبها رئيسا للاسلام ومن اكبر اساطين الدين كما يعبر عنه الشيخ الاعظم الانصاری قدس سره فی تصانيفه كما فی الرسائل والمكاسب (بعض الاساطين) وهكذا يكون المرجع الدينی الاكبر اذا اجتمع فيه العقل والعلم والعمل ويظهر من آخر كلامه ان مانزل من القرآن بطريق الاعجاز وما هو المعجز الباقی الى آخر الدهر هو ما قرأه النبی ص على الناس وهو ما بين الدفتين ولم ينقص منه شئی . فلو اردنا ايراد كلمات علمائنا الامامية ونقل اقوالهم فی هذا المقام لطال الكلام بل يحتاج ذلك الى تأليف مستقل ولا احتياج لنا الى نقل الاقوال باكثر من ذلك فانه غير خفی على القاری الخبير ان علماء الامامية قديماً وحديثا ذهبوا الى القول بعدم النقصان فی القرآن الكريم الا شر ذمة قليلة من الاخباريين ومن اغتر بكلامهم من غيرهم وصرح بما ذكرناه جمع من مشايخنا واساتذتنا الاكابر كشيخنا الامام كاشف الغطاء (ره) فی كتابه اصل الشيعة *

زیرا که دراین تغییر کلام تغییری نسبت بزنان هست که شما و اهل بیت همه با آنحضر
محشورید بلکه معاشرت شما بیشتر است چرا شما مثل ایشان نمیباشید در طهارت و نزاه
ورعایت آداب معاشرت یا آنکه مبادا کسی توهم کند که زنان بااین اختصاص هر گاه این
اعمال ازایشان صادرشود ممکن استکه ازاهلبیت هم مثل اینها العیاذبالله صادر شود
برای بیان طهارت ذیل عصمت ایشان این را درمیان داخل کرده باشد و این دو وجه ک
بخاطر فقیر رسیده نسبت بوجوهیکه مفسران در ربط ونظم می گویند واضح تر و آسان
است (وجه دویم) آنکه اگراین سخن صورتی داشته باشد وقتی حجت می شود که از مصح
چیزی ساقط نشده باشد معلوم نیست زیرا که صاحب جامع الاصول از زیدبن ثابت ن
کرده که بعد ازآنکه قرآن را جمع کردیم آیه **رجال صدقوا ماعاهدوالله علیه** را
خزیمة بن ثابت یافتیم وملحق کردیم پس ممکن است آیات بسیار دیگر افتاده باشد در سا
ولاحق این آیه که ملحق نکرده باشند وازحضرت صادق (ع) منقولستکه در سوره احزا
فضایل مردان و زنان قریش بسیار بود وبزرگتر ازسورۂ بقره بود وایشان کم کردند
تحریف دادند (وجه سیم) آنکه معلوم نیست نظم قرآن موافق نزول باشد زیرا که در بسیار
ازسوره های مکیه تصریح کرده اند که بعضی ازآیاتش مدنیست وبالعکس پس ممکن اس
که دروقت دیگر نازل شده باشد و در این موضع دانسته یا ندانسته الحاق کرده باش
(وجه چهارم) آنکه هر گاه باحادیث صحیحۂ متواترۂ عامه وخاصه معلوم شده باشد که ای
آیه مخصوص اهلبیت است اگرجهت ربط آیات بر ما معلوم نباشد ضرری ندارد و جواب
اعتراضات دیگر ایشان را در کتب مبسوطۂ خود ایراد نموده ام واین رساله گنجایش ذکر
آنهارا ندارد وهر گاه حقتعالی رجس ایشان را زایل گردانیده باشد باید جمیع افرادش منتفی
گردد خصوصاً هر گاه بعد از مبالغۂ که در تطهیر واقع شده باشد که قرینۂ واضحه برعموم
است پس باید ازجمیع گناهان مطهر باشند پس ثابت شد که معصومند و اگر گویند ک
دلالت نمیکند برعصمت آینده گوئیم همینکه عصمت فی الجمله بهم رسید کافی است زیرا
که کسی ازامت قائل نیست که دربعضی اوقات معصوم بوده اند و در بعضی نبوده اند و این
خرق اجماع مرکبیست که ایشان جایز نمیدانند باآنکه هرجا که درقرآن مجید اراد
باین صیغه وارد شده مراد ازآن حصول بالفعل ودوام است مثل **یریدالله بکم الیسر ولا
یرید بکم العسر و یریدالله ان یخفف عنکم و یریدون ان یبدلوا کلام الله و یرید
الشیطان ان یضلهم** و مثل این بسیاراست وهر گاه عصمت ثابت شد امامت نیز ثابت میشود

بکنند وایشان ازسایر محبان ما عذابشان شدیدتراست و گناهشان عظیم تراست واینجماعت را شیعه ما نمینامند ودوست دوستان ما و دشمن دشمنان ما میگویند ونیست شیعه ما مگر کسیکه پیروی ومتابعت ما کند واقتدا کند بما دراعمال ما وابن بابویه وغیراو ازحضرت امام رضا علیه السلام روایتکرده اند که فرمود بخدا قسم که دوتای شمارا در جهنم نخواهند دید بخدا قسم که یکی را نخواهند دید راوی پرسید که این در کجای قرآن است فرمود درسورهٔ رحمن که میفرماید **لایسئل عن ذنبه منکم انس ولاجان** یعنی سئوال کرده نمیشود از گناه او از شما شیعیان نه آدمی ونه جنی راوی گفت **منکم** درمصحف ما نیست حضرت فرمود بخدا سوگند که بود وعثمان انداخت واگر نباشد باید عقاب خدا ازهمه خلق برطرف شود وکلینی بسند موثق ازمیسر روایتکرده استکه گفت بخدمت حضرت صادق علیه السلام رفتم فرمود اصحاب تو چه حال دارند گفتم ما نزد سنیان بدتریم ازیهود ونصاری ومجوس وبت پرستان حضرت تکیه فرموده بود چون اینرا گفتم درست نشست وفرمود چه گفتی من اعاده کردم فرمود بخدا سوگند دونفر شما داخل جهنم نمیشوند والله یکی نیز داخل نمیشود والله که شمائید اهل این آیه که مضمونش این است چه میشود مارا چرا نمی بینیم مردانی چند را که ایشانرا ازاشرار وبدترین مردم میشمردیم پس فرمود که سنیان شمارا درجهنم طلب میکنند ویکی از شمارا درجهنم نمییابند واین مضمون را کلینی ودیگران بسندهای بسیار روایتکرده اند فرات بن ابراهیم روایتکرده است ازحضرت صادق علیه السلام که رسولخدا ص فرمود یاعلی ع درروز قیامت تو بنور من متوسل میشوی ومن بنور خدا وفرزندان تو بنور تو وشیعیان تو بنور ذریه تو پس بکجا خواهند برد شمارا بغیر ازبهشت پس چون داخل بهشت شوید وبا زنان وحوریان خود درمنازل خود قرار گیرید حقتعالی وحی کند بسوی مالك که بگشا درهای جهنم را تا نظر کنند دوستان من بسوی آنچه تفضیل داده ام ایشانرا بر دشمنان ایشان بگشایند درهای جهنم را وشما مشرف شوید برایشان چون اهل جهنم شمیم بهشت را بیابند گویند یا مالك آیا طمع داری برای ما که خدا تخفیف دهد عذاب را ازبرای ما ما نسیمی مییابیم مالك گوید خدا وحی کرد بسوی من که درهای جهنم را بگشایم تا نظر کنند اهل بهشت بسوی شما پس سر بالا کنند وایشان را بشناسند یکی از اهل جهنم یکی ازاهل بهشت را ندا کند که آیا تو گرسنه نبودی ومن تورا سیر کردم و دیگری بدیگری گوید که آیا تو عریان نبودی ومن ترا جامه دادم وباز دیگری دیگری را خطاب کند که آیا تو نمی ترسیدی ومن تورا پناه دادم ودیگری بدیگری گوید که آیا سر تورا پنهان نداشتم وهمچنین هر که ازایشان حقی بریکی ازاهل بهشت داشته باشد یاد کند واو تصدیق نماید

ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا

سات برس سختی کے آئینگے جن میں سوائے اُس تھوڑے سے کے جو تم بیج وغیرہ کیلئے رکھ چھوڑو

قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ

اور جو کچھ جمع کیا ہوگا سب کھا جائینگے پھر اسکے بعد ایک ایسا برس آئیگا جس میں لوگ سیر و سیراب

فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ○ وَقَالَ الْمَلِكُ

ہو جائینگے اور جس میں وہ نچوڑینگے بادشاہ نے (جب یہ تعبیر سنی) حکم دیا کہ

ع ۷ / ۱۶

ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ

تعبیر کرنیوالے کو میرے پاس لاؤ جب شاہی قاصد حضرت یوسفؑ کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ تو اپنے آقا

فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ

کے پاس پلٹ کر جا اور اُس سے یہ کہہ دے کہ اوّل اُن عورتوں کے بارے میں تحقیق کرے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے

رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ○ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ

میرا رب اُنکے حیلوں سے خوب واقف ہے بادشاہ نے (اُن عورتوں کو بلاکر) دریافت کیا کہ تمنے جب یوسف کو پھسلایا

يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ

تو تمہاری کیا کیفیت تھی اُنھوں نے یہ کہا کہ حاشا للہ ہمنے اُس میں کوئی بدی نہیں

مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ

پائی عزیز مصر کی بیگم نے اظہار دیا کہ اب تو حق کھل ہی گیا

الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

میں نے اُسکو پھسلانا چاہا تھا اور وہ اپنے بیان میں بالکل

الصّٰدِقِيْنَ ○ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ

سچا ہے (میں نے صاف اظہار دیدیا) اسلئے کہ (یوسف) جان لے کہ میں نے پس پشت

بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ○

اُسکے حق میں کوئی خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ خیانت کرنیوالوں کی چال نہیں چلنے دیتا

"الی اجل مسمی" کے الفاظ متن قرآن میں تھے لیکن انہیں موجودہ ترتیب سے حذف کر دیا گیا۔ لیکن علماء اہل تشیع اس معاملہ میں محتاط رویہ کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ان الفاظ کو تشریحی حاشیہ کی حیثیت حاصل ہو۔ جیسا کہ اکثر صحابہ کرام تفہیم کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرکے اپنے مصحف میں لکھ لیا کرتے تھے۔ اہل تشیع کا یہ رویہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔

اگر اس آیت میں "الی اجل مسمی" کے الفاظ کو شامل کرکے پڑھا جائے۔ چاہے انکی حیثیت متن قرآن کی سمجھی جائے یا تشریحی حاشیہ کی بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ یہ آیت نکاح دائمی پر منطبق نہیں ہو سکتی بلکہ صرف اور صرف نکاح متعہ کے لئے ہے۔

فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی فاتوهن اجورهن فریضته و لاجناح علیکم فیما تراضیتم به من بعد الفریضته ان الله کان علیم الحیکم

پھر جس طرح تم نے ان عورتوں سے متعہ کیا ایک معینہ مدت کے لئے سو انکو انکے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں اور مقرر ہونے بعد بھی جس پر تم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بیشک اللہ بڑا علیم و حکیم ہے۔

اس آیت کے آیت متعہ ہونے کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ بہت سے علماء اہل سنت اس آیت کو منسوخ سمجھتے ہوئے انکے

"حضرت اُمّ سلمیٰ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۶)

حضرت علی کو صرف علم قرآن ہی کے بارے میں دعویٰ نہ تھا بلکہ آپ چاروں آسمانی کتابوں پر عبور رکھنے کے دعویدار تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

" اہلِ توریت کے لئے توریت سے اور اہلِ انجیل کے لئے ان کی انجیل سے، اہلِ زبور کے لئے ان کی زبور سے اور اہلِ قرآن کے لئے ان کے قرآن سے فیصلے کروں"

(تذکرۃ الخواص از ابن جوز ص ۱۶)

شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء میں حضرت علی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

آپ نے قرآنِ مجید کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمع اور مرتب کر لیا تھا لیکن تقدیر نے اس کی اشاعت کا موقع نہ بخشا۔ (ازالۃ الخفاء مقصد دوم مآثر حضرت علی)

خلیفہ وقت اور ان کے مشیر خاص حضرت عمر نے علیؑ جیسے شخص کو نظر انداز کر دیا تو یقیناً خاص مصلحتیں ہوں گی۔ جن کے بارے میں وثوق سے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر ایک بات واضح ہے کہ یہ اقدام علی بن ابی طالب سے بغض رکھنے کی وجہ سے اور انکی قدر و منزلت عوام کی نظروں میں کم کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔

جمع قرآن کو جناب ابوبکرؓ کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیا جاتا ہے مگر ہر عمل کے اچھے یا برے ہونے کا دار و مدار نیت پر ہوتا ہے اور یہاں خلیفہ کی نیت نیک نہیں تھی۔ لہٰذا نتیجہ بھی اچھا برآمد نہیں ہوا۔ اُمتِ مسلمہ کے ہاتھ میں ایک ایسا قرآن آیا کہ جس کی ترتیب نزول کے مطابق نہ تھی اور وہ قرآن چھوٹ گیا کہ جو نزول کے مطابق تھا اور اس کے حاشیہ پر تشریحی نوٹس بھی تھے۔

خلیفہ ابوبکر کے حکم سے جمع کیا ہوا قرآن،

یہی قرآن آج ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے اور اسی قرآن کو مسلمانوں کا ہر فرقہ اپنے لئے باعثِ نجات سمجھتا ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس قرآن کی ترتیب نزول کے مطابق نہیں

کہ ایسا ہوا اور ہمارے سامنے ایک ایسا قرآن آیا کہ جس سے عام قاری فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسے قرآن فہمی کے لئے ان مفسرین کی کتابوں کی طرف دیکھنا پڑتا ہے کہ جو نزولِ قرآن کے بہت بعد دنیا میں تشریف لائے، حالانکہ قرآن جیسی کتاب کو تو آسان سے آسان بنا کر پیش کرنا چاہیئے تھا مگر زید سے یہ نہ ہو سکا۔ ان میں تو بس اتنی ہی قابلیت تھی کہ آیاتِ قرآنی کو تلاش کریں اور تصدیق کے بعد انہیں جمع کرتے جائیں اور خود خلیفہ کو بھی اس بات کا شعور نہیں تھا کہ اسلام کی بہتری کے لئے ایسا قرآن مرتب ہونا چاہیئے کہ آنے والی نسلیں قرآن کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس کی تفسیر و تاویل میں غلطی نہ کریں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ انہیں اسلام سے اتنی دلچسپی ہی نہ تھی کہ وہ اس انداز سے سوچتے اور اگر سوچتے بھی تو یہ کام زید بن ثابت یا اور کسی صحابی کے بس کا نہ تھا اور جس کے بس کا تھا (یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام) اس سے یہ کام نہیں لیا جا سکتا تھا اس میں بڑی مصلحتیں تھیں مگر جناب علی بن ابی طالب نے یہ کام بذاتِ خود کیا کیونکہ ان کے دل کو لگی تھی۔ انہیں رسول اللہ نے کل ایمان کہا تھا اور کہا تھا کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ کے اس دنیا سے رخصت ہوتے ہی علی بن ابی طالب قرآن کی ترتیب اور تفسیر کے کام میں لگ گئے اور جب یہ قرآن مکمل ہو گیا تو اسے خلیفہ اوّل کے پاس لائے مگر خلیفہ نے اسے قبول نہ کیا۔ آپ خاموشی سے گردن جھکائے واپس چلے آئے مگر اتنا کہتے آئے کہ اب تم اسے قیامت تک نہ دیکھ سکو گے افسوس کہ جناب ابوبکر کی مصلحتوں کے سبب دنیا اس علمی خزانے سے محروم ہو گئی۔ جناب علی مرتضیٰ کے مرتب کردہ قرآن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا متن موجودہ قرآن کے متن سے مختلف نہیں تھا اور فرق یہ تھا کہ جناب علی مرتضیٰ نے قرآن کو تنزیل کے مطابق مرتب کیا تھا اور تفسیری نوٹس تحریر فرماتے تھے لہٰذا ان کا مرتب کیا ہوا قرآن ان خامیوں سے پاک تھا کہ جن کا تذکرہ ہم موجودہ قرآن کے حوالے سے کر چکے ہیں۔

مصحف علی کے بارے میں مفسرین کی رائے :-

جلال الدین سیوطی الاتقان جلد ا صفحہ ۶۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جناب علی ابن ابی طالب

تهذيب الأحكام

في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قده

المتوفى ٤٦٠ هـ

دار الكتب الإسلامية
طهران - بازار سلطاني

علي بن يقطين وموسى بن عبد الملك عن رجل قال: سألت ابا الحسن الرضا عليه السلام عن اتيان الرجل المرأة من خلفها فقال: احلتها آية من كتاب الله عز وجل قول لوط: ﴿ هؤلاء بناتي هن اطهر لكم ﴾ (١) وقد علم انهم لا يريدون الفرج .

﴿ ١٦٦٠ ﴾ ٣٢ — وعنه عن معمر بن خلاد قال: قال ابو الحسن عليه السلام: أي شيء يقولون في اتيان النساء في اعجازهن ؟ قلت : انه بلغني ان اهل المدينة لا يرون به باساً فقال : ان اليهود كانت تقول إذا اتى الرجل المرأة في خلفها خرج الولد احول فأنزل الله عز وجل : ﴿ نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم ﴾ من خلف أو قدام خلافاً لقول اليهود ولم يعن في ادبارهن .

﴿ ١٦٦١ ﴾ ٣٣ — وعنه عن ابن فضال عن الحسن بن امابهم عن حماد ابن عثمان قال : سألت ابا عبدالله عليه السلام او اخبرني من سأله عن رجل يأتي المرأة في ذلك الموضع وفي البيت جماعة فقال لي: ورفع صوته قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من كاف مملوكه مالا يطيق فليبعه ثم نظر في وجوه اهل البيت ثم اصغى إلي فقال: لا بأس به.

﴿ ١٦٦٢ ﴾ ٣٤ — وعنه عن معاوية بن حكيم عن أحمد بن محمد عن حماد ابن عثمان عن عبد الله بن ابي يعفور قال : سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الرجل يأتي المرأة في دبرها قال : لا بأس به .

﴿ ١٦٦٣ ﴾ ٣٥ — وعنه عن علي بن الحكم قال : سمعت صفوان يقول: قلت للرضا عليه السلام : ان رجلا من مواليك أمرني ان اسألك عن مسألة فهابك واستحى منك أن يسألك قال : ما هي قال : قلت الرجل يأتي امرأته في دبرها ؟ قال:

(١) سورة هود الآية : ٨٧

- ١٦٦٠ - الاستبصار ج ٣ ص ٢٤٤

- ١٦٦١ - ١٦٦٢ - ١٦٦٣ - الاستبصار ج ٣ ص ٢٤٣ واخرج الثالث الكليني في الكافي ج ٢ ص ٦٩

موجود ہے وہ اسی قرآن کی آیات ہیں مگر اس کی ترتیب نزولی نہیں ہے اور
اس میں حضور کی تعلیم کردہ تفسیر و تشریحات نہیں ہیں۔ جب ہم موجودہ قرآن مجید
کو خدا کا کلام تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہمارے ایمان کے بارے میں شبہ کیوں؟
ایمان کا نقص تو آپ کے مذہب میں پایا جاتا ہے جو صرف موجودہ کتاب کو ہی
کافی سمجھتے ہیں۔ اور اس کے اس حصہ پہ ایمان نہیں رکھتے ہیں جو ظاہر نہ ہوا۔
الا کہ اقرار کرتے ہیں کہ اس کا بیشتر حصہ جاتا رہا ہے مگر اس جانے والے
حصہ کو خدا کا کلام تسلیم نہیں کرتے بلکہ تکذیب کر کے غیر سالم قرآن پہ ایمان
رکھتے ہیں۔ ہمارا ایمان تو ظاہر پہ بھی ہے اور غائب پہ بھی۔ لہٰذا ہم سالم الایمان
ہیں۔ جب آپ ظاہر پہ ایمان رکھتے ہیں اور غیب کے منکر ہیں۔ اس لئے آپ
ناقص الایمان ہیں جب آپ یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ آپ کا پورے قرآن پر ایمان
ہے تو اس سے مراد موجودہ قرآن ہوتا ہے۔ جب کہ دعوٰی قرآن ہے کہ اس
میں ہر خشک و تر کا بیان موجود ہے جب کہ آپ کے اعتقاد کردہ مکمل قرآن میں وجود
پاکستان کا ذکر نہیں مل پاتا مگر ہم جس پورے قرآن پہ ایمان رکھتے ہیں اس میں جو کچھ
گذر چکا اور جو کچھ گذرنے والا ہے ہر امر کا بیان موجود ہے۔ اور وہ مکمل قرآن
اس دنیا میں محافظ کی حفاظت میں موجود ہے جسے کہ غیر طاہر لوگ مس نہیں کر سکتے
یہ قرآنی فیصلہ ہے آپ کے قرآن کی حفاظت کا یہ حال ہے کہ ہر پاک و ناپاک
جس حالت میں چاہے چھو سکتا ہے اس کے نسخوں میں اغلاط و سہو بات کا امکان
ہے اس میں آپ موجودہ مملکت خداداد پاکستان تک کا ذکر نہیں دکھا سکتے ہیں
جب کہ ہمارا دعوٰی ہے جو قرآن مجید کا نسخہ ہمارے امام کی حفاظت میں محفوظ
ہے اس میں ہر وہ بات موجود ہے جو ہو چکی یا ہونے والی ہے۔ پس ہمارا ایمان
مکمل ہے اور آپ کا ناقص ہے کیونکہ آپ جزوی کلام کو مانتے ہیں اور بقیہ کلام کا
انکار کرتے ہیں جبکہ ہم جزوی و کلی کلام کے معتقد ہیں۔

اعتراض ۲۵ :- الصافی صہ۱۱ میں ہے

انھم اثبتوا فی الکتاب — انہوں نے قرآن مجید میں وہ چیز میں

محبت اولاد و آباء و عشایر بدون محبت دینی وارد شده است و ایضاً از سیرت آن حضرت معلوم بود که خویشان نزدیک را ازخود دور میکرد بسبب آنکه دوست خدا نبوده‌اند و دورانرا رعایت میکرد بجهت آنکه دوست خدا بودند مانند سلمان وابوذر ومقدادواخوان ایشان چنانچه سیدالساجدین دروصف آنحضرت فرموده‌است **و والی فیك الابعدین و عادی فیك الاقربین** وهرگاه ایشان محبوب‌ترین خلق باشند نزدخداوبهترین امت‌باشند تقدیم دیگران برایشان درامامت عقلا قبیح خواهدبود **ششم** فخررازی که‌ازاعاظم‌علمای اهل سنت‌است وبتعصب مشهوراست گفته‌استکه شیعه از این آیه استدلال میکنند که علی ابن‌ابی‌طالب علیه السلام ازجمیع پیغمبران بغیراز پیغمبر آخرالزمان افضل‌استوازجمیع‌صحابه افضل‌است زیرا حقتعالی فرموده است بخوانیم نفسهای خود را ونفسهای شما را مراد از نفسها نفس مقدس محمد صلی الله علیه وآله وسلم نیست زیرا که‌دعوت اقتضای‌ادعای مغایرت میکندوآدمی خودرا نمی‌خواند پس‌باید دیگری مراد باشد و باتفاق‌مخالف ومؤالف غیرازنان‌وپسران کسیکه به انفسنا تعبیر کرده باشند بغیرعلی‌بن ابی‌طالب علیه السلام نبود پس معلوم شد که حق تعالی نفس‌علی علیه السلام را نفس محمد صلی الله علیه وآله گفته‌است و اتحاد حقیقی میان دونفس محالست پس باید که مجاز باشد و این مقرراست در اصول که‌حمل‌لفظ بر اقرب‌مجازات بحقیقت اولی‌است‌ازحمل‌برابعد واقرب مجازات‌استواء درجمیع امور وشرکت درجمیع کمالاتست مگرآنچه بدلیل بدررود و آنچه باجماع‌بیرون‌رفته پیغمبریستکه علی باآو شریك‌نیست پس باید در کمالات دیگر با هم شریك باشند و ازجملهٔ کمالات حضرت رسول صلی الله علیه وآله آنستکه او افضل‌است از سایر پیغمبران وازجمیع صحابه پس حضرت‌امیر علیه السلام نیز باید که افضل ازآنها باشد وبعد ازآنکه دلیل را بتفصیل تمام نقل کرده است جواب گفته‌است که چنانچه اجماع منعقد شده‌استکه محمد صلی الله علیه وآله افضل از علی علیه السلام است اجماع منعقد است برآنکه پیغمبران افضلند ازغیر پیغمبران ودرباب افضلیت برصحابه‌جوابی‌نگفته‌است زیرا که درآنجا جوابی نداشته‌است وجوابیکه درباب پیغمبران گفته‌اند نیزبطلانش‌ظاهراست زیراکه‌شیعه‌این‌اجماع‌را قبول ندارندومیگویند اگرگویند که‌جمیع‌امت‌اجماع کرده‌اند مسلم‌نیست بلکه بطلانش ظاهر است زیراکه اکثرعلماء شیعی‌را اعتقاد آنستکه حضرت امیر علیه السلام وسایرائمه افضلند ازپیغمبران سوای پیغمبر آخرزمان صلی الله علیه وآله وسلم و احادیث مستفیضه بلکه متواتره از ائمه‌خود دراین‌باب‌روایت کرده‌اند وسایرمقدمات ازبسکه وضوح داشته است این فاضل که امام‌المشککین میگویند اورا تصرفی نتوانسته است کردن پس امامت

یعنی ایگروه مؤمنان دوستی مکنید باقومی که غضبکرده است خدا برایشان بتحقیق که
ناامید گردیده‌اند از آخرت چنانچه ناامید گردیده‌اند کافران از اصحاب قبرها و ابن بابویه در
علل الشرایع روایت کرده است از حضرت امام محمدباقر علیه‌السلام که چون قائم ما ظاهر شود
عایشه را زنده کند تا بر او حد بزند و انتقام فاطمه را از او بکشد و شیخ مفید در ارشاد از حضرت
امام جعفر صادق «ع» روایت کرده‌است که چون وقت قیام قائم آل محمد صلی‌الله علیه و آله بشود در جمادی
الاخر و ده روز از ماه رجب بارانی ببارد که خلایق مثل آنرا ندیده باشند پس برویاند خدا
بآن باران گوشتهای مؤمنان و بدنهای ایشان را در قبرهای ایشان و گویا نظر میکنم بسوی
ایشان که آیند از جانب قبیله جهنیه و خاك قبر را از سرهای خود افشانند وایضاً از آنحضرت
روایت کرده‌است که بیرون میآید با قائم از پشت کوفه یعنی نجف بیست و هفت نفر با پانزده نفر
از قوم موسی از آنها که حقتعالی فرموده‌است که هدایت میکردند بحق و بحق عدالت میکردند
و هفت نفر از اصحاب کهف و یوشع بن نون و سلمان و ابوذر و جابر انصاری و مقداد و مالك
اشتر پس درپیش روی آنحضرت خواهند بود و یاوران و حاکمان او خواهند بود و عیاشی نیز
اینحدیث را ذکر کرده‌است و نعمانی روایتکرده‌است از حضرت امام محمدباقر علیه‌السلام که چون
قائم آل محمد صلی‌الله علیه و آله بیرون آید خدا اورا یاری کند بملائکه و اول کسیکه با او بیعت کند
محمد باشد و بعد از آن علی و شیخ طوسی و نعمانی از حضرت امام رضا علیه‌السلام روایت
کرده‌است که از علامات ظهور حضرت قائم آنست که بدن برهنه‌ای درپیش قرص آفتاب
ظاهر خواهد شد و منادی ندا خواهد کرد که این امیرالمؤمنین است برگشته است که
ظالمان را هلاك کند وایضاً شیخ روایت کرده است از حضرت ابی عبدالله که چون قائم
ما خروج کند نزد قبر هر مؤمنی ملکی بیاید و اورا ندا کند که ای فلان صاحب تو و امام تو
ظاهر شده است اگر میخواهی ملحق شوی باو ملحق شو و اگر میخواهی در نعمت و کرامت
خدا باشی هم آنجا باش پس بعضی بیرون آیند و بعضی در نعیم الهی بمانند و در زیارت
جامعهٔ مشهوره و اکثر زیارات منقوله خصوصاً زیارت حضرت امام حسین علیه‌السلام ذکر رجعت
و اظهار اعتقاد بآن مذکور است و در متهجد و مصباح الزائر و سایر کتب از حضرت
امام جعفر صادق «ع» منقولست که هر که دعای عهدنامه را چهل صباح بخواند از انصار حضرت
قائم باشد و اگر پیش از ظهور آن حضرت بمیرد حقتعالی اورا از قبر بیرون آورد در وقت
خروج آنحضرت و در عهدنامهٔ مزبور مذکور است که خداوندا اگر حایل شود میان من
و آنحضرت مرگی که بر بندگان خود حتم و لازم گردانیده‌ای پس بیرون آور مرا از قبر من

آنجناب پیش ازمن رفته است و منع میکند گوسفندان خود را از داخل شدن آن صحرا چون رفتم
فرمود که با تو وعده کرده بودم نخواستم که گوسفندان من پیش از گوسفندان تو چرند **مؤلف گوید**
که چون پیغمبران برای هدایت عوام کالانعام مبعوث میگردند حق تعالی اول ایشان را بچرانیدن
حیوانات امر میفرماید که معاشرت عوام وسوء ادب ایشان بر آن ذوات مقدسه بسیار گران نیاید و
صبر کردن برمشقتهای ایشان دشوار ننماید **ودرحدیث معتبرازامام جعفرصادق (ع) منقولستکه**
حقتعالی چون عقل را آفرید گفت بیا پس آمد و گفت برو پس رفت فرمودخلقی نیافریدم که از تو
محبوب‌تر باشد بسوی من پس نود و نه جزوعقل را بمحمد ص عطا کرد و یك جزو را درمیان سایر
خلق قسمت کرد و بسند معتبر حضرت علی بن موسی الرضامنقولست که **رسولخدا ص** فرمود که مرا
ضعفی از نماز وجماع بهم‌رسیده بود پس طعامی ازآسمان برای من نازل‌شد وچون از آن تناول کردم
درشجاعت و حرکت و جماع قوت چهل مرد بهم رسانیدم واز مولا امیرالمؤمنین « ع » منقولست که
گفت با حضرت رسول‌ص بودم درکندن خندق ناگاه حضرت فاطمه آمد و پارهٔ نانی برای آنجناب
آورد حضرت فرمود که این‌چیست فاطمه گفت قرص نانی برای حسن‌وحسین پخته بودم واین پاره را
برای شما آوردم رسولخدا فرمود که سه روز است پدرتوطعامی نخورده است و این‌اول‌طعامی‌است
که میخورم **ودراحادیث معتبرازحضرت صادق (ع)** منقولست که رسول‌خدا ص بروش بندگان
طعام میخورد بی‌خوان و بروش بندگان می‌نشست یعنی دوزانو و بر زمین می‌خوابید بی فراش و
میدانست که او بنده است و در حدیث معتبر دیگر فرمود که زن بدویهٔ بر آنحضرت گذشت دید که
برروی زمین طعام تناول میفرماید گفت ایمحمد تو برروش بندگان طعام می‌خوری و بروش بندگان
مینشینی‌حضرت‌رسول‌ص‌فرمود که کدام‌بنده‌ازمن بنده‌تراست از حقتعالی‌پس آن زن گفت که‌لقمهٔ ازطعام
خود بمن بده چون داد گفت نه همان لقمه را میخواهم که دردهان گذاشتهٔ حضرت لقمه را از دهان
زنرا دردی وبیماری نرسید تا ازدنیا مفارقت کرد و **روایت‌دیگر** آن‌زن بدزبان وبی‌شرم بود ببرکت
مبارك بیرون‌آورد وباوداد واو خورد **پس حضرت صادق (ع)** فرمود که ببرکت آن لقمه آن
آن لقمه صاحب حیا وآزرم شد **بسند معتبراز امام محمدباقر** (ع) منقولست که والله دیدهٔ ندیده
حضرت رسول ص را که تکیه کرده چیزی تناول کرده باشد از روزی که مبعوث شد برسالت تا روزی
که ازدنیا مفارقت کرد وازنان گندم سه روز متوالی سیرنخورد تا از دنیا مفارقت نمود من‌نمیگویم
که نمی‌یافت‌گاه میشد که یك کس را شتر میبخشید اگرمیخواست‌میتوانست‌بخورد وجبرئیل سه‌مرتبه کلید
های خزینه‌های زمین را برای آنحضرت آورد گفت اگرخواهی اختیارپادشاهی روی‌زمین بکن که‌هرچه
برروی زمین باشدازتوباشدبی‌آنکه ازثواب آخرت توچیزی کم شود وآنحضرت قبول‌نکرد واختیار
تواضع وشکستگی کردوفرمود که رفیق اعلی‌رابهترمیخواهم ازدنیا وهرگز کسی ازآنحضرت‌حاجتی
سؤال‌نکرد که بگوید که نه اگربود میداد واگرنبودمیگفت بهم‌رسد بدهیم وازجانب‌خدا ضامن‌میشد
البته حقتعالی عطا میکرد حتی آنکه بهشت را بکسی میداد و حقتعالی برای او تسلیم میکرد و در
حدیث دیگرمنقولستکه پیوسته جمعی ازاصحاب حراست آن‌حضرت می‌نمودند چون این‌آیه نازل‌شد که
«والله یعصمك‌من‌الناس» یعنی خدا نگاهمیدارد تورا از شر مردم فرمود که دیگر کسی مرا حراست
نکنند که خدامرا نگاهمیدارد **ودرروایت** معتبراز امام‌جعفرصادق(ع) **منقولستکه** حضرت رسول‌ص
هرروز سیصد وشصت مرتبه بعدد رگهای بدن میگفت «الحمد رب‌العالمین کثیراً علی کل حال» واز
مجلسی برنمیخاست‌هرچند که مینشست تا بیست وپنج مرتبه استغفار نمیکرد وروزی‌هفتادمرتبه استغفرالله
و هفتادمرتبه اتوب الی‌الله میگفت **ودرحدیث‌موثق ازامام محمد باقر ع** منقولستکه **حضرت**
رسول ص میفرمود عجب دارم که هرگاه قرآن میخوانم چرا پیر نمی‌شوم و در حدیث حسن از

فقرا درمسجد میخوابیدند شبی با ایشان افطار کرد نزد منبر خود در دیك سنگی وسی نفر از آن خوردند و سیر شدند و بقیهٔ آنرا برای زنان خود آورد کـه همه سیر شدند و در حـدیث موثق از حضرت صادق(ع) منقولست که درهنگامیکه رسول‌خدا پیر و گران شده بود ایستاده نماز نافله میکرد و یك پای خودرا برای زیادتی مشقت برمیداشت و بر یك پای ایستاد تاآنکه حق تعالی فرستاد که «طه ما انزلنا علیك القرآن لتشقی » ای طاهرطیب هدایت کنندهٔ خلق ما نفرستادیم بر تو قرآن راکه خود را بتعب بداری پس بعد ازآن هردو پا را برزمین میگذاشت وبسند معتبر ازحضرت امام رضا منقولست که ملکی بنزد رسولخدا ص آمد و گفت پروردگارت سلام میرساند ومیگوید که اگر میخواهی همهٔ صحرای مکه را از برای تو طلا میکنم پس حضرت سر بسوی آسمان بلند کردو گفت پروردگارا میخواهم یك روز سیر باشم و تو را حمد کنم و یکروز گرسنه باشم و از تو سؤال کنم، وفرمود که رسولخدا سه روز از نان گندم سیر نشد تا برحمت الهی واصل شد و انگشتر را در دست راست میکرد و دو گوسفند سیاه سفید شاخ دار قربانی میکرد و در حدیث دیگر منقولست که از آن حضرت پرسیدند که آیا رسولخدا (ص) تقیه از مردم میکرد فرمود که بعد از آن که آیهٔوالله یعصمك من الناس نازل‌شد وحق‌تعالی ضامن شد که آن حضرت را از شر مردم حفظ نماید دیگر تقیه نکرد و پیش‌ازآن گاهی تقیه میکرد **واز ابن عباس منقولستکه** حضرت رسول (ص) برروی خاك مینشست وبرروی خاك طعام تناول مینمود وگوسفند را بدست خود میبست واگرغلامی آنحضرت را برای نان جوی میطلبید بخانهٔ خود اجابت او مینمود و در حدیث معتبر ازحضرت‌موسی بن جعفر(ع) منقولست که حضرت امیرالمؤمنین میفرمود که کسی شکر نعمت رسولخدا نکرد باآنکه حق نعمت برقرشی وغیر قرشی وبرعرب وعجم داشت وکی حق نعمتش بر خلق زیاده از آن حضرت بود و ما اهل‌بیت رسول‌خدا نیز چنانیم که کسی شکر نعمت ما نمیکنند ونیکان مؤمنان نیز هرچند احسان کنند کسی شکر نعمت ایشان نمیکنند **ودرحدیث‌معتبراز حضرت امام‌رضا(ع) منقول است که** جبرئیل بررسولخدا نازل گردید و گفت یا محمد پروردگارت سلام میرساند و میگوید که دختران باکره بمنزلهٔ میوه‌اند بردرخت چون میوه پخته شد آن را بغیر چیدن چارهٔ نیست واگر نه آفتاب آن را فاسد میکند وباد آن را متغیر میگرداند و دختران باکره چون بالغ شدند دوای‌ایشان شوهردادنست واگرنه ایمن نمیتوان بود ازفتنهٔ ایشان‌پس رسول‌خدا برمنبررفت و مردم را جمعکرد و وحی خدا را بایشان رسانید پس مردم گفتند که بکی تزویج کنیم ایشان را فرمود که بکفوایشان پس فرمود که مؤمنان همه کفو یکدیگرند پس از منبر فرود آمد باضباعه دختر زبیر عموی خودرا بمقداد بن اسود نکاح کرد و فرمود که ای گروه مردم من دختر عم خود را بمقداد دادم تا نکاح پست شود بدانید که در دختردادن رعایت حسب ونسب نمی‌باید کرد ودر حدیث معتبر ازحضرت صادق (ع) منقول است که چون رسولخدا ص درحضور مردم بقضای حاجت نمی‌نشست روزی در مکانی بود کـه عمارتی وگودالی نبود و ارادهٔ قضای حاجت نمود وشخصی ازصحابه همراه رسول‌خدا ص بود و در آن مکان دو درخت خرما بود پس اشاره فرمود بآن دودرخت خرما که بنزدیك یکدیگر آمدند و بیکدیگر چسبیدند ودرعقب آن دودرخت پنهان شد وقضای حاجت نمود و چون حضرت بر خاست و بیرون آمد آن مرد بعقب درخت رفت و چیزی ندید و از جابر بن عبدالله انصاری منقول است که رسول‌خدا پیش از بعثت در مرالظهران گوسفند میچرانید و میگفت گوسفند سیاه بهمرسانید که نیکوتر است وازآنحضرت منقولست که خوبست گوسفند چرانیدن فرمود که مگرپیغمبری مبعوث شده است که گوسفند نچرانیده باشد و از عمار بن یاسر منقولست که گفت من گوسفند میچرانیدم پیش ازبعثت رسول‌خداص وآنحضرت نیزمی‌چرانید پس بآنحضرت عرض کردم که درفخ چراگاه نیکوئی هست خوبست در آنجا بچرانیم فرمود کـه خوبست چون روز دیگر بآن موضع رفتم دیدم کـه

ے جناب امیرؑ کی شکایت فرمائی۔ کہ جو کچھ پیدا کرتے ہیں۔ وہ فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا
اے فاطمہ تم چاہتی ہو۔ مجھے در باب برادر و ابن عم علیؑ سے خشمناک کرو۔ تحقیق کہ خشم علیؑ میرا خشم اور میرا خشم خدا کا
ہے یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے کہا۔ میں غضب خدا اور رسول سے پناہ مانگتی ہوں۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ نے بسند معتبر
امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جناب امیرؑ نے ایک چادر کہنہ اور ایک زرہ تیس درہم کی اور
ایک بچھونا پوست گوسفند کہ جب اس پر آرام کرنا مقصود ہوتا۔ تو اس کو الٹ کر لیتے تھے۔ اور اس کے بالوں پر
سو رہتے تھے جناب فاطمہؑ کو مہر میں دیا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت رسول جناب
فاطمہؑ کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا۔ جناب سیدہؑ رو رہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ کیوں روتی ہو۔
تم یقین جانو۔ اگر میرے اہل بیت میں کوئی علیؑ سے بہتر ہوتا تو میں اس سے تجھے تزویج کر دیتا۔ اور میں نے تجھے
اس سے تزویج نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تجھے اس سے تزویج کیا۔ اور جب تک آسمان و زمین باقی ہیں پانچواں حصہ
دنیا کا تیرے مہر میں دیا۔ ایضاً بسند حسن جناب صادق سے روایت کی ہے کہ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت
نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ جناب رسولؐ نے شب زفاف جناب علیؑ اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ جب تک میں نہ آؤں۔
کام نہ کرنا۔ جب حضرت رسول تشریف لائے۔ دونوں پاؤں دونوں صاحبوں کے رخت خواب میں دراز فرمائے۔
ایضاً۔ روایت کی ہے کہ مبارکباد شب زفاف فاطمہؑ میں لوگ بالرفاء والبنین جس طرح ان میں متعارف تھا۔
یعنی یہ مزاوجت مقرون باتفاق و کثرت اولاد ہو۔ ابن شہر آشوب نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ
نے جناب امیرؑ پر حیات جناب فاطمہؑ میں اور عورتیں حرام کی تھیں۔ اس لئے جناب سیدہ طاہرہ تھیں اور کبھی
حائض نہ ہوتی تھیں۔ اور بعضے محققین نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے سورہ ہل اتیٰ میں۔ انواع نعمت ہائے بہشت کو
بیان فرمایا۔ مگر حوروں کا ذکر نہیں کیا۔ شاید وجہ یہ ہو۔ چونکہ یہ سورہ اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اس لئے حق
تعالیٰ نے برعایت جناب فاطمہؑ حوروں کا ذکر نہ کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند مخالفین ابوہریرہ سے روایت کی ہے

فاطمہؑ و علیؑ کا آپس میں سلوک

اس نے کہا۔ ایک روز حضرت رسولؐ نماز صبح ہمارے ساتھ

لے خدا برا کرے اس اجماعی مشنری کا جس نے مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے یہ غلط حدیثیں تیار کر دی تھیں۔ یہ روایت بھی ابوہریرہ
کی بیان کردہ ہے اور دور بنی امیہ میں بزبان ابوہریرہؓ سے نکلی مقصد یہ تھا۔ کہ ابوبکر و عمر سے اگر سیدہؑ دنیا سے ناراض گئیں۔
تو علیؑ سے بھی ناراض رہتی تھیں لیکن یہ روایت ایک تو بنی ہوئی ہے دوسرے خواہ کیسی ہی ہے فاطمہؑ زوجہ تھیں اور علیؑ
شوہر۔ لہذا آپ جیسی نقیہ، عابدہ، زاہدہ سے بالکل یہ ناممکن ہے کہ شوہر کی شکایت کرے۔ اور نیکیوں سے شوہر کو منع کرے۔
جناب سیدہؑ اور حضرت علیؑ ہمیشہ ایسی باتوں سے پاک اور معصوم تھے۔ (کوثر [illegible] عفی عنہ)

خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی وجہ سے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب) بعد آپ کے آپ کی اہل بیت کو درجہ ولایت حاصل ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہٗ والذین امنو الذین یقیمون الصلواۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون (مائدہ) سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔۔۔۔۔۔ قائم کرتے ہیں نماز اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں۔ سنیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے۔ یہ آیت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں ہے ان کے علاوہ کسی اور نے حالت رکوع میں زکواۃ نہیں دی۔ زیر آیت تفسیر کبیر اگرچہ لوگوں نے رکوع کی حالت میں زکواۃ دے کر کوشش بھی کی۔ کہ کوئی ایک آیت ان کے متعلق بھی نازل ہو۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مجھے بھی آرزو ہوئی۔ کہ ایک ایسی میرے متعلق بھی نازل ہو۔ اس خیال سے میں نے چالیس انگوٹھیاں حالت رکوع میں سائلین کو دیں۔ مگر کبھی وہ آیت نازل نہ ہوئی۔ پس جناب امیرؑ اور دیگر اہل بیت رسول بھی بعد رسول مثل رسول بقول اس آیت کے ولی ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور ان پر اطلاق نبوت ورسالت اس لئے نہیں کہ نبوت جناب محمد مصطفیٰ پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں۔ لیکن معیار نبوت ورسالت سب اہل بیت میں تھا۔ اگر نبوت ورسالت ختم نہ ہوتی تو یہ بارہ کے بارہ ائمہ اہل بیت نبی ورسول ہوتے۔

معیار ولایت مطلقہ

معلوم ہو کہ لفظ ولی کے معنی بادشاہ۔ متصرف، غالب ہادی نگہبان وارث دوست کے ہیں۔ اور قرآن پاک سے بھی یہی معنی مراد ہیں فاللہ ھو الولی (شوریٰ) پس خدا ہی بالذات اور حقیقی بادشاہ ہے۔ مالھم من دونہٖ من ولی ولا یشرک فی حکمہ احد (او کہف) نہیں ہے ان کے لئے سوائے اس خدا کے کوئی بادشاہ۔ پس چاہئے کسی کو اس کے حکم میں شریک نہ کیا جائے قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السموات والارض وھو یطعم ولا یطعم (انعام) اے رسول فرما دے سوائے خدا کے میں کسی کو کیوں اپنا بادشاہ بناؤں وہ ہی آسمانوں زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ مالک من اللہ من ولی ولا واق (رعد) نہیں تیرے لئے کوئی بھی خدا کے سوا بادشاہ اور نگہبان۔ وھو الولی الحمید (شوریٰ) اور وہی متصرف۔ غالب تعریف کیا ہوا ہے ومن یضلل اللہ فما لہٗ من ولی من بعدہ (شوریٰ) اور جس کو

للظالمین بدلا (کہف) کیوں میرے حکم کے سوا شیطان اور اس کی اولاد کو ولی پکڑتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں اور ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے۔ اس آیت سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ علاوہ ابلیس اور اس کی ذریت کے انسانوں میں سے بھی اکثر لوگوں نے اپنا ولی و مرشد مقرر کیا ہے۔ جن کا ولی ہونے کا شرعی کوئی حق نہ تھا۔ اور وہ خدا کے نزدیک بمنزلہ ابلیس اور ذریت ابلیس ہی ہیں۔ بیشک وہ انسان صورت ابلیس سیرت ظالم ہیں جن کے لیئے برا بدلہ ہے۔ دن رات کا مشاہدہ ہے۔ کہ ابلیس اور ذریت ابلیس کو کسی نے ولی نہیں بنایا۔ بلکہ انسان انسانوں کو ولی مقرر کرتے ہیں اور یہاں وہی اولاد آدم مراد ہے۔ جو لوگوں کو اپنے آپ کو ولی و مرشد ظاہر کر کے گمراہ کر رہی ہے۔

اہل بیت کے سوا کوئی ولی نہیں

خداوند عالم نے اپنے بعد ولایت مطلقہ کلیہ کا حصہ اپنے رسول مقبولؐ اور انکی اہل بیت ہی پر کیا ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا۔ اور تمام کے تمام قرآن میں دوسری آیت نہ ملے گی جس سے ثابت ہو کہ باقی انبیاء اور ملائکہ بھی ولی ہیں اور ان کا تصرف بھی ماسوئی اللہ تمام پر ہے اور یہ پہلے ثابت ہو چکا۔ کہ فوق درجہ ولایت مطلقہ اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ۔ حکومت بادشاہی ہدایت و حفاظت ہے۔ پس خدا کے بعد رسول اور اس کے بعد اہل بیت ہی جملہ ماسوئی اللہ پر متصرف و غالب حاکم و بادشاہ اور ہادی و حافظ ہیں۔ اور وہ اس لئے کہ معیار ولایت ان کو حاصل ہے۔ باقی انبیاء اور ملائکہ یہ منصب نہیں رکھتے۔ پس جبکہ انبیاء و ملائکہ اس عہدہ پر فائز نہیں۔ تو غیر معصوم جماعت کیونکر اس عہدے کو لے سکتی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا۔ اور عقل سلیم نے تسلیم کیا۔ کہ تمام مخلوقات انس و جن ملائکہ و انبیاء سب کے درمیان واسطۂ فیض اور وسیلہ کاملہ جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان کے اہل بیت ہیں۔ جب تک لوگ ان کی معرفت حاصل نہیں کرتے معرفت خدا حاصل نہیں ہو سکتی۔ عام امت کے لوگ نہ ہادی ہیں نہ امام اور نہ لوگوں پر ان کی اطاعت ضروری بلکہ جو اہل بیت رسولؐ کے سوا ہادی اور امامت کا دعویٰ کرے وہ اولاد شیطان سے ہوگا۔ رسولؐ اور اہل بیت رسول ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی اور جیسا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے مشرک ایسے ہی ان کی جگہ کسی کو بٹھانے بنانے۔ لانے اور شریک کرتے سے مشرک۔ چنانچہ حدیث معتبر متفق علیہ

مجھ سے زیادہ مقرب ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر فرمایا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ آیا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے جس کو حضرت نے ہزار کلمے علم تعلیم فرمائے ہوں۔ کہ ہر کلمہ کنجی دوسرے ہزار کلمہ کی ہو۔ سب نے کہا نہیں۔ بکلینی نے بسند

ذکر مصحف حضرت فاطمہؑ معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے انتقال کیا۔ جناب سیدہ کو وفات پدر بزرگوار جور و ستم امت سے اس درجہ حزن و اندوہ ہوا کہ بغیر حق تعالیٰ کوئی اس حزن و رنج و غم سے واقف نہ تھا۔ پس حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو جناب فاطمہؑ کے پاس بھیجا۔ کہ باتیں کرے اور شدت اندوہ و غم جناب سیدہ کو تسکین کریں۔ چنانچہ ہر روز جبرئیلؑ آتے اور دلجوئی و تسکین جناب فاطمہؑ کی فرماتے اور بعد ان کے ان کی ذریت طاہرہ پر جو جو مصیبتیں دشمنوں پر گذریں گی اس کا ذکر کرتے تھے اور جو کچھ ان کے دشمنوں پر عذاب ہوگا۔ اور جو کوئی اس امت میں سلطنت یا دولت بحق باطل کریگا۔ ان سب کا حال بیان کرتے تھے۔ جب جناب سیدہ نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ کوئی شخص آتا ہے اور اس اس طرح کی خبریں سناتا ہے۔ مجھ سے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ جب تمہارے پاس وہ آئے مجھے خبر کرنا۔ پس جس وقت جبرئیلؑ آتے۔ جناب فاطمہؑ آنحضرت امیرؑ کو خبر کرتی تھیں اور جو کچھ جبرئیلؑ کہتے۔ جناب امیرؑ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک کتاب جمع ہو گئی۔ اور وہ مصحف فاطمہؑ ہے۔ کہ اس میں احوال آئندہ تا روز قیامت مندرج ہیں۔ اور وہ کتاب اب حضرت قائم آل محمدؑ کے پاس ہے۔ اور حضرت نے فرمایا۔ جناب فاطمہؑ بعد رحلت حضرت رسولؐ پچھتر ۷۵ دن زندہ رہیں۔ اور ہمیشہ محزون و غمگین رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملحق ہو گئیں۔ صلوٰۃ اللہ علیہا و علیٰ ابیہا و علیٰ بعلہا و علیٰ اولادہا الطاہرین ولعنۃ اللہ علیٰ اعداہم اجمعین۔

فصل چھٹی

بیان بعد دفن آنحضرتؐ

فصل چھٹی۔ بیان اُن چند احوال کا جو بعد دفن آنحضرتؐ واقع ہوئے اور جو کچھ قریب ضریح اقدس ظاہر ہوا۔ و بیان غرائب احوال روح پرفتوح آنحضرتؐ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب چار دیوار روضۂ اقدس پر عمارت بنائی ہے۔ اس وقت ضریح کے سرہانے اور پائنتی سے مشک نکلا۔ کہ ایسا خوشبو مشک نہ دیکھا تھا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت جعفر بن مثنیٰ خطیب سے روایت کی ہے۔ کہا میں مدینہ میں تھا۔ کہ سقف مسجد حضرتؐ اس جگہ قبر شریف تھی وہاں سے منہدم ہو گئی۔ اور معمار و مزدور چھت پر آتے جاتے تھے۔ میں نے اپنے اصحاب عمار معمار سے کہا۔ کہ جناب صادقؑ سے پوچھو۔ آیا ہم چھت پر جا سکتے ہیں۔ اور وہاں سے جا قبر شریف

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ (عمران) بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں سہ تمہارے رب کی آیات لے کر۔ بیشک میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پرندے مٹی سے ان میں پھونک مارتا ہوں وہ پرندے جاندار بن جاتے ہیں اللہ کے حکم سے اور میں اکمہ اور برص کے مریض کو شفا دیتا ہوں مردے کو زندگی دیتا ہوں اور جو تم کھاتے ہو وہ میں بتاتا ہوں جو جو تمہارے گھروں میں پوشیدہ ہے وہ میں جانتا ہوں میں یہ کام کیوں کرتا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ میں اللہ کا عبد ہوں انبیاء کرام۔ کو قرآن نے عباد کہا ہے اور اللہ کے یہ عبد ہوئے فعل عبادت اور اللہ معبود مگر مولوی نے ان افعال کو معجزہ کہہ کے تمام مفہوم عبادت بدل دیا۔ حالانکہ یہ معجزہ نہیں ان کی عبادت ہیں اور جو ان عِبَادُ الرَّحْمٰن کا سردار یہ امور سکھانے والا وہ ان جیسا ہے مگر ان جیسا نہیں لال پتھر ہے مگر پتھر جیسا نہیں یہ عبد ہیں اور وہ عَبْدُہٗ ہے اسی لئے کہا گیا ہے عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر۔ انسانی برادری کو بھولا ہوا سبق یاد دلا کر در معبود پر جھکا دیا ایک مسجد کی ڈیوڑھی پر سجدہ ریز کر دیا غفلت کو دور کر دیا۔ نفس کی نجاست کو دور کر کے تزکیہ کر دیا ایمان کا لباس پہنا کر ایمان کا غازہ ان کے چہروں پر لگا کر کے اللہ کا ایسا عبد بنا جیسا کہ اللہ چاہتا تھا۔ اور یہ جماعت کہلاتی عِبَادُ اللّٰہِ الصَّالِحِیْن۔ اور ان کے سردار میں وہ جو عبد نہیں بلکہ عبدہ ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے لازم ہے یہ کہنا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں گواہی دیتا ہوں بیشک محمد اس کے عبد ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ عِبَادُ اللّٰہِ الصَّالِحِیْن۔ جماعت کے سردار ہیں محمد اور آل محمد علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے روز ازل آدم اور اولاد آدم سے وعدہ لیا تھا کہ میری عبادت کرنا۔ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ جب انسان بھول گئے تو یاد دلایا محمد آل محمد نے جس سے یہ پتہ چلتا ہے جب آدم اور اولاد آدم سے اللہ وعدہ لے رہا تھا تو محمدؐ و آل محمد علیہم السلام اس وقت آدم اور اولاد آدم سے علیحدہ تھے یعنی آدم اور اولاد ان کی جنس سے نہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ان کی جنس سے نہیں اگر یہ بھی اولاد آدم میں آتے بشر ہوتے ایک جنس ہوتے تو روز ازل وعدہ میں بھی آتے مگر یہ آئے نہیں جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آدم اور اولاد آدم اور ہے محمد و آل محمد علیہم السلام اور ہے۔

پڑتا ہے۔ اس کو نکیرین بہشت کی خوش خبری دیتے ہیں اور اس کی قبر میں بہشت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اس کی قبر ملائکہ کی زیارت گاہ بن جاتی ہے اور اس کو بہشت میں اس طرح لے جاتے ہیں جس طرح دولہن کو شوہر کے گھر لے جاتے ہیں اور فرمایا کہ جو شخص میرے اہلبیت کی دشمنی پر مرتا ہے اس کی پیشانی پر لکھدیا جاتا ہے کہ یہ رحمتِ خدا سے مایوس ہے اور کافر ہے اور وہ بہشت کی بو تک نہ سونگھ سکیگا۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ وہ اہلبیت کون حضرات ہیں فرمایا۔ علیؑ فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام پھر فرمایا کہ جو شخص میرے اہلبیت پر ظلم کرے اس پر بہشت حرام ہے۔

تفسیر ثعلبی بغوی میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ آیہ "مودت فی القربےٰ" کے نزول پر ایک شخص کے دل میں وسوسہ ہوا کہ آنحضرت نے یہ تمام باتیں اپنے دل سے بنالی ہیں۔ اس پر سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۳ "ام یقولون افتریٰ علی اللہ کذباً" کا نزول ہوا۔

تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۶۷ پر سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۳ "ومن یقترف حسنۃ" کی تفسیر میں بروایت سدی لکھا ہے کہ نیکی سے مراد آلِ محمدؐ کی دوستی ہے۔

تفسیر ثعلبی بغوی میں سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۴ "ویقبل التوبۃ عن عبادہ" کی تفسیر میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ اس آیہ کے نزول پر اس شخص کی توبہ آنحضرت نے قبول کرلی جس کے دل میں وسوسہ ہوا تھا کہ آنحضرت نے یہ تمام باتیں اپنی طرف سے بنالی ہیں۔

تفسیر درمنثور میں زیر تفسیر آیہ "فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات" اور معارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱ پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم السلام کے توسل سے قبول ہوئی۔

مختصر حالات حضرت ابوبکر صاحب

جناب ابوبکر صاحب بن قحافہ خاندان قریش میں سے عدی تھے۔ ان کا باپ ابوقحافہ آنحضرت کے عہد رسالت میں زندہ رہا۔ لیکن تاہم آخر مسلمان نہ ہوا۔ ابوبکر کی زوجہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔ جو ابوقحافہ کی طرح کافرہ ہی فوت ہوئی جبکہ ابوبکر نے اس کو طلاق دیدی ہوئی تھی۔ اس کی ایک اور عورت کا نام اُمِّ بکر تھا۔ ابوبکر دراصل عمر بن خطاب کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی تھا۔ یہ ایک تلوار تھا جس کا قبضہ عمر کے ہاتھ میں تھا۔ اور جس سے اہلبیت رسولؐ کے حلق بے دریغ کاٹ دیے گئے۔ تقریباً چالیس سال کی عمر میں مسلمان ہوا۔

یں کیا۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ عثمانؓ کو آئندہ کے لئے کھلی چھٹی دے دی گئی کہ جو جی چاہے کرتے پھرو، تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔ اللہ کا رسول ماضی کے گناہوں کی بخشش کی دعا بھی مانگ سکتا ہے اور بشارت بھی دے سکتا ہے کہ "جا تیرے گناہ معاف ہوئے"، مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ بھی جو کچھ تو کرے گا وہ بھی معاف ہے کیونکہ یہ بات گناہ کی اجازت دینے کے مترادف ہے۔ ایسی مہمل بات نبیؐ آخر الزماں کی زبانِ مبارک سے ادا کرانا خالی از علت نہیں۔ اپنے زمانۂ خلافت میں عثمان بن عفان سے جو کچھ زیادتیاں ہوئیں اور ان کے دامن پر جو داغ لگے ان کو دھونے کے لئے رسول اللہ کا انتخاب کیا گیا اور انہیں ان کے کرتوتوں پر پیشگی معافی دلادی گئی، اور یہ کمال اس کارخانہ کا ہے کہ جس میں بنو امیہ کے مکروہ چہروں کے داغ دھونے کے لئے احادیث گھڑی جاتی تھیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت عثمان کچھ داد و دہش سے ضرور کام لیتے ہوں گے ورنہ رسول اللہ نے انہیں کوئی ایسے ہی تھوڑی پال رکھا تھا..... اور تو وہ کسی مصرف کے تھے نہیں..... سب سے اہم اسلامی خدمت تو اُس وقت جہاد کی تھی اور ان کی طبیعت میدانِ جہاد کے لئے انتہائی ناموزوں تھی اور خود حضرت عثمان کو بھی یقیناً اس بات کا احساس ہوگا کہ چلو اور کچھ نہیں کر سکتے تو وقتاً فوقتاً قربِ رسولؐ کی خاطر مال خرچ کرتے رہو اور اگر یہ حضرت واقعی سخی ہوتے تو اپنے دورِ خلافت میں بھی سخاوت دکھاتے مگر انہوں نے تو خلافت کے آتے ہی کنبہ پروری شروع کردی اور وہ بھی بیت المال میں سے، اگر ان کا دستِ سخاوت عدل کے ساتھ قائم ہوتا تو عوام ان کے خلاف کبھی بغاوت نہ کرتے۔

فضائل عثمان

(۱) مسدد، یحییٰ، سعید، قتادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک روز) اُحد پہاڑ پر جا رہے تھے، آپ کے ساتھ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے وہ (جوشِ مسرت) سے ہلنے لگا تو آپ

هوأن يذنب الذّنب فلايستغفر الله ولايحدّث نفسه بتوبة فذلك الاصرار .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير ، عن منصوربن يونس ، عن أبي بصير قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: لاوالله لايقبل الله شيئاً من طاعته على الاصرار على شيء من معاصيه .

(بـاب)

❁(في اصول الكفر وأركانه)❁

١ ـ الحسين بن محمّد ، عن أحمد بن إسحاق، عن بكر بن محمّد ، عن أبي بصير قال: قال أبوعبدالله عليه السلام : اُصول الكفر ثلاثة : الحرص ، والاستكبار، والحسد ، فأمّا الحرص فانّ آدم عليه السلام حين نُهي عن الشجرة ، حمله الحرص على أن أكل منها وأمّا الاستكبار فابليس حيث اُمر بالسجود لآدم فأبى ، وأمّا الحسد فابنا آدم حيث قتل أحدهما صاحبه .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السّكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال النبيّ صلّى الله عليه وآله وسلّم : أركان الكفر أربعة : الرغبة والرهبة والسخط والغضب .

توبه نباشد، اين خودش اصرار بگناه است.

شرحـ ازمجلسى ره ـ اين حديث دلالت دارد بر يكى ازمعانى اصرار كه گفتيم و بعضى از اصحاب هم طبق آن فتوى داده و گفته مقصود از اصرار ترك توبه است و بعضى آن را رد كرده است چون ضعيف است و مخالف ظاهر لغت است.

٣ـ ازابى بصير گويد ازامام صادق (ع) شنيدم ميفرمود: نه بخدا كه خداوند چيزى از طاعت خود را بااصرار برچيزى از گناهان خود نپذيرد.

(باب)

(دراصول كفر وار كان آن)

١ـ ازامام صادق (ع) فرمود: ريشه‌هاى كفر سه تااست، حرص، سربزرگى، وحسد ؛ اما حرص اينستكه چون آدم (ع) ازخوردن گندم غدقن شد حرص او را واداشتكه از آن بخوردواماسر بزرگى اينستكه چون شيطان مأمور شد به آدم (ع) سجده كند سرباز زد و اما حسد اينستكه يكى ازدو پسر آدم ديگرى را كشت .

شرحـ از مجلسى ره ـ گويا مقصود از اصول و ريشه‌هاى كفر اخلاق زشتى استكه بسا موجب كفر شوند نه اينكه هميشه چنين باشند و كفر هم معانى بسيارى دارد چون انكار خدا والحاد درصفات او وچون انكار انبياء وحجج و تعليمات آنها و چون مخالفت خدا ورسول وچون ناسپاسى نعمت خدا تا ميرسد بارتكاب ترك اولى، وحرص باعث ترك اولى است وارتكاب گناه صغيره يا كبيره تابرسد بانكار موجب شرك وخلود در دوزخ است ودرآدم همان اثر اول را داشت ودر فرزندانش پيش رفت تا بمرتبه اخير رسيد و باين اعتبار درست است كه از ريشه هاى كفر است وهم چنين سائر صفات .

٢ـ پيغمبر (ص) فرمود: اركان كفر چهار است رغبت، رهبت، خشم وغضب.

فلم يفتني ما سبقني ولم يعزب عنّي ماغاب عنّي، اُبشّر باذن الله و اُؤدّي عنه، كلّ ذلك من الله مكّنني فيه بعلمه.

الحسين بن محمّد الأشعري ، عن معلّى بن محمّد، عن محمّد بن جمهور العمّي ، عن محمّد بن سنان قال: حدّثنا المفضّل قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول ـ ثمّ ذكر الحديث الأوّل.

٢ـ عليّ بن محمّد و محمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن الوليد شباب الصيرفي قال : حدّثنا سعيد الأعرج قال : دخلت أنا و سليمان بن خالد على أبي عبدالله عليه السلام فابتدأنا فقال : يا سليمان ؛ ما جاء عن أمير المؤمنين عليه السلام يؤخذ به و ما نهى عنه ينتهى عنه ، جرى له من الفضل ما جرى لرسول الله صلى الله عليه وآله ولرسول الله صلى الله عليه وآله الفضل على جميع من خلق الله ، المعيّب على أمير المؤمنين عليه السلام في شيء من أحكامه كالمعيّب على الله عزّ وجلّ و على رسوله صلى الله عليه وآله و الرادّ عليه في صغيرة أو كبيرة على حدّ الشرك بالله، كان أمير المؤمنين صلوات الله عليه باب الله الذي لا يؤتى إلّا منه و سبيله الذي من سلك بغيره هلك و بذلك جرت الأئمّة عليهم السلام واحداً بعد واحد، جعلهم الله أركان الأرض أن تميد بهم والحجّة البالغة على من فوق الأرض و من تحت الثرى وقال: قال أمير المؤمنين عليه السلام : أنا قسيم الله بين الجنّة والنار و أنا الفاروق الأكبر و أنا صاحب العصا والميسم ولقد أقرّت لي جميع الملائكة والرّوح بمثل ما أقرّت لمحمّد صلى الله عليه وآله ولقد حملت

١ـ مرگ ومیرها و بلاها و گرفتاریها را میدانم .

٢ـ نژادها واحکام واقعی ودرست را میدانم ، آنچه پیش ازمن بوده از دستم نرفته وآنچه از دیده‌ام نهانست درعلمم عیانست .

٣ـ باذن خدا مژده دهم وازطرف او ادای وظیفه کنم وبمردم ابلاغ کنم ، همه اینها ازعنایت خدا است واو است که بعلم خود مرا بدان قدرت داده .

٢ـ سعید اعرج گوید من همراه سلیمان بن خالد شرفیاب حضور امام صادق (ص) شدیم ، آن حضرت با ما آغازسخن کرد وفرمود : ای سلیمان ، هرچه ازأمیرالمؤمنین رسیده بدان عمل شود واز هرچه نهی کرده باید دوری شود ، برای اوهمان فضل بر آورد شده است که برای رسولخدا (ص) ورسولخدا ازهمه خلق‌خدا برتراست تاآنکه هر کس‌درحکمی‌ازاحکام علی‌نکوهش کند ، نکوهش‌بر خدا ورسولش کرده است ، هر که درخرد ودرشت براو رد کند وازاو نپذیرد درحد شرك بخداست ، أمیرالمؤمنین (ع) همان باب توجه بخدا بود که جز ازسوی وی رو بدو نشود وهمان راه خداست که هر که جزآن بپیماید نابود گردد ، امامان هم یکی پس ازدیگری براین روش بودند ، خدا آنها را ستونهای زمین ساخت تامبادا بخلق خود بلرزد و اواست حجت رسا برهر که بر زبر زمین یازیر توده کره خاك است ، فرمود که أمیرالمؤمنین (ع) فرموده ، من‌ازطرف خدا بهشت ودوزخ را تقسیم کنم من فاروق اکبرم ، من صاحب عصا و میسم هستم ، همه فرشته‌ها با روح بولایت من اعتراف کردند

خطرہ محسوس کروں گا تو دیوار کے پاس کھڑا ہو کر اپنا جوتا درست کرنا شروع کر دوں گا اور اگر میں ایسا کروں تو آپ واپس چلے آئیں۔" چنانچہ اس طرح حضرت امیر علیہ السلام کی معیت میں یہ عاشق رسولؐ اپنے عزم بے پایاں میں کامیاب ہوا۔ نور مجسم کے چہرہ انور کی ایک مقدس جھلک نے بے خود کر دیا اور شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ بس دانہ تسبیح میں پرو لیا گیا۔ سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضروری امور کی تلقین فرمائی اور کلمہ شہادت پڑھنے کا حکم دیا۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ الفت سے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ

"سنو، زمانہ اسلام کا خاص دشمن ہے تم بہت محتاط رہنا۔ تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور جب تک میری نبوت زور نہ پکڑے وہیں رہو۔ جاؤ، تمہارے وطن پہنچنے سے قبل تمہارا ماموں انتقال کر چکا ہوگا اور چونکہ وہ بے اولاد ہے لہذا تم اس کی جائداد و مال کے وارث ہو گے" چنانچہ آپؓ حسب حکم وہاں سے واپس آئے اور اپنے ماموں کی جائداد کے مالک ہوئے آپ نے ہجرت مدینہ تک وہیں قیام فرمایا اور ہجرت کے بعد مدینہ روانہ ہوئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابوذرؓ کو ایمان پوشیدہ رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی یعنی تقیہ کی تعلیم دی تھی تاکہ دشمنوں کے مصائب و آلام سے محفوظ رہیں۔ لیکن عشق و مشک چھپنے والی چیزیں نہیں حضرت ابوذرؓ نور ایمان کو چھپا نہ سکے۔ جذبات ایمانیہ کا غلبہ ہوا۔ اور حضورؐ کی خدمت اقدس سے رخصت ہو کر مسجد کی طرف آئے اور قریش کے ایک گروہ کے سامنے چلا کر کہن

عدم امكان تشكيل تلك الحكومة ، فالولاية لا تسقط ، لان الفقهاء قد ولاهم الله ، فيجب على الفقيه ان يعمل بموجب ولايته قدر المستطاع ، فعليه ان يأخذ الزكاة والخمس والخراج والجزية ان استطاع ، لينفق كل ذلك في مصالح المسلمين وعليه ان استطاع ان يقيم حدود الله . وليس العجز المؤقت عن تشكيل الحكومة القوية المتكاملة يعني بأي وجه ان تنزوي بل ان التصدي لحوائج المسلمين ، وتطبيق ما تيسر تطبيقه فيهم من الاحكام ، كل ذلك واجب بالقدر المستطاع .

الولايــة التكوينيــة :

وثبوت الولاية والحاكمية للامام (ع) لا تعني تجرده عن منزلته التي هي له عند الله ، ولا تجعله مثل من عداه من الحكام . فان للامام مقاما محمودا ودرجة سامية وخلافة تكوينية تخضع لولايتها وسيطرتها جميع ذرات هذا الكون . وان من ضروريات مذهبنا ان لائمتنا مقاما لا يبلغه ملك مقرب ، ولا نبي مرسل . وبموجب ما لدينا من الروايات والاحاديث فان الرسول الاعظم (ص) والائمة (ع) كانوا قبل هذا العالم انوارا فجعلهم الله بعرشه محدقين ، وجعل لهم من المنزلة والزلفى ما لا يعلمه الا الله . وقد قال جبرئيل ــ كما ورد في روايات المعراج ــ : لو دنوت انملة لاحترقت . وقد ورد عنهم (ع) : ان لنا مع الله حالات لا يسعها ملك مقرب ولا نبي مرسل . ومثل هذه المنزلة

نے نبی کے گھر میں گڑیاں کھیل کھیل کر بیت النبوۃ کو بیت خانہ میں تبدیل کر دیا۔

۳۵۔ سنی فقہ میں ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ ایک روز رسول اللہ میرے گھر میں گئے اور میرے پاس دو کنیزیں گا رہی تھیں۔ حضور خاموش ہو کر لیٹ گئے۔ اور ایک دن عید کا روز تھا حضور نے مجھے بنوا رفدہ کا تماشا اور گتگا بازی دکھائی۔ اس طرح کہ میرا رخسار نبی کے رخسار کے ساتھ ملا ہوا تھا۔

بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۹ باب فضل الجہاد

نوٹ۔ فقہ حنفیہ بلے بلے۔ جس میں نبیوں کے سردار کے گھر کی شان اس طرح دکھائی ہے جس طرح کسی مراثی کا گھر ہوتا ہے۔ کبھی تو حضور عائشہ کو حبشیوں کا ناچ دکھاتے ہیں اور بنوا رفدہ کی گتگا بازی دکھلاتے ہیں اور کبھی حضور کے گھر ڈھولک۔ دف۔ گھڑا۔ تھال بج رہا ہے۔ یہ سب خرافات ہیں فضیلت عائشہ نہیں۔

۳۶۔ سنی فقہ میں ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ فیباشرنی دانا حائض یعنی میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور حضور میرے ساتھ مباشرت کرتے تھے۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ کتاب الحیض

نوٹ۔ فقہ امام اعظم تیرے قربان نبی کی نو بیویاں تھیں اور سب کو ایک ہی دفعہ حیض نہیں آتا تھا۔ حضور پاک کو کیا مجبوری تھی کہ عائشہ ہی سے حضور اس کی حائض کی حالت میں مباشرت کرتے تھے۔

نے نبی کے گھر میں گڑیاں کھیل کھیل کر بیت النبوۃ کو بیت خانہ میں تبدیل کر دیا۔

۳۵۔ سنی فقہ میں ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ ایک روز رسول اللہ میرے گھر میں گئے اور میرے پاس دو کنیزیں گا رہی تھیں۔ حضور خاموش ہو کر لیٹ گئے۔ اور ایک دن عید کا روز تھا حضور نے مجھے بنو ارفدہ کا تماشا اور گتگا بازی دکھائی۔ اس طرح کہ میرا رخسار نبی کے رخسار کے ساتھ ملا ہوا تھا۔

بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۹ باب فضل الجہاد

نوٹ۔ فقہ حنفیہ ہائے ہائے۔ جس میں نبیوں کے سردار کے گھر کی شان اس طرح دکھائی ہے جس طرح کسی مراثی کا گھر ہوتا ہے۔ کبھی تو حضورؐ عائشہ کو حبشیوں کا ناچ دکھاتے ہیں اور بنو ارفدہ کی گتگا بازی دکھلاتے ہیں اور کبھی حضورؐ کے گھر ڈھولک۔ دف۔ گھڑا۔ تھال بج رہا ہے۔ یہ سب خرافات ہیں فضیلت عائشہ نہیں۔

۳۶۔ سنی فقہ میں ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ فیما شر نی دانا حائض یعنی میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور حضورؐ میرے ساتھ مباشرت کرتے تھے۔ بخاری شریف جلد ۱ کتاب الحیض

نوٹ۔ فقہ امام اعظم تیرے قربان نبی کی نو بیویاں تھیں اور سب کو ایک ہی دفعہ حیض نہیں آتا تھا۔ حضور پاک کو کیا مجبوری تھی کہ عائشہ ہی سے حضور اس کی حائض کی حالت میں مباشرت کرتے تھے۔

۴۷۔ سنی فقہ میں ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ
عائشہ تو مجھے شادی سے پہلے خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئی۔
فرشتہ تجھے ریشمی چادر میں لایا۔ جب میں نے چادر کھولی فاذا ھی
انت پس تو اس میں تھی۔

بخاری شریف جلد ۳ ص ۶ کتاب الرؤیا باب الحریر فی المنام

نوٹ۔ بی بی عائشہ کوئی امریکن میم یا یورپین لیڈی تو نہیں تھی کہ بہت دور رہتی تھی اور اس کے رشتہ کی خاطر اس کا فوٹو دکھانا پڑا۔ حضور پاک اور عائشہ دونوں مکہ میں رہتے تھے اور بقول اہلسنت وہ چھ سال کی بچی تھی۔ پس حضور پاک تو خود عائشہ کو دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے یہ تصویر والا ڈھکوسلا من گھڑت ہے۔

۴۸۔ سنی فقہ میں ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ تزوجہا وھی بنت
ستہ سنین کہ حضور نے مجھ سے نکاح کیا تو میں چھ سال کی تھی
اور میری رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی۔

بخاری شریف جلد ۳ کتاب النکاح

نوٹ۔ مکہ کی زلیخا بی بی عائشہ میں کیا رکھا تھا کہ حضور پاک نے اپنی ہم عمر بیویوں کے ہوتے ہوئے یا دوسری جوان عورتوں کے ملنے کے باوجود چھ سالہ ننھی اماں جی سے اپنے پچاس برس کے سن میں شادی رچائی۔

٭٭٭

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن معمر بن خلّاد قال : سألت أبا الحسن الرّضا عليه السلام عن الرجل يتزوّج المرأة متعة فيحملها من بلد إلى بلد ؟ فقال : يجوز النكاح الآخر ولا يجوز هذا (١).

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن نوح بن شعيب ، عن عليّ بن حسّان ، عن عبد الرحمن بن كثير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاءت امرأة إلى عمر فقالت : إنّي زنيت فطهّرني ، فأمر بها أن ترجم فاُخبر بذلك أمير المؤمنين عليه السلام فقال : كيف زنيت ؟ فقالت : مررت بالبادية فأصابني عطش شديد فاستسقيت أعرابياً فأبى أن يسقيني إلّا أن اُمكّنه من نفسي فلمّا أجهدني العطش و خفت على نفسي سقاني فأمكنته من نفسي ، فقال أمير المؤمنين عليه السلام : تزويج وربّ الكعبة (٢).

٩ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمّار بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : رجل جاء إلى امرأة فسألها أن تزوّجه نفسها فقالت : اُزوّجك نفسي على أن تلتمس منّي ماشئت من نظر أو التماس و تنال منّي ماينال الرجل من أهله إلّا أنّك لا تدخل فرجك في فرجي وتتلذّذ بما شئت فإنّي أخاف الفضيحة ؟ قال : ليس له إلّا ما اشترط .

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن أسباط ؛ ومحمّد بن الحسين جميعاً ، عن الحكم بن مسكين ، عن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لي ولسليمان بن خالد : قد حرّمت عليكما المتعة من قبلي مادمتما بالمدينة لأنّكما تكثران الدّخول عليّ فأخاف أن تؤخذا ، فيقال : هؤلاء أصحاب جعفر .

---

(١) ظاهره أنه سأل السائل عن حكم المتعة أجاب عليه السلام بعدم جواز اصل المتعة تقية و حمله الوالد العلامة ـ رحمه الله ـ على أن المعنى أنه يجب على المتمتعة اطاعة زوجها فى الخروج من البلد كما كانت تجب فى الدائمة . أقول : يحتمل على بعد ان يكون المراد بالنكاح الاخر المتعة أى غير الدائم أى يجوز أصل العقد ولايجوز جبرها على الاخراج عن البلد . (آت)

(٢) محمول على وقوع النكاح بينهما بمهر معين وهو سقاية الماء . (كذا فى هامش المطبوع) وفى المرآة لعل المعنى والمراد بهذا الخبر أن الاضطرار يجعل هذا الفعل بحكم التزويج ويخرجه عن الزنا و الظاهر ان الكلينى حمله على أنها زوجه نفسها متعة بشربة من ماء فذكره فى هذا الباب وهو بعيد لانها كانت مزوجة والالم يستحق الرجم بزعم عمر الا ان يقال ان هذا ايضاً كان من خطائه لكن الامر سهل لانه باب النوادر .

اليه الحكم الشرعي لإمكان الجهل بالضروريات لكثير من الناس ؛ خصوصا اهل القرى والصحارى ، ويؤيده قوله عليه السلام الناس في سعة مما لم يعلموا فاذا عرفت هذا فنقول

انّ الحر لمّا خرج من الكوفة ما كان قصده القتال مع الحسين عليه السلام وانّما أمره عبيدالله بن زياد لعنه الله بأن يأتي به الى الكوفة ؛ و امّا منعه له عن الرجوع الى المدينة بعد ان طلب الحسين عليه السلام ان يأذن له فيه فقد كان جاهلا بأنّ مثل هذا يخرج من الدّين ويكون الرجل مرتدا به ، ومن ثمّ لمّا رجع الى الحسين عليه السلام وتاب حلف بأنّي ما كنت أعلم انّ القوم يفعلون بك هذا ، وقد كان صادقا في يمينه ، وحينئذ فالذي صدر منه نوع من أنواع الكبائر فلمّا تاب منها قبل الحسين عليه السلام توبته منها ، ويؤيده انّ كثيرا من الشيعة ومن أقارب الأئمة عليهم السلام كانوا يؤذون أئمّتهم عليهم السلام بأنواع الاذى مثل العباس أخو الرضا عليه السلام ومثل أقارب مولانا الصادق عليه السلام ؛ وقد كان جماعة منهم يسعون بقتلهم و إهانتهم عند خلفاء الجور و مع هذا كلّه اذا أراد أحد من الشيعة ان يذكرهم بسوء في مجالس الائمة عليهم السلام يغضبون عليهم السلام ، ويبالغون في نفيه ؛ ويقولون انّ هؤلاء أقاربنا دعوناممهم لا تتعرضوا لهم بسوء من كلام خبيث وغيره ؛ فالذي صدر من الحرّ على تقدير العلم منه مثل الذي صدر من هؤلاء مع انّ الائمة عليهم السلام قبلوا احوالهم قبل التوبة فكيف لو تابوا

الثاني ان المراد من الدين المأخوذ في التعريف انّما هو دين الاسلام على ما صرّحوا به لا دين الشيعة فقط ؛ وذلك انّه لو كان المراد بالمرتدّ من انكر ما علم ثبوته من دين الشيعة ضرورة لكان مخالفونا كلّهم مرتدّين في هذه الدنيا ؛ لأنّ كون علي بن ابيطالب عليه السلام هو الخليفة الاوّل بالنص والاستحقاق ممّا ثبت من دين الشيعة ضرورة ، فكان يجب ان يحكم على عامّة أهل الخلاف بالارتداد والمصرح به من علمائنا بخلافه في هذه الدنيا ، وامّا في الاخرة فعذابهم أشدّ من المرتدّ و غيره ، وحينئذ منع الحسين عليه السلام عن الرجوع الى المدينة وان كان حراما الّا انّه ليس ضروريّا من دين الاسلام ولا يقول مخالفونا بكفر مثل هذا ، نعم قالوا بكفر كلّ من خرج على إمام عادل وحاربه والحرّ في وقت الحرب كان للإمام عليه السلام لا عليه ، فلم يصدق عليه من هذه الجهة ايضا

هالة ، ثمّ تزوّجها رسول الله ﷺ وهذا الإختلاف لأثر له لأنّ عثمان في زمن
النبی ﷺ قدکان ممّن اظهر الاسلام وأبطن النّفاق وهو ﷺ قدکان مکلّفا بظواهر
الأوامر کحالنا نحن ایضاً وکان یمیل الی مواصلة المنافقین رجآء الأیمان الباطنی منهم،
مع انّه ﷺ لواراد الایمان الواقعی لکان أقلّ قلیل ، فانّ أغلب الصّحابة کانوا
علی النّفاق لکن کانت نار نفاقهم کامنة فی زمنه ، فلمّا إنتقل الی جوار ربّه برزت
نار نفاقهم لوصیّه ورجعوا القهقری ، ولذا قال علیه السلام إرتدّ النّاس کلّهم بعد النبیّ
ﷺ إلاّ أربعة سلمان وأبوذر والمقداد وعمّار وهذا ممّا لااشکال فیه .

وانّما الاشکال فی تزویج علی علیه السلام أمّ کلثوم لعمربن الخطّاب وقت تخلّفه (١)
لأنّه قد ظهرت منه المناکیر وارتدّ عن الدّین إرتدادا أعظم من کلّ من ارتدّ ، حتّی
انّه قدوردت فی روایات الخاصّة أنّ الشیطان یغلّ بسبعین غلاّ من حدید جهنّم ویساق
إلی المحشر فینظر ویری رجلا أمامه تقوده ملائکة العذاب وفی عنقه مائة وعشرون غلاّ
من أغلال جهنّم فیدنو الشیطان الیه ویقول ما فعل الشقی حتّی زاد علیّ فی العذاب

☆ فمانت بها وتزوج عثمان بعدها أختها أم کلثوم وتوفیت عنده وقیل تزوج عثمان
اولا أم کلثوم ولم یدخل بها حتی توفیت ثم تزوج رقیه مکانها وتزوج أبوالعاص بن ربیعة
زینب وتزوج أمیرالمؤمنین علیه السلام فاطمة سیدة نساء العالمین علیها السلام
وجمع من أهل البحث والتنقیب من علماء الاسلام قالوا ان خدیجة ع‍ـ کانت عذراء ولم
یتزوجها أحد قبل رسول الله ص‍ع ورقیة وزینب کانتا ابنتی هالة أخت خدیجة من أمها وکان
عمرها عند ماتزوجها رسول الله ص‍ع ثمان وعشرین سنة ورسول الله ص‍ع فی الخامسة والعشرین
قال المؤرخ الفقیه ابن العماد الحنبلی فی شذرات الذهب (ورجح کثیرون أنها ابنة ثمان
وعشرین) أنظر ج ١ ص ١٤ ط مصر وهذا القول أقرب الی التحقیق والله العالم

(١) ومما هو جدیر بالذکر هنا ان الشیخ الاعظم رئیس المذهب الشیخ المفید قدس سره
أنکر تزویج عمر أم کلثوم فی (المسائل السرویة) وقال : ان الخبر الوارد بتزویج
أمیرالمؤمنین ع‍ـ ابنته من عمر لم یثبت وطریقته من الزبیر بن بکار ولم یکن موثوقا به فی النقل
وکان متهما فیما یذکره من بغضه لامیرالمؤمنین ع‍ـ وغیر مأمون والحدیث نفسه مختلف
فتارة یروی أن أمیر المؤمنین ع‍ـ تولی العقد له علی ابنته وتارة یروی عن العباس انه
تولی ذلك عنه وتارة یروی انه کان عن اختیار وایثار وتارة یروی انه لم یقع العقد الا
بعد وعید من عمر وتهدید لبنی هاشم. ☆

انہوں نے اقرار کیا پھر کھانا کھانے لگے اسوقت لقمہ ان کے لئے بھاری ہوگیا اور جو لقمے بھاری نہ ہوئے تھے وہ ان کے منہ میں جاکر پتھر بن گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا کھانا حرام ہے کہ جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو تب انہوں نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا بعد ازاں وہ پیشاب و پاخانہ کی ضروریات کو رفع کرنے گئے تب وہ عذاب میں مبتلا ہوئے اور ان کا دفیہ ان کو متعذر رہا اور ان کے پیٹوں اور آلات تناسل نے آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی پانا تم کو حرام ہے جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو تو اسوقت انہوں نے اس ولی خدا کی ولایت کا اقرار کیا پھر ان میں سے بعض نے دلتنگ ہو کر اس طرح پر دعا کی اللّٰھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ۝ اے خدا اگر یہ دین حق ہے جو تیری طرف سے ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی عذاب دردناک ہم پر نازل کر اسوقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور یہ آیت بھیجی وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اور اللہ کو شایاں نہیں ہے کہ ان کو عذاب کرے حالانکہ اے محمدؐ تو ان میں موجود ہو کیونکہ عام بیخ کنی کرنے والا عذاب اسوقت نازل ہوگا جبکہ تو ان میں سے نکل جائیگا وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون ۝ اور اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا حالانکہ وہ طلب بخشش کرتے ہوں اور تم پر ہا در بہ جو ایمان ظاہر کرتے ہوں کیونکہ دنیا میں اس نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ ظاہری ایمان قبول کرنا کافی ہے اور باطن کی تلاش اور تفتیش کو ترک کرے کیونکہ دنیا فرصت اور مہلت کا گھر ہے اور آخرت جزا کا گھر ہے جہاں کوئی عبادت نہ کرائی جائیگی حضرتؐ نے فرمایا اور اللہ ان کو عذاب نہیں کرتا درآنحالیکہ طلب مغفرت کرنے والے لوگ ان میں موجود ہیں کیونکہ یہ لوگ وہ ہیں کہ یا تو ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جن کی نسبت خدا کو معلوم ہے کہ وہ عنقریب ایمان لائینگے یا ان کی نسل سے کوئی پاک اولاد پیدا ہوگی اور پروردگار ان کو ایمان اور اپنا ثواب عطا فرمائیگا اور ان کے کافر باپ دادا کے گناہوں کے سبب ان کو ایمان و ثواب سے محروم نہ رکھیگا اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو ضرور ان کو ہلاک کر دیتا پس آنحضرتؐ کے قول کا یہی مطلب ہے جو حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ناصبیوں نے علیؑ کے باب میں احکام خدا کی ناواقفیت کی وجہ سے خدا کی نسبت لغویات اور باطلات کی

علی مسجد میں سو رہے تھے، اتنے میں حضرت رسولِ کریم تشریف لائے، اور آپ نے فرمایا" قم یا دابۃ اللہ" اس کے بعد ایک دن فرمایا: "یا علی اذا کان اخرجک اللہ الخ" اے علی! جب دُنیا کا آخری زمانہ آئے گا، تو خداوندِ عالم تمھیں برآمد کرے گا۔ اس وقت تم اپنے دُشمنوں کی پیشانیوں پر نشان لگاؤ گے۔ (مجمع البحرین ص۱۲۷) آپ نے یہ بھی فرمایا: کہ علی" دابۃ الجنۃ" ہیں۔ لغت میں ہے کہ دابہ کے معنی پیروں سے چلنے پھرنے والے کے ہیں۔ (مجمع البحرین ص۱۲۷)۔

کثیر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آلِ محمدؐ کی حکمرانی جیسے صاحب ارجح المطالب نے بادشاہی لکھا ہے اُس وقت تک قائم رہے گی جب تک دُنیا کے ختم ہونے میں چالیس ۴۰ یوم باقی رہیں گے۔ (ارشاد مفید ص۱۳۷ و اعلام الوریٰ ص۲۹۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چالیس ۴۰ دن کی مُدت قبروں سے مُردوں کے نکلنے اور قیامتِ کبریٰ کے لیے ہوگی حشر و نشر، حساب و کتاب، صور پھونکنا، اور دیگر لوازم قیامتِ کبریٰ اسی میں ادا ہوں گے۔ (اعلام الوریٰ ص۲۹۵) اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام لوگوں کو جنت کا پروانہ دیں گے۔ لوگ اُسے لے کر پُل صراط پر سے گزریں گے۔ (صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی ص۷۵ و اسعاف الراغبین ص۷۵ بر حاشیہ نورالابصار) پھر آپ حوضِ کوثر کی نگرانی کریں گے۔ جو دُشمنِ آلِ محمدؐ حوضِ کوثر پر ہوگا، اُسے آپ اُٹھا دیں گے۔ ارجح المطالب ص۷۶۷ پھر آپ لوار الحمد یعنی محمدی جھنڈا لے کر جنت کی طرف چلیں گے، پیغمبرِ اسلامؐ آگے آگے ہوں گے۔ انبیاء اور شہداء، و صالحین اور دیگر آلِ محمدؐ کے ماننے والے پیچھے ہوں گے۔ (مناقب اخطب خوارزمی قلمی و ارجح المطالب ص۷۷۴) پھر آپ جنت کے دروازے پر جائیں گے اور اپنے دوستوں کو بغیر حساب داخلِ جنت کریں گے اور دُشمنوں کو جہنّم میں جھونک دیں گے۔ (کتاب شفا قاضی عیاض و صواعق محرقہ) اسی لیے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور بہت سے اصحاب کو جمع کر کے فرما دیا تھا کہ علی زمین اور آسمان دونوں میں میرے وزیر ہیں اگر تم لوگ خدا کو راضی کرنا چاہتے ہو تو علی کو راضی کرو، اس لیے کہ علی کی رضا خدا کی رضا اور علی کا غضب خدا کا غضب ہے۔ (مودۃ القربیٰ ص۵۵-۶۲) علی کی محبت کے بارے میں تم سب کو خُدا کے سامنے جواب دینا پڑے گا اور تم علی کی مرضی کے بغیر جنت میں نہ جا سکو گے اور علی سے کہہ دیا کہ تم اور تمھارے شیعہ "خیر البریہ" یعنی خدا کی نظر میں اچھے لوگ ہیں۔ یہ قیامت میں خوش ہوں گے اور تمھارے دُشمن ناشاد و نامراد رہیں گے، ملاحظہ ہو (کنز العمال جلد ۶ ص۲۱۸ و تحفہ اثنا عشریہ ص۶۰۴ تفسیر فتح البیان جلد ۱ ص۲۲۳)۔ والسّلام

سیّد نجم الحسن کراروی

کوچہ مولانا صاحب، پشاور سٹی

میں اچھے بُرے زندہ کیے جائیں گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عہد میں جو لوگ زندہ ہوں گے اُن کی تعداد چار ہزار ہوگی (غایۃ المقصود جلد ا صـ۱۷۱) شہداء کو بھی رجعت میں ظاہری زندگی دی جائے گی تاکہ اس کے بعد جو موت آئے اُس سے آیت کے حکم کُل نفسٍ ذائقۃ الموت" کی تکمیل ہو سکے اور انھیں موت کا مزہ نصیب ہو جائے (غایت المقصود جلد ا صـ۱۷۳) اسی رجعت میں بو عدہ قرآنی آلِ محمدؐ کو حکومت عامہ عالم دی جائے گی، اور زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا جس پر آلِ محمدؐ کی حکومت نہ ہو، اس کے متعلق قرآن مجید میں: "ان الارض یرثھا عبادی الصالحون" و " نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم الوارثین" موجود ہے (حق الیقین صـ۱۴۶)۔

اب رہ گیا یہ کہ کائنات کی ظاہری حکومت و وراثت آلِ محمدؐ کے پاس کب تک رہے گی اس کے متعلق ایک روایت آٹھ ہزار سال کا حوالہ دے رہی ہے اور پتہ یہ چلتا ہے کہ امیر المومنینؑ، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیرِ نگرانی حکومت کریں گے اور دیگر آئمہ طاہرین اُن کے وزراء اور سفراء کی حیثیت سے ممالک عالم میں انتظام و انصرام فرمائیں گے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہر امام علی الترتیب حکومت کریں گے۔ حق الیقین و غایۃ المقصود۔ حضرت علیؑ کے ظہور اور نظامِ عالم پر حکمرانی کے متعلق قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"اخرجنا لھم دابۃ۔ من الارض"۔ (پ ۲۰ رکوع ۱)

علمائے فریقین یعنی شیعہ و سُنّی کا اتفاق ہے کہ اس آیت سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں ملاحظہ ہو۔ میزان الاعتدال علامہ ذہبی و معالم التنزیل علامہ بغوی و حق الیقین علامہ مجلسی و تفسیر صافی علامہ محسن فیض اُس کی طرف توریت میں بھی اشارہ موجود ہے۔ (تذکرۃ المعصومین صـ۲۴۶) آپ کا کام یہ ہوگا کہ آپ ایسے لوگوں کی تصدیق نہ کریں گے جو خدا کے مخالف اور اس کی آیتوں پر یقین نہ رکھنے والے ہوں گے۔ ۔ ۔ وہ صفا اور مروہ کے درمیان سے برآمد ہوں گے، اُن کے ہاتھ میں حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ کا عصا ہوگا۔ جب قیامت قریب ہوگی تو آپ عصاء اور انگشتری سے ہر مومن و کافر کی پیشانی پر نشان لگائیں گے۔ مومن کی پیشانی پر " ھذا مومن حقا" اور کافر کی پیشانی پر " ھذا کافر حقا" تحریر ہو جائے گا۔ ملاحظہ ہو: (کتاب ارشاد الطالبین اخوند درویزہ صـ۴۰۰ و قیامت نامہ قدوۃ المحدثین علامہ رفیع الدین صـ۱۰۔ علامہ بغوی کتاب مشکوٰۃ المصابیح کے صـ۴۶۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ دابۃ الارض دوپہر کے وقت نکلے گا، اور جب اس دابۃ الارض کا عمل درآمد شروع ہو جائے گا تو باب توبہ بند ہو جائے گا اور اُس وقت کسی کا ایمان لانا کارگر نہ ہوگا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت

۴۷۔ سنی فقہ میں ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ
عائشہ تو مجھے شادی سے پہلے خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئی۔
فرشتہ تجھے ریشمی چادر میں لایا۔ جب میں نے چادر کھولی خدا دیکھی
دیکھتا ہوں پس تو اس میں تھی۔
بخاری شریف جلد ۳ کتاب الرؤیا باب الحریر فی المنام

نوٹ۔ بی بی عائشہ کوئی امریکن میم یا یورپین لیڈی تو نہیں تھی کہ بہت
دور رہتی تھی اور اس کے رشتہ کی خاطر اس کا فوٹو دکھانا پڑا۔ حضور پاک
اور عائشہ دونوں مکہ میں رہتے تھے اور بقول اہلسنت وہ چھ سال کی بچی
تھی۔ پس حضور پاک تو خود عائشہ کو دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے یہ تصویر والا
ڈھکوسلا من گھڑت ہے۔

۴۸۔ سنی فقہ میں ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ تزوجنی وھی بنت
ستہ سنین کہ حضور نے مجھ سے نکاح کیا تو میں چھ سال کی تھی
اور میری رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی۔
بخاری شریف جلد ۱ کتاب النکاح

نوٹ۔ مکہ کی زلیخا بی بی عائشہ میں کیا رکھا تھا کہ حضور پاک نے اپنی ہم عمر
بیویوں کے ہوتے ہوئے یا دوسری جوان عورتوں کے ملنے کے باوجود
چھ سالہ ننھی اماں جی سے اپنے پچاس برس کے سن میں شادی رچائی۔

ٰ

ہوتے تو پھر بی بی عائشہ کی منگنی کے وقت بیچارے فرشتوں کو کیوں بے مزا کیا گیا کہ وہ بی بی عائشہ کی تصویر اٹھائے پھرتے تھے۔ تصویر کی ضرورت ہی کیا تھی جبکہ بی بی حفصہ جیسی بد خلق عورت کو حضور نے قبول کر لیا تھا درانحالیکہ وہ بیوہ بھی تھی اور شکل کی بھی پوری سُوری تھی تو بی بی عائشہ کے قبول کرنے میں حضور کو کیا رکاوٹ تھی۔

۱۲۵ سنی فقہ میں ہے کہ عورت سے وطی فی الدبر کرنا سنت امام مالک ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ کی بابت ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس فعل سے ابھی ابھی غسل کر کے آ رہا ہوں۔

تفسیر درمنثور پ۲ صہ ۲۲۶

نوٹ۔ اسی درمنثور میں لکھا ہے کہ اگر اس فعل میں دقت محسوس ہو تو تیل کا استعمال بھی جائز ہے۔ سنی فقہ بلے بلے کیا عمدہ عبادت ہے۔ سنی ملانوں کو چاہیئے کہ اس عبادت سے غافل نہ ہوں اور اس نیک عمل کا ثواب روح امام مالک کو ہدیہ کریں۔

۱۲۶ لو لاط امرءۃ لا یحرم علیہ امھا و بنتھا اگر کوئی شخص کسی عورت سے وطی فی الدبر کرے تو فاعل پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام نہیں ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح صہ ۱۶۶

نوٹ۔ فقہ حنفیہ بلے بلے۔ فاعل کے تو مزے بن گئے۔ کچھ دن مذکورہ فعل کیجئے ایک عورت کو استعمال کرنے اور پھر اس کی ماں یا بیٹی سے بھی نکاح

کرده است از حضرت امام جعفر صادق علیه السلام که از ما نیست کسیکه ایمان برجعت ما نداشته باشد و متعه را حلال نداند و این حقیر در کتاب بحار الانوار زیاده از دویست حدیث از زیاده از چهل نفر از مصنفین علمای امامیه که در پنجاه اصل معتبر ایراد نموده‌اند بیرون نوشته‌ام هر که را شکی باشد بآن کتاب رجوع کند و آیاتی که تفسیر آنها برجعت شده است بسیار است .

اول حقتعالی فرموده است **یوم نبعث من کل امة فوجاً ممن یکذب بآیاتنا** یعنی روزی که مبعوث گردانیدیم از هر امتی فوجی از آنها که تکذیب میکنند بآیات ما وارد احادیث بسیار از حضرت امام جعفر صادق علیه السلام منقول است که این آیه در رجعت است که حق تعالی از هر امتی فوجی را زنده میکند و آیه قیامت آنست که فرموده است **و حشرناهم فلم نغادر منهم احداً** یعنی محشور گردانیم ایشان را پس ترک نکنیم احدی از ایشان را که زنده نکنیم و فرمود که مراد بآیات امیرالمؤمنین و ائمه علیهم السلام اند.

دویم حقتعالی فرموده است **واذا وقع القول علیهم اخرجنالهم دابة من الارض تکلمهم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون** یعنی چون واقع شود عذاب خدا برایشان آنکه وقتیکه نازل شود عذاب برایشان نزدیک قیامت بیرون آوریم از برای ایشان دابهٔ از زمین که سخن گوید با ایشان بدرستی که مردم بودند که بآیات ما یقین نداشتند و در احادیث بسیار وارد شده است که مراد از این دابه علی علیه السلام است که نزدیک قیامت ظاهر خواهد شد و عصای موسی و انگشتر سلیمان علیه السلام با او خواهد بود و عصا را برمیان دودیده مؤمن خواهد زد و نقش خواهد بست حقاً که مؤمنست و انگشتر را برمیان دودیده کافر خواهد زد و نقش خواهد گرفت که او کافر است حقاً .

وعامه نیز مثل این اخبار را در کتب خود از عمار و ابن عباس و غیر ایشان روایت کرده‌اند و صاحب کشاف روایت کرده است که دابه از صفا بیرون خواهد آمد و با عصای موسی و انگشتر سلیمان خواهد بود پس عصا را برمحل سجود مؤمن خواهد زد یا در میان دودیده‌اش پس نقطهٔ سفیدی بهم خواهد رسید که تمام روی اورا روشن خواهد کرد مانند ستارهٔ درخشان یا آنکه در میان دوچشمش نوشته می‌شود مؤمن و انگشتر را بر بینی کافر می‌زند سیاه میشود و جمیع رویش را تیره میکند یا در میان دودیده اش نوشته می‌شود کافر و گفته‌اند بعضی از قراء **تکلمهم** بی تشدید خوانده اند یعنی جراحت میکند ایشانرا و در احادیث عامه و خاصه متواتر است که حضرت امیر علیه السلام مکرر در خطبه‌ها میفرمود که منم صاحب

یعنی ایگروه مؤمنان دوستی مکنید باقومی که غضبکرده است خدا برایشان بتحقیق که ناامید گردیده‌اند از آخرت چنانچه ناامید گردیده‌اند کافران از اصحاب قبرها و ابن بابویه در علل الشرایع روایت کرده است از حضرت امام محمد باقر علیه السلام که چون قائم ما ظاهر شود عایشه را زنده کند تا بر او حد بزند وانتقام فاطمه را از او بکشد و شیخ مفید در ارشاد از حضرت امام جعفر صادق «ع» روایت کرده است که چون وقت قیام قائم آل محمد صلی الله علیه و آله بشود در جمادی الاخر وده روز از ماه رجب بارانی ببارد که خلایق مثل آنرا ندیده باشند پس برویاند خدا بآن باران گوشتهای مؤمنان و بدنهای ایشان را در قبرهای ایشان و گویا نظر میکنم بسوی ایشان که آیند از جانب قبیله جهنیه وخاك قبر را از سرهای خود افشانند و ایضاً از آنحضرت روایت کرده است که بیرون میآید باقائم از پشت کوفه یعنی نجف بیست وهفت نفر با پانزده نفر از قوم موسی از آنها که حقتعالی فرموده است که هدایت میکردند بحق و بحق عدالت میکردند و هفت نفر از اصحاب کهف ویوشع بن نون وسلمان و ابوذر وجابر انصاری و مقداد و مالك اشتر پس درپیش روی آنحضرت خواهند بود و یاوران وحاکمان او خواهند بود وعیاشی نیز این حدیث را ذکر کرده است و نعمانی روایتکرده است از حضرت امام محمد باقر علیه السلام که چون قائم آل محمد صلی الله علیه و آله وسلم بیرون آید خدا اورا یاری کند بملائکه واول کسیکه با او بیعت کند محمد باشد و بعد از آن علی و شیخ طوسی و نعمانی از حضرت امام رضا علیه السلام روایت کرده است که از علامات ظهور حضرت قائم آنست که بدن برهنه‌ای درپیش قرص آفتاب ظاهر خواهد شد و منادی ندا خواهد کرد که این امیر المؤمنین است برگشته است که ظالمان را هلاك کند وایضاً شیخ روایت کرده است از حضرت ابی عبدالله که چون قائم ما خروج کند نزد قبر هر مؤمنی ملکی بیاید واورا ندا کند که ای فلان صاحب تو وامام تو ظاهر شده است اگر میخواهی ملحق شوی باو ملحق شو واگر میخواهی در نعمت و کرامت خدا باشی هم آنجا باش پس بعضی بیرون آیند و بعضی در نعیم الهی بمانند و در زیارت جامعهٔ مشهوره واکثر زیارات منقوله خصوصاً زیارت حضرت امام حسین علیه السلام ذکر رجعت واظهار اعتقاد بآن مذکوراست ودر متهجد ومصباح الزائر و سایر کتب از حضرت امام جعفر صادق «ع» منقولست که هر که دعای عهدنامه را چهل صباح بخواند از انصار حضرت قائم باشد واگر پیش از ظهور آن حضرت بمیرد حقتعالی اورا از قبر بیرون آورد در وقت خروج آنحضرت ودر عهدنامهٔ مزبور مذکوراست که خداوندا اگر حایل شود میان من وآنحضرت مرگی که بر بندگان خود حتم ولازم گردانیده‌ای پس بیرون آور مرا از قبر من

نرفت تا آنکه دین را از برای شما کامل گردانید و راه نجات را از برای شما بیان کرد و از برای هیچ جاهلی حجتی نگذاشت پس کسیکه نادان باشد یا اظهار نادانی نماید یاانکار حقی بکند یافراموش کند یا اظهار فراموشی نماید پس با خداست حساب او وخدا برآورندهٔ حاجت های شماست وشمارا بخدا میسپارم والسلام علیکم راوی پرسید ازآن حضرت که این تعزیت ازجانب کی بودحضرت فرمود که ازجانب خداوند عالمیان بود ودراحادیث معتبره وارد شده‌است که آن حضرت بشهادت از دنیا رفت . **چنانچه صفار** بسند معتبر از حضرت **صادق (ع) روایتکرده استکه‌در** روز خیبر زهر دادند آن حضرت را در دست بزغالهٔ چون حضرت ص لقمهٔ تناول فرمود آن گوشت بسخن آمد وگفت یارسول‌الله مرا بزهر آلوده‌اند پس رسولخدا درمرض موت خود میفرمود امروز پشت مرا درهم شکست آن لقمه که درخیبر تناول کردم وهیچ پیغمبر ووصی پیغمبر نیست مگرآنکه بشهادت از دنیا میرود و در روایت معتبر دیگر فرمود کـه زن‌یهودیه آن حضرت را زهر داد در ذراع گوسفندی وچون حضرت قدری ازآن تناول فرمودآن ذراع خبر داد که من زهرآلوده‌ام‌پس حضرت آن راانداخت وپیوسته آن زهر در بدن آن حضرت اثر میکرد تاآنکه بهمان علت ازدنیا رحلت نمود . **عیاشی** بسند معتبر از حضرت صادق (ع) روایتکرده است که عایشه و حفصه لعنةالله علیهما و علی ابویهما آن حضرت را بزهر شهید کردند و محتمل است کـه هردو زهر در شهادت آنحضرت دخیل بوده باشند . شیخ‌مفید **وشیخ طوسی وشیخ‌طبرسی** وسایر محدثان خاصه و عامه روایتکرده اند که چون حضرت‌رسول ص از دنیا رحلت نمود منافقان مهاجران وانصار مانند ابوبکر وعمر وعبدالرحمن بن‌عوف وامثال ایشان اهلبیت آنحضرت را برآنحال گذاشتند و بتعزیت ایشان نپرداختند ومتوجه تجهیزآنحضرت نگردیدند ورفتند بسقیفهٔ بنی‌ساعده و متوجه غصب خلافت شدند و باین سبب اکثر ایشان نماز برآن‌حضرت را دریافتند وحضرت امیرالمؤمنین ع بریده را بنزد ایشان فرستاد که بنمازآن‌حضرت حاضرشوند ایشان نرفتند تا آنکه بیعت‌خودرادروقتی‌تمام کردند که حضرت را دفن کرده بودند وچون صبح شدحضرت فاطمه فریاد برآورد واسوء صباحاه‌یعنی‌روزبد بیاکه‌روز تست چون‌ابوبکر لعین این‌سخن راشنید ازروی شماتت گفت روزتو بدترین روزهاست پس آن‌ملاعین فرصت را غنیمت شمردند که حضرت امیرالمؤمنین (ع) متوجه تجهیز وتغسیل ودفن آن حضرت‌استو بنی‌هاشم بمصیبت آن حضرت درمانده‌اند پس رفتند و با یکدیگر اتفاق کردند که ابوبکرراخلیفه گردانند چنانچه درحیات حضرت رسول(ص) چنین توطئه کرده بودند وچون منافقان انصارخواستندکه خلافت‌را برای سعدبن عباده بگیرند بامنافقان مهاجران مقاومت نتوانستند کرد مغلوب شدندچون بیعت ابوبکر تمام شد مردی بخدمت‌حضرت امیرالمؤمنین (ع) آمد دروقتی که آنحضرت بیل‌دردست داشت وقبرشریف حضرت‌رسول را میساخت و گفت منافقان صحابه با ابوبکر بیعت کردند ازترس آنکه مبادا چون شما فارغ شوید نتوانند غصب حق شما نمود پس حضرت بیلی که در دست‌داشت برزمین گذاشت واین آیات راخواند «بسم‌الله الرحمن‌الرحیم الم‌احسب الناس ان یترکوا‌ان یقولوا آمنا وهم لایفتنون‌ولقد فتنا الذین من قبلهم فلیعلمن‌الله الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین ام‌حسب‌الذین یعملون السیئات یسبقونا ساء ما یحکمون» و تفصیل این قصه بعد از این در مجلد دیگر مذکور خواهد شد انشاءالله **شیخ طوسی** بسند معتبر روایت کرده است که بخدمت حضرت امام محمد تقی (ع) نوشتند که آیاامیرالمؤمنین ع غسل کرد در وقتیکه حضرت رسول ص راغسل دادحضرت‌در جواب نوشت که حضرت رسول(ص) طاهر ومُطهر بود ولیکن‌امیرالمؤمنین غسل کرد وسنت‌چنین‌جاری شد که هر میتی راکه مس نمایند غسل کنند. **شیخ طوسی** وشیخ‌طبرسی وسایرمحدثان خاصه‌وعامه

حضرت عمر کی اثبات متعہ کی روایت کو تسلیم کیا ہے۔ اور حضرت عمر کا فتویٰ ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اور ہمارا یہ فعل صرف ہمارا نہیں بلکہ اس میں سرورِ کونین کے جلیل القدر صحابہ بھی ہمارے ساتھ ہیں جنکی فہرست سابقا آپ پڑھ چکے ہیں۔

اب امت مسلمہ کی مرضی خواہ ہمیں کچھ بھی کہیں۔ ہم قرآن کریم۔ سرورِ کونین کے فرامین اصحاب سرورِ کونین۔ خواہر ام المومنین عائشہ کے عمل۔ اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے عمل کو ٹھکرا کر کس طرح صرف حضرت عمر کے فتویٰ کو تسلیم کر سکتے ہیں؟

وما علینا الا البلاغ المبین

ان عادتِ العقربُ عُدنا لہ"
وکانتِ النعلُ لھا حاضرہ :

اگر بچھو واپس پلٹا تو ہم تیار ہیں اور جوتا حاضر ہے

احقر حجازی بقلم

مورخہ ۲۳-۱۰-۸۰

کسی کی تصویر صرف اس کی خوبیوں اور اچھائیوں کی آئینہ دار نہیں ہوتی بلکہ برے لوگوں اور مجرموں کی پہچان کے لئے بھی کام آتی ہے:

حضرتِ عائشہ کی مزاجی کیفیت

منچلی، رنگین مزاج اور شوقین عورتوں کی صفت میں حضرت عائشہ سرِ فہرست ہیں۔ رسولؐ ایسے شائستہ اور مہذب شخص کے گھر میں آنے کے بعد بھی ناچ رنگ، گانا بجانا اور کھیل کود آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا، جیسا کہ بخاری، مسلم، مشکواۃ اور ترمذی وغیرہ کی روایتوں سے ثابت ہے۔

اہلبیتؑ سے دشمنی، اور پیغمبرؐ کی دیگر ازواج سے رشک وحسد، اور نفرت وکدورت آپ کی طینت میں رواں دواں تھی۔ آپ کی متحرک ومضطرب طبیعت، شرف ومنزلت اور بزرگی وبرتری کا آسمان چھونے کے لئے ہر لمحہ بے چین رہتی تھی۔ نخوت، غرور اور خود پرستی کا یہ عالم تھا کہ اپنے آگے کسی کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتی تھیں، انھیں صرف اپنے میکے والوں اور رشتہ داروں کا خیال رہتا تھا اور انھیں پر جان چھڑکا کرتی تھیں۔ مزاج میں چڑچڑاپن بھی تھا، جس کی وجہ سے بات بات میں پیغمبرؐ اور ان کی ازواج سے لڑائی جھگڑا، تکرار، تو تو میں میں، اور مار پیٹ ہوا کرتی تھی۔ غیبت اور چغل خوری کی عادت سے مجبور تھیں، فطرت میں نفاست پسندی اور خودنمائی تھی اس لئے اپنے بناؤ سنگھار اور آرائش وزیبائش کا خیال رکھتیں تھیں اور خوشبو میں بسے ہوئے زرد سرخ کپڑے زیادہ پہنتی تھیں تاکہ شوہر کی توجہ آپ کی بھرپور جوانی پر ہمہ وقت مرکوز رہے۔

پارٹی بندی

حضرت عائشہ کے جذبہ حسد نے ازواج رسولؐ میں اختلاف وافتراق پیدا کرکے انھیں باقاعدہ دو پارٹیوں میں تقسیم کردیا تھا۔ ایک پارٹی کی قیادت معظمہ خود فرماتی تھیں جو رسول اکرمؐ کی پریشانی اور ایذا رسانی کا سامان مہیا کیا کرتی تھی اور دوسری پارٹی کی نمائندہ حضرت

لکھتے ہیں :۔

"ایک بار ۔حضرت ابوبکر عائشہ کے حجرے کے قریب سے گزرے انھوں نے اپنی بیٹی کو رسولؐ اللہ سے بآواز بلند باتیں کرتے ہوئے سنا، وہ غصہ کی حالت میں حجرے میں داخل ہوئے اور اس گستاخی کی سزا دینے کے لئے عائشہ کو تھپڑ مارنا چاہا لیکن رسول اللہ نے درمیان میں کھڑے ہوکر انھیں ایسا کرنے سے روک دیا"[1]

علامہ شیخ عبدالرحمٰن شافعی بھی اسی قسم کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"کسی موقع پر رسولؐ اللہ اور عائشہ میں بحث و تکرار ہوگئی، رسولؐ نے فرمایا کیا تم اپنے باپ کو ثالث مقرر کرنے پر تیار ہو؟ عائشہ نے کہا :۔ ہاں!

چنانچہ ابوبکر ثالثی کے لئے طلب کئے گئے، ان سے حضور نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ہے اور ایسی ایسی باتیں ہیں، عائشہ نے کہا خدا سے ڈریئے اور حق بات کہئے۔ اس پر ابوبکر نے انھیں ایسا طمانچہ مارا کہ ناک سے خون جاری ہوگیا، پھر ڈنڈا اٹھایا اور اس طرح زدوکوب کیا آخرکار وہ (عائشہ) بھاگ کر رسولؐ کی پشت سے لپٹ گئیں"[2]

مذکورہ واقعات سے مندرجہ ذیل باتوں کا پتہ چلتا ہے۔

(۱) عائشہ رسولؐ کا ادب و احترام قطعی نہیں کرتی تھیں۔

(۲) عائشہ رسولؐ کی مخالفت کرتی تھیں۔

(۳) عائشہ رسولؐ کی آواز پر آواز بلند کرتی تھیں۔

(۴) عائشہ رسولؐ سے بحث و مباحثہ اور تکرار کیا کرتی تھیں۔

(۵) عائشہ، حضرت رسولؐ خدا پر بہتان و اتہام کی مرتکب بھی قرار پاتی ہیں۔

جیسا کہ آپ کا بیان ہے :۔

"ہم رسولؐ اللہ کے لئے ایک مشکیزہ نبیذ تیار کرتے تھے جسے صبح اٹھ کر آپ پی جاتے تھے"[3] (معاذ اللہ)

---

[1] عائشہ (عقاد) ص ۹۸ [2] نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۰۲ [3] تلخیص الصحاح ج ۳ ص ۱۱۲ مطبوعہ لاہور

وتذلیل کا جذبہ کار فرما نہیں تھا، بڑی خیریت ہوئی کہ قرآن کی آیت عائشہ کے حق میں سپر بن گئی ورنہ اس کمبخت کی جوانی معظمہ کے بڑھاپے کی مٹی خراب کر دیتی۔ اب ایسی صورت میں اگر کوئی شخص طلحہ اور زبیر پر لعنت کرے تو اس کے اس فعل کو حق بجانب کیوں نہ کہا جائے؟

پیغمبر اسلام کی شہادت

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امام حسن عسکری تک معصوموں کی فہرست میں کوئی معصوم ایسا نہیں جو درجۂ شہادت پر فائز نہ ہوا ہو۔ کسی کو زہر دیا گیا اور کسی کی شہادت تلوار سے واقع ہوئی۔ ان تمام شہیدوں کی صف میں ایک معصومہ بھی شامل ہیں جو عمر بن خطاب کی شمشیر ظلم سے منصب شہادت پر فائز ہوئیں۔

ان تمام معصوموں کی شہادت کا حال کتابوں میں مرقوم ہے لیکن رسول اکرمؐ کی شہادت پر علمائے اہل سنت کی طرف سے "اخفائے جرم" اور شیعہ علماء کی طرف سے چشم پوشی، خاموشی اور رواداری کے مجازی پردے پڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت اپنی ناواقفیت کی بنا پر حضور کی شہادت کو وفات سے تعبیر کرتی ہے، ان پردوں کو چاک ہونا چاہیے اور حقیقت کو سامنے آنا چاہیے جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "حق بات کہو خواہ وہ اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو؟"

"صحیح بخاری" "سر العالمین" "الوافی" اور "مشکوٰۃ شریف" کی روایتوں سے اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی علالت کے دوران مدینہ میں زہر دے کر شہید کیا گیا۔[1]

اس انکشاف کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خیبر میں زہر خورانی کی تشہیر محض دھوکا تھی اور اسی جرم کو چھپانے کی غرض سے عمل میں لائی گئی تھی۔

---

[1] بخاری ج ۳ ص ۱۲۷ باب اللدود کتاب الطب طبع مصر ۱۳۱۴ ہجری، سر العالمین امام غزالی طبع بمبئی ص ۷، الوافی ج ۱ ص ۱۶۶ بحوالہ تہذیب الاحکام، مشکوٰۃ باب ۳ ص ۸۵۔

"اے عائشہ تم کل اونٹ پر سوار تھیں اور آج میں دیکھتا ہوں کہ خچر پر سوار ہو کر نکل ہو"

اہلبیتؑ اطہار سے حضرت عائشہ کی عداوت و خصومت نسوانی تاریخ کا ایک ایسا المیہ ہے جس کی مثال قیامت تک زمانہ پیش کرنے سے عاجز و قاصر رہے گا۔[1]

عائشہ کی چھلانگ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ آپ جب کسی سفر یا کسی مہم سے پلٹ کر واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے، پھر اس کے فوراً بعد اپنی غمگسار بیٹی حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کے دولت سرا میں تشریف لے جاتے، ان کا حال معلوم کرتے خیریت دریافت کرتے اور ان سے اپنے سفر کی سرگزشت بیان کرتے۔ اس کے بعد نواسوں سے دل بہلاتے انھیں پیار کرتے اور کچھ دیر وہاں آرام فرماتے۔ ان تمام باتوں سے فراغت کے بعد پھر آپ امہات المومنین کی طرف متوجہ ہوتے اور ایک ایک کے گھر جا کر ان کی خیریت سے آگاہ ہوتے تھے۔

حضرت عائشہ کے لئے سرکار دو عالم کا یہ طور و طریقہ انتہائی تکلیف، اذیت اور کرب و اضطراب کا باعث ہوتا، چنانچہ آپ، اکثر و بیشتر اس ناقابل برداشت طور و طریقے کے بارے میں پیغمبر سے شکوہ شکایت اور "جھک جھک بک بک" کرتی رہتی تھیں اور کبھی کبھی تکرار کی نوبت بھی آجاتی تھی۔

یہ بھی اتفاق تھا کہ شہزادی کونین اور عائشہ کے گھر ایک دوسرے سے متصل تھے، درمیان میں صرف ایک دیوار حائل تھی اور اس دیوار میں ایک مختصر سی کھڑکی تھی جس کا نام "خوفہ" تھا۔ آنحضرت کبھی کبھی اسی کھڑکی سے عائشہ کے گھر سے حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر میں چلے جاتے اور کبھی معصومہؑ کے گھر سے عائشہ کی طرف آجاتے تھے۔

---

[1] تاریخ ابوالفداج ۲ ص ۱۸۳۔

نصف شب سے کچھ پہلے، ایک مرتبہ پیغمبرؐ اسلام کہیں سے تشریف لائے اور حسب دستور اپنی بیٹی کے گھر گئے۔ جناب فاطمہؑ سے گفتگو کے دوران حضورؐ کی آواز عائشہ کے کانوں سے ٹکرائی۔ بس پھر کیا تھا؟ جوانی کی امنگیں کروٹیں لینے لگیں، بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئیں غالباً وہ شب آپ کی باری کی شب تھی اس لئے کچھ دیر تک حضورؐ کے آنے کا انتظار کرتی رہیں پھر نہ جانے کیوں آپ پر یکبارگی ایسی جنونی کیفیت طاری ہوگئی کہ آپ جھپٹ کر اٹھیں اور "درمیانی کھڑکی" کھول کر آپ نے معصومہ کے گھر میں چھلانگ لگادی اور آستینیں سمیٹ سمیٹ کر فاطمہ زہراؑ اور رسولؐ اکرم سے لڑنے لگیں۔

عائشہ کی اس ناشائستہ حرکت پر سیدہ فاطمہؑ بیحد رنجیدہ وملول ہوئیں اور پیغمبرؐ کے دل کو بھی انتہائی صدمہ ہوا۔ بالآخر۔ شہزادی فاطمہؑ کی خواہش پر دوسرے ہی دن آنحضرتؐ نے وہ کھڑکی بند کرادی[1] تاکہ عائشہ کی اچانک چھلانگ کا خطرہ آئندہ نہ رہے۔

رسولؐ کا تعاقب

پیغمبرؐ اسلام کا یہ اصول معین تھا کہ آپ اپنی ازواج میں ہر زوجہ کے یہاں اس کی باری کی شب استراحت فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی ضرورت کے تحت یا عبادت کی غرض سے آپ کو کچھ دیر کے لئے باہر بھی جانا پڑتا تھا اور کسی بیوی کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ رسولؐ کے اس فعل پر لب کشائی کر سکے۔ لیکن عائشہ کی باری میں جب آپ کہیں گئے تو وہ یہ سمجھیں کہ آنحضرتؐ مجھے چھوڑ کر کسی دوسری بیوی کے پاس چلے گئے ہیں۔

پھر عائشہ نے کیا طرز عمل اختیار کیا؟ اس ضمن میں خود موصوفہ نے مختلف لوگوں سے جو مختلف باتیں کیں ہیں انھیں ہم ان کی ہی زبان میں نقل کر رہے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ:۔

---

[1] جذب القلوب ص ۷۵ کلکتہ

سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائد موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نہ شود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ بعض عارفین نے کہا ہے کہ تشہد میں یہ خطاب اس لیئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہے پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تا کہ قربت کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے واقف ہو جائے غرضکہ سنی اور شیعہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ ان ہی کی صفت ہے نہ کہ خدا کی صفت ہے کیونکہ خداوند کریم وہ ذات ہے لایجری عَلَیْہِ زَمانٌ ولا یَشتمل علیہ مکانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرتا ہے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے ان کی عمریں ہوتی ہیں جیسے چاند سورج انسان وغیرہ لہذا خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنا بے دینی ہے یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام کی ہے اور ان میں یہ صفت بالذات نہیں بلکہ بعطائے الٰہی ہے اور اس کو ماننا عین ایمان ہے مولائے کائنات کا ایک وقت میں چالیس جگہ حاضر ہونا حیات رسالت میں ثابت ہے جناب مولائے امیرالمومنین نے فرمایا ہے۔ مومن۔ منافق۔ کافر مشرک کوئی آدمی نہیں مرتا جب تک میں اس کے سرہانے جا کر حکم نہ دوں ایک وقت میں روئے زمین پر کتنی موتیں واقع ہو رہی ہیں ہر جگہ علی موجود ہے اور جب نکیرین قبر میں آتے ہیں تو سرہانے مولا کی کرسی لگتی ہے فرشتے تیرا رب کون ہے رسول کون ہے دین کیا ہے قبلہ کیا ہے اور امام کیا ہے کتاب کیا ہے ان تمام سوالوں کے جواب کے بعد جب میت بتا دیتی ہے اللہ میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا نبی ہے اور اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے جناب علی میرا پہلا امام ہے اور امام حسن سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک نام بتا دیتا ہے اس وقت فرشتے پوچھتے ہیں۔ ماتَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ۔ صحیح بخاری باب المیت اور مشکوٰۃ باب المیت کیا کہتا ہے تو اس مرد کے بارے میں یعنی پانچوں سوالوں کے جواب دینے پر نجات ہی نجات ہے اس پر کہ یہ کرسی پر بیٹھنے والا کون ہے صاحب عرفان مومن فوراً بتا دے گا یہ میرا مولا علی ہے ایک وقت میں کتنی قبریں بنتی ہیں روئے زمین پر اور ہر جگہ مولا قبر میں تشریف لاتے ہیں امام زین العابدین نے فرمایا جہاں اور جب مجلس امام حسین علیہ السلام بپا ہوتی ہے چہار وہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

(شروع) خدا کے نام سے (جو) رحمٰن (و) رحیم (ہے) شروع کرتا ہوں

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۚ تَبۡتَغِیۡ مَرۡضَاتَ

اے نبی جو چیز اللہ نے تمہارے لیے حلال قرار دیا ہے تم اُسکو کیوں حرام کرتے ہو؟ کیا تم اپنی بیبیوں کی خوشنودی

اَزۡوَاجِکَ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○ قَدۡ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمۡ

چاہتے ہو؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنیوالا ہے۔ خدا تعالٰے نے تمہارے لیے (کفارہ دیکر) تمہاری

تَحِلَّۃَ اَیۡمَانِکُمۡ ۚ وَ اللّٰہُ مَوۡلٰىکُمۡ ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ○

قسموں کا توڑ دینا مقرر فرما دیا ہے۔ اور اللہ تمہارا مالک ہے۔ اور وہ بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَ اِذۡ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعۡضِ اَزۡوَاجِہٖ حَدِیۡثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتۡ

اور جس وقت نبی نے اپنی کسی زوجہ سے ایک بات بطور راز کے کہی اور اُس نے اُس راز سے کسی اور کو آگاہ

بِہٖ وَ اَظۡہَرَہُ اللّٰہُ عَلَیۡہِ عَرَّفَ بَعۡضَہٗ وَ اَعۡرَضَ عَنۡۢ

کر دیا اور اللہ نے (اپنی نبی) پر یہ معاملہ کھولدیا تو نبی نے کچھ حصہ تو اُسکو جتلایا اور کچھ حصے سے چشم پوشی کی۔

بَعۡضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَہَا بِہٖ قَالَتۡ مَنۡ اَنۡۢبَاَکَ ہٰذَا ؕ قَالَ

پھر جس وقت نبی نے اُس (عورت) کو اس سے مطلع کیا تو وہ کہنے لگی کہ آپکو اس کی خبر کس نے دی؟ فرمایا

نَبَّاَنِیَ الۡعَلِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ○ اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ

مجھکو بڑے جاننے والے (اور) بڑے خبردار نے خبر دی۔ اگر تم دونو خدا کی حضور میں توبہ کر لو (تو بہتر ہے) پس تم دونوں کے دل

قُلُوۡبُکُمَا ۚ وَ اِنۡ تَظٰہَرَا عَلَیۡہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوۡلٰىہُ

حق سے ضرور منحرف ہو گئے ہیں۔ اور اگر تم دونو ہمارے رسول کے برخلاف ایک دوسرے کی پشت و پناہ ہوگی تو

وَ جِبۡرِیۡلُ وَ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ بَعۡدَ

اللہ اور جبرئیل اور صالح المؤمنین اُسکے مددگار ہیں۔ اور بعد اسکے کل فرشتے اُس کی

ذٰلِکَ ظَہِیۡرٌ ○ عَسٰی رَبُّہٗۤ اِنۡ طَلَّقَکُنَّ اَنۡ یُّبۡدِلَہٗۤ

پشتی پر ہیں۔ اگر وہ تم کو طلاق دیدے تو قریب ہے کہ اُسکا پروردگار بدلے میں اُسکو

۱۴۸- آپ کا ارشاد گرامی
اہل بصرہ (طلحہ و زبیر) کے بارے میں

یہ دونوں امر خلافت[1] کے اپنی ہی ذات کے لئے امیدوار ہیں اور اسے اپنی ہی طرف موڑنا چاہتے ہیں۔ ان کا اللہ کے کسی وسیلہ سے رابطہ اور کسی ذریعہ سے تعلق نہیں ہے۔ ہر ایک دوسرے کے حق میں کینہ رکھتا ہے اور عنقریب اس کا پردہ اٹھ جائے گا۔ خدا کی قسم اگر انھوں نے اپنے مدعا کو حاصل کر لیا تو ایک دوسرے کی جان لے کر چھوڑیں گے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔ دیکھو باغی گروہ اٹھ کھڑا ہوا ہے تو راہ خدا میں کام کرنے والے کہاں چلے گئے جب کہ ان کے لئے راستے مقرر کر دئے گئے ہیں اور انھیں اس کی اطلاع دی جا چکی ہے؟ میں جانتا ہوں کہ ہر گمراہی کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر عہد شکن ایک شبہ[2] ڈھونڈھ لیتا ہے لیکن میں اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتا ہوں جو ماتم کی آواز سنتا ہے۔ موت کی سنانی کانوں تک آتی ہے۔ لوگوں کا گریہ دیکھتا ہے اور پھر عبرت حاصل نہیں کرتا ہے۔

۱۴۹- آپ کا ارشاد گرامی
(اپنی شہادت سے قبل)

لوگو! دیکھو ہر شخص جس وقت سے فرار کر رہا ہے اس سے بہر حال ملاقات کرنے والا ہے اور موت ہی ہر نفس کی آخری منزل ہے اور اس سے بھاگنا ہی اسے پالینا ہے۔ زمانہ گذر گیا جب سے میں اس راز کی جستجو میں ہوں لیکن پروردگار موت کے اسرار کو پردۂ راز ہی میں رکھنا چاہتا ہے۔ یہ ایک علم ہے جو خزانۂ قدرت میں محفوظ ہے۔ البتہ میری وصیت یہ ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ قرار دینا اور پیغمبر اکرمؐ کی سنت کو ضائع نہ کر دینا کہ یہی دونوں دین کے ستون ہیں انھیں کو قائم کرو اور انھیں دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔ اس کے بعد اگر تم منتشر نہیں ہوگے تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی طاقت بھر بوجھ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور جاہلوں کا بوجھ ہلکا رکھا گیا ہے کہ پروردگار رحیم و کریم ہے اور دین مستحکم ہے اور راہنما بھی علیم و دانا ہے۔ میں کل تمھارے ساتھ تھا اور آج تمھارے لئے منزل عبرت میں ہوں اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اللہ تمھیں اور مجھے دونوں کو معاف کرے۔

دیکھو! اس منزل لغزش میں اگر ثابت رہ گئے تو کیا کہنا۔ ورنہ اگر قدم پھسل گئے تو یاد رکھنا کہ ہم بھی انھیں شاخوں کی چھاؤں۔ انھیں ہواؤں کی گذرگاہ اور انھیں بادلوں کے سایہ میں تھے لیکن ان بادلوں کے ٹکڑے فضا میں منتشر ہو گئے اور ان ہواؤں کے نشانات زمین سے محو ہو گئے۔

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمانوں نے خلافت کا جھگڑا دفن پیغمبرؐ سے پہلے ہی شروع کر دیا تھا اور پھر اسے مسلسل جاری رکھا اور مختلف انداز سے جوڑ توڑ کے ذریعہ خلافتوں کا فیصلہ ہوتا رہا لیکن کسی دور میں بھی خلافت کے فیصلہ کے لئے تلوار اور جنگ کا سہارا نہیں لیا گیا۔ یہ بدعت صرف حضرت ام المومنین کی ایجاد ہے کہ انھوں نے طلحہ و زبیر کی خلافت کے لئے تلوار کا بھی سہارا لے لیا اور پھر معاویہ کے لئے زمین ہموار کر دی اور اس کے نتیجہ میں خلافت کا فیصلہ جنگ و جدال سے شروع ہو گیا اور اس راہ میں بیشمار جانیں ضائع ہوتی رہیں۔

[2] افسوس کہ جنگ جمل اور صفین میں تو شبہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر، معاویہ، عمرو عاص کوئی ایسا نہیں تھا جو حضرت علیؑ کی شخصیت اور ان کے بارے میں ارشادات پیغمبرؐ سے باخبر نہ ہو۔ اس کے بعد شبہ یا خطائے اجتہادی کا نام دے کر عوام الناس کو تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے، داور محشر کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ہے۔

اس کی لطیف ترین صنعت اور عجیب ترین خلقت کا ایک نمونہ وہ ہے جو اس نے اپنی دقیق ترین حکمت سے چمگادڑ کی تخلیق میں پیش کیا ہے کہ جسے ہر شے کو وسعت دینے والی روشنی سکیڑ دیتی ہے اور ہر زندہ کو سکیڑ دینے والی تاریکی وسعت عطا کر دیتی ہے۔ کس طرح اس کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں کہ روشن آفتاب کی شعاعوں سے مدد حاصل کر کے اپنے راستے طے کر سکے اور کھلی ہوئی آفتاب کی روشنی کے ذریعہ اپنی جانی منزلوں تک پہونچ سکے۔ نور آفتاب نے اپنی چمک دمک کے ذریعہ اسے روشنی کے طبقات میں آگے بڑھنے سے روک دیا ہے اور روشنی کے اُجالے میں آنے سے روک کر مخفی مقامات پر چھپا دیا ہے۔ دن میں اس کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور رات کو چراغ بنا کر وہ تلاش رزق میں نکل پڑتی ہے۔ اس کی نگاہوں کو رات کی تاریکی نہیں پلٹا سکتی ہے اور اس کو راستہ میں آگے بڑھنے سے شدید ظلمت بھی نہیں روک سکتی ہے۔ اس کے بعد جب آفتاب اپنے نقاب کو الٹ دیتا ہے اور دن کا روشن چہرہ سامنے آجاتا ہے اور آفتاب کی کرنیں بجو کے سوراخ تک پہونچ جاتی ہیں تو اس کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور جو کچھ رات کی تاریکیوں میں حاصل کر لیا ہے اسی پر گذارا شروع کر دیتی ہے۔ کیا کہنا اس معبود کا جس نے اس کے لئے رات کو دن اور وسیلۂ معاش بنا دیا ہے اور دن کو وجہ سکون و قرار مقرر کر دیا ہے اور پھر اس کے لئے ایسے گوشت کے پَر بنا دئے ہیں جس کے ذریعہ وقت ضرورت پرواز بھی کر سکتی ہے۔ گویا کہ یہ کان کی لویں ہیں جن میں نہ پَر ہیں اور نہ کڑیاں مگر اس کے باوجود تم دیکھو گے کہ رگوں کی جگہوں کے نشانات بالکل واضح ہیں اور اس کے ایسے دو پَر بن گئے ہیں جو نہ اتنے باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ اتنے غلیظ ہیں کہ پرواز میں زحمت ہو۔ اس کی پرواز کی شان یہ ہے کہ اپنے بچہ کو ساتھ لے کر سینہ سے لگا کر پرواز کرتی ہے۔ جب نیچے اُترتی ہے تو بچہ ساتھ ہوتا ہے اور جب اوپر اڑتی ہے تو بچہ ہمراہ ہوتا ہے اور اس وقت تک اس سے الگ نہیں ہوتا ہے جب تک اس کے اعضاء مضبوط نہ ہو جائیں اور اس کے پَر اس کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں اور وہ اپنے رزق کے راستوں اور مصلحتوں کو خود پہچان نہ لے۔ پاک و بے نیاز ہے وہ ہر شے کا پیدا کرنے والا جس نے کسی ایسی مثال کا سہارا نہیں لیا جو کسی دوسرے سے حاصل کی گئی ہو۔ (۱)

۱۵۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اہل بصرہ سے خطاب کر کے انھیں حوادث سے باخبر کیا گیا ہے)

ایسے وقت میں اگر کوئی شخص اپنے نفس کو صرف خدا تک محدود رکھنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہئے۔ پھر اگر تم میری اطاعت کرو گے تو میں تمھیں انشاء اللہ جنت کے راستہ پر چلاؤں گا چاہے اس میں کتنی ہی زحمت اور تلخی کیوں نہ ہو۔ رہ گئی فلاں خاتون[۱] کی بات تو ان پر عورتوں کی جذباتی رائے کا اثر ہو گیا ہے اور اس کینہ نے اثر کر دیا ہے جو ان کے سینہ میں لوہار کے کڑھاؤ کی طرح کھول رہا ہے۔

---

[۱] اس لفظ سے مراد مسلّم طور پر حضرت عائشہ کی ذات ہے لیکن آپ نے انھیں نام کے ساتھ قابل ذکر نہیں قرار دیا ہے اور ان کی دو عظیم کمزوریوں کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ ان میں عام عورتوں کی جذباتی کمزوری پائی جاتی ہے جو اکثر احکام دین اور مرضی پروردگار پر غالب آجاتی ہے جب کہ ازواج رسولؐ کو اس کمزوری سے بلند تر ہونا چاہئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کے دل میں کینہ پایا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں رسولِ اکرمؐ کے وہ ارشادات نہیں ہیں جو حضرت علیؑ کے بارے میں ہیں اور انھیں قدرت نے قابلِ اولاد نہ بنا کر نسلِ علیؑ کو نسلِ پیغمبرؐ بنا دیا ہے۔!

کہ "یہ جنگ ایک فتنہ ہے[1] لہٰذا اپنی کمانوں کو توڑ ڈالو اور تلواروں کو نیام میں رکھ لو"۔ اب اگر یہ اپنی بات میں سچا تھا تو میرے ساتھ بلا جبر و اکراہ چلنے میں غلط کار تھا اور غلط کہتا تھا تو اس پر الزام ثابت ہو گیا تھا۔ اب تمہارے پاس عمرو بن العاص کا توڑ عبداللہ بن عباس ہیں۔ دیکھو ان دنوں کی مہلت کو غنیمت جانو اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تمہارے شہروں پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری طاقت و قوت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

۲۳۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آل محمد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے)

یہ لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ ان کا حلم ان کے علم سے اور ان کا ظاہر ان کے باطن سے اور ان کی خموشی ان کے کلام سے باخبر کرتی ہے۔ یہ نہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ حق کے بارے میں کوئی اختلاف کرتے ہیں۔ یہ اسلام کے ستون[2] اور حفاظت کے مراکز ہیں۔ انھیں کے ذریعہ حق اپنے مرکز کی طرف واپس آیا ہے اور باطل اپنی جگہ سے اکھڑ گیا ہے اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی ہے۔ انھوں نے دین کو اس طرح پہچانا ہے جو سمجھ اور نگرانی کا نتیجہ ہے۔ صرف سننے اور روایت کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ علم کی روایت کرنے والے بہت ہیں اور اس کا خیال رکھنے والے بہت کم ہیں۔

[1] ابن ابی الحدید نے اس مقام پر خود ابو موسیٰ اشعری کی زبان سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل میں دو گمراہ حکم تھے اسی طرح اس امت میں بھی ہوں گے۔ تو لوگوں نے ابو موسیٰ سے کہا کہ کہیں آپ ایسے نہ ہو جائیں۔ اس نے کہا یہ ناممکن ہے۔ اور اس کے بعد جب وقت آیا تو طمع دنیا نے ایسا ہی بنا دیا جس کی خبر سرکار دو عالمؐ نے دی تھی۔

حیرت کی بات ہے کہ حکمین کے بارے میں روایت خود ابو موسیٰ نے بیان کی ہے اور حواب کے سلسلہ کی روایت خود ام المومنین عائشہ نے نقل کی ہے لیکن اس کے باوجود نہ اس روایت کا کوئی اثر ابو موسیٰ پر ہوا اور نہ اس روایت کا کوئی اثر حضرت عائشہ پر۔

اس صورت حال کو کیا کہا جائے اور اسے کیا نام دیا جائے۔ انسان کا ذہن صحیح تعبیر سے عاجز ہے۔ "اور ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے"

[2] سرکار دو عالمؐ نے ایک طرف نماز کو اسلام کا ستون قرار دیا ہے اور دوسری طرف اہلبیتؑ کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو مجھ پر اور ان پر صلوات نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے (سنن دار قطنی ص ۱۳۶) جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ نماز اسلام کا ستون ہے اور محبت اہلبیتؑ نماز کا ستون اکبر ہے۔ نماز نہیں ہے تو اسلام نہیں ہے اور اہلبیتؑ نہیں ہیں تو نماز نہیں ہے۔

حرفِ آغاز

"نعثل کو قتل کر دو" ...... آپ اس نام پر حیران نہ ہوں۔ کہتے ہیں کہ نعثل مدینہ کا ایک بوڑھا یہودی تھا۔ حضرت عثمان کی لمبی داڑھی اس کی داڑھی سے مشابہ تھی۔ اسی مشابہت کی وجہ سے جناب عثمان کے مخالف انہیں نعثل کہا کرتے تھے۔

حضرت عثمان کی بدعتیں اور ظلم بڑھ گئے تو ام المومنین بی بی عائشہ رضی بھی ان سے بیزار ہو گئیں اور انہیں یہ کہتے سنا گیا کہ "نعثل کو قتل کر دو۔ خدا اسے قتل کرے یہ تو کافر ہو گیا ہے" ..... ان تین فقروں میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری شخصیت پوشیدہ ہے اور ان میں سے پہلا فقرہ فیصلہ کن ہے لہذا اسے سرورق پر جگہ دی گئی۔

حضرت عثمان کے بارے میں عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ اپنے پیشرو خلفاء کے مقابلے میں نرم طبیعت اور شریف آدمی تھے ...... شیعہ حضرات کا بھی کچھ یہی خیال ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے اہلِ بیتؑ کا حق غصب کرنے میں پہل کی اور ان پر تشدد کیا۔

ہم نے حضرت عثمان کی شخصیت اور کردار پر ہر پہلو سے بے لاگ گفتگو کی ہے تاکہ (بعد از انبیاء) کائنات کی سب سے بڑی تیسری شخصیت کے اصل خدوخال سامنے آجائیں۔ اس گفتگو کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں ہے ...... اور اگر ہو بھی تو کیا فرق پڑتا ہے کہ ہمارے ملک کا تو مزاج ہی یہ ہے ...... یہ عمل انفرادی سطح پر بھی جاری ہے اور اجتماعی سطح پر بھی۔ سیاسی اور مذہبی جماعتیں اس میں پیش پیش ہیں ..... اور یہ انجمن سپاہِ صحابہ کہ جس کا انگریزی مخفف ASS ہے یعنی گدھا! ..... گدھا ہونا کوئی بری بات نہیں کہ یہ پیغمبروں کی محبوب سواری ہے

"بیٹے جب بکری ذبح کر ڈالی جائے تو پھر اس کی کھال کھینچی جائے یا اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اسے کیا پروا؟ ــــــ تم اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کرو"

اور جب بیٹے کی لاش کو لٹکے ہوئے کئی دن گذر گئے تو حجاج سے پوچھا۔

"کیا اس سوار کے اترنے کا وقت ابھی نہیں آیا؟"

غمزدہ ماں جو بہت عرصے سے نابینا تھی اور سو برس کی عمر کو پہنچ چکی تھی بیٹے کے قتل کے بعد چند دن میں وفات پا گئی۔

حضرت عائشہ عائشہؓ ام رومان کے بطن سے تھیں، عبدالرحمٰن ابن ابی بکر ان کے ماں جائے تھے۔ ان بی بی کو ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت خدیجہؑ کی وفات کے بعد اور ہجرت سے قبل جناب ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی وہ ان کی بیٹی عائشہ کو قبول فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے یہ درخواست قبول کر لی اور عقد ہو گیا۔ ہجرت کے بعد باپ نے بیٹی کی رخصتی میں عجلت کی اور بہت جلد اپنی لختِ جگر کو خانۂ رسولؐ میں پہنچا دیا۔

نکاح اور رخصتی کے وقت آپ کتنے برس کی تھیں اس میں اختلاف ہے مگر یہ بات طے ہے کہ تھیں بہت کم عمر۔ رخصتی کے بعد کی بعض روایتیں بھی یہی بتاتی ہیں کبھی جناب رسول اللہ مکان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ گڑیوں سے کھیل رہی ہیں، کبھی ایسا ہوا کہ آٹا گوندھ کے سو گئیں۔ اٹھیں تو معلوم ہوا آٹا بکری کھا گئی مگر جب سوکنیں آنے لگیں تو اتنی چالاک ہو گئیں کہ قرآن کو کہنا پڑا کہ ان کا دل ٹیڑھا ہو گیا ہے۔

شوہر کی لاڈلی اور عظیم المرتبت بیٹی فاطمہؑ کہ جس کی ماں بھی رسولؐ کی نظر میں عظیم المرتبت اور انتہائی محبوب تھی، جناب عائشہ کے دل میں ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتی رہی ہے فاطمہؑ کے شوہر تو ان سے کچھ زیادہ ہی بغض تھا۔ ایک تو یہ فاطمہؑ کے شوہر پھر رسولؐ کے چہیتے چچا زاد اور اس پر طرہ یہ کہ عائشہ کے والدِ محترم ان کے سیاسی حریف، واقعۂ فدک کے بعد یہ دشمنی اور بڑھ گئی حضرت علی نے اس واقعہ کی وجہ سے رسولؐ اللہ کو بہت

مغموم پایا تو اشارتاً کہہ دیا کہ آپ انہیں طلاق دے دیجئے

رسول اللہؐ بیمار ہوئے اور وقتِ آخر قریب آیا تو جناب عائشہؓ اپنے والد کے بہت کام آئیں۔ ان کی خلافت کے لئے حالات کو ساز گار بنانے میں مددگار ثابت ہوئیں اور پھر جب چوتھے نمبر پر علیؑ کو خلافت ملی تو تڑپ گئیں اور کہنے لگیں کہ کاش آسمان پھٹ پڑتا مگر یہ نہ ہوتا۔ حالانکہ پہلے حضرتِ عثمان سے اتنی مخالفت تھی کہ ان کے بارے میں کہا کرتی تھیں کہ قتل کر دو نعثل کو۔ خدا اسے قتل کرے (نعثل ایک یہودی تھا کہ جس کی شکل جناب عثمان سے ملتی تھی) علیؑ کے خلاف بات صرف غم و غصہ کی حد تک نہیں رہی بلکہ بی بی علیؑ کی خلافت کو ختم کرنے کیلئے اٹھ کھڑی ہوئیں اور بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر بصرے جا پہنچیں وہاں پہنچ کر علی کے خلاف لشکر صف آرا کیا۔ علی بھی فوجیں لے کر بصرے پہنچے اور شدید جنگ کے بعد انہیں شکست دی۔

رسول اللہؐ کے بڑے نواسہ حضرت حسنؑ نے وفات پائی اور ان کی وصیت کے مطابق آلِ رسولؐ نے یہ چاہا کہ حسنؑ کے جنازے کو ان کے نانا (رسولِ خدا) کے پہلو میں دفن کریں تو بی بی عائشہ کی دشمنی ایک بار پھر عود کر آئی اور انہوں نے اس بات کی اجازت نہیں دی کیونکہ وہ حجرہ انہی کی ملکیت تھا کہ جس میں جناب رسولِ خدا کا جسد مبارک دفن تھا

ان کے والد جناب ابوبکر کا لقب صدیق تھا۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ رسول اللہؐ کی تصدیق کیا کرتے تھے مگر خود بی بی عائشہ کا لقب بھی صدیقہ تھا، مگر وجہ نہیں بیان کی جاتی۔ شائد یہ لقب باپ کے ورثہ میں ملا ہو۔ ان کے فضائل کثرت سے بیان کئے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مریمؑ اور آسیہؑ کے درجہ کی خاتون تھیں۔ جب ان کے علم کی بات ہوتی ہے تو انہیں حدیث، قرآن اور فقہ نساب کا ماہر بتایا جاتا ہے۔ یہاں تک تو غنیمت ہے مگر اسے کیا کہئے کہ جب انہیں علم طب کا ماہر بھی کہا جائے۔

بی بی عائشہ کی موت کے حالات بھی پُر اسرار لگتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں بتاتا کہ آپ نے کس مرض میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی قبر شریف جنت البقیع میں ہے

بی بی عائشہ کی سازش

جب جونیہ رسول خدا کے لئے پیش کی گئیں تو باقی ازواج جونیہ کا حسن وجمال دیکھ کر حیران ہو گئیں اور اس کے ساتھ حسد کرنا شروع کر دیا۔ رسول خدا کے سامنے تو بڑی عزت کرتیں لیکن بعد میں وہی حسد کا حسد اور جھگڑا۔ بی بی عائشہ اور عائشہ کی سہیلی خاص حفصہ نے جونیہ سے ملاقات کی عائشہ نے حفصہ کو کہا کہ میں اس کے بالوں میں کنگھی کرتی ہوں اور تم اس کو مہندی لگاؤ۔ ان دونوں نے پھر باتوں باتوں میں جونیہ کو سکھلا دیا کہ آنحضرت خلوت کے وقت آعوذ باللہ منک۔ میں خدا کے واسطے تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔ یہ جملے بہت پسند کرتے ہیں اور جب وہ تمہارے پاس آئیں تو پہلے یہ کہنا کہ۔ ھل تحب الملکۃ نفسھا للسوقۃ۔ کیا بادشاہ زادی پسند کرتی ہے کہ اپنا نفس کسی بازاری آدمی کو دے۔ جونیہ بیچاری نئی نئی تھی۔ یہ پرانی گنہگار اور مکار تھیں لہذا جونیہ یہ راز نہ سمجھ سکی اور جب آنحضرت ایک باغ میں تشریف لائے جہاں اس کا قیام تھا اور خلوت کی نوبت آئی تو آپ نے فرمایا ھبی نفسک لی۔ تو اپنا نفس مجھے دے دے۔ اس نے جواب دیا۔ ھل تحب الملکۃ نفسھا للسوقۃ۔ کیا بادشاہ زادی اپنا نفس بازاری آدمی کے حوالے کر سکتی ہے۔ اس کے بعد آپ کو غصہ آگیا تو جونیہ کہنے لگی آعوذ باللہ منک۔ میں خدا کے واسطے تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اسے گھر بھیجا دیا۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ یہ لومڑی جیسی چالاکی عائشہ اور حفصہ کی تھی اس پر آپؐ نے فرمایا۔ انکن صواحب یوسف ان کیدکن عظیم۔

تم دونوں ایسی ہو جیسے حضرت یوسف کی ساتھنیں تھیں۔ تمہارا مکر بہت بھاری ہے۔ دیکھئے حوالے کے لئے بخاری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۷۹ اور مدارج النبوۃ جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۲ یہ ہے کردار بی بی عائشہ کا۔ جو اہل سنت کی کتب سے سامنے آیا۔ پھر اہل سنت بھائی

بی بی عائشہ کا کردار اہلسنت کی کتب سے

علمائے اہلسنت بڑے فخریہ انداز میں ام المومنین کی مدح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بی بی کو ناچ وغیرہ کا بڑا شوق تھا۔ لکھتے ہیں مسجدوں میں ناچ ہوتا اور عائشہ آنحضرت کے کندھے پر چڑھ کر یا پشت کے پیچھے کھڑی ہو کر ناچ دیکھا کرتی تھیں۔ دیکھیئے بخاری پ۴ صفحہ ۲۵۔ ترجمہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۹۔ ترمذی ابواب المناقب جلد ۲۔ صفحہ نمبر ۲۱۰۔

یہ ہے اہل سنت کے نزدیک بی بی عائشہ اور رسول پاکؐ کی قدر و منزلت کہ بی بی کو شیطانی اور حرام کام دیکھنے کا شوق تھا۔ اور پھر رسول پاکؐ کے کندھے پر چڑھ کر بی بی ناچ گانا دیکھا کرتی تھیں۔

اہل سنت بھائیو آپ نے بی بی کو عورت سمجھا ہے یا بندریا (یوجنی) جسے رسول پاکؐ کندھے پر چڑھا لیا کرتے تھے۔ اور پھر وہ بھی مسجد میں حیف صد حیف تمہارے عقلوں پر کیا رسول پاکؐ کی موجودگی میں مسجدوں میں ناچ گانا ہوا کرتا تھا اور پھر رسول پاک بجائے اس کے کہ لوگوں کو منع کریں خود مع حمیرا وہ ناچ اور تماشا دیکھنے چلے جایا کرتے تھے۔

کیا یہی عزت کرتے ہو امیر المومنین کی۔ اگر ام المومنین واقعاً یہی کچھ تھیں تو پھر ہم بی بی سے عاق نامہ کی درخواست کریں گے، ہم رہے ایسی ماؤں سے۔ ایسی ماؤں کو ہمارا سلام۔ قبول کیجیئے۔

اب میں اپنے سنی بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ آپ اہلسنت اہل سنت رسولؐ پر عمل کرتے ہیں لہذا اب جہاں ناچ گانا ہو رہا ہو اپنی زوجہ محترمہ کو اٹھایئے اور وہاں جا کر خود بھی رقص و سرور سے لطف اندوز ہوئیں اپنی بیوی کو بھی حضرت عائشہ کی سنت پر عمل کراتے ہوئے وہاں لے جایئے۔ لطف کا لطف لیجیئے اور سنت کی سنت۔ چھٹے ایسے مذہب پر۔

کرده‌اند گویند دو صاحب و هم خوابهٔ او ابوبکر و عمر پس حضرت صاحب در حضور خلق
از روی مصلحت پرسد که کیست ابوبکر و کیست عمر و بچه سبب ایشان را ازمیان جمیع خلایق
باجدم دفن کرده‌اند و گاه باشد که دیگری باشد که در اینجا مدفون شده باشد پس مردم گویند
ای مهدی آل محمد غیر ایشان کسی در اینجا مدفون نیست ایشانرا برای همین در اینجا دفن
کرده‌اند که خلیفهٔ رسولخدا و پدر زنان آنحضرت بودند پس فرماید آیا کسی هست که اگر
بیند ایشانرا بشناسد گویند بلی ما بصفت میشناسیم بازفرماید که آیا کسی هست که شك داشته
باشد در اینکه ایشان اینجا مدفونند گویند نه پس بعد از سه روز امر فرماید که دیوار را بشکافند
و هر دو را از قبر بیرون آورند پس هر دو را با بدن تازه بدر آورد بهمان صورت که داشته‌اند
پس بفرماید که کفنها را از ایشان بدر آورند و بگشایند وایشانرا بحلق کشند بر درخت خشکی
پس برای امتحان خلق درحال آن درخت سبز شود و برگ بر آورد و شاخه هایش بلند شود
پس جمعی که ولایت ایشان داشته‌اند گویند که اینست والله شرف و بزرگی و مارستگار شدیم
بمحبت ایشان وچون این خبر منتشر شود هر که در دل بقدر حبه‌ای ازمحبت ایشان داشته باشد
حاضر شود پس منادی ازجانب قائم عليه‌السلام ندا کند که هر که این دو مصاحب و دو همخوابه
رسولخدا را دوست میدارد ازمیان مردم جدا شود و بیکطرف بایستد پس خلق دو طایفه شوند
یکی دوستدار ایشان ویکی لعنت کننده بر ایشان پس حضرت فرماید بر دوستان ایشان که
بیزاری جوئید از ایشان و اگر نه بعذاب الهی گرفتار میشوید ایشان جواب گویند ای مهدی آل
رسول صلی‌الله‌علیه‌وآله ما پیش از آنکه بدانیم که ایشانرا نزد خدا قرب ومنزلتی هست ز ایشان بیزاری
نکردیم چگونه امروز بیزار شویم از ایشان وحال آنکه کرامت بسیار از ایشان برما ظاهر شد
ودانستیم که مقربان درگاه حقند بلکه از تو بیزاریم واز هر که بتو ایمان آورده است و از
هر که ایمان بایشان نیاورده است واز هر که ایشانرا باین خواری بدر آورده و بر دار کشیده
است پس حضرت مهدی امر فرماید باد سیاهیرا که بایشان وزد وایشانرا بهلاکت رساند
پس فرماید که آن دو ملعون را بزیر آورند وایشان را بقدرت الهی زنده گرداند وامر فرماید خلایق
را که جمع شوند پس هر ظلمی و کفری که از اول عالم تا آخر شده گناهش را بر ایشان لازم آورد
وزدن سلمان فارسی را و آتش افروختن بدر خانه امیرالمؤمنین عليه‌السلام وفاطمه وحسن وحسین (ع)
برای سوختن ایشان وزهر دادن امام حسن و کشتن امام حسین واطفال ایشان و پسرعمان
ایشان ویاران او واسیر کردن ذریهٔ رسول وریختن خون آل محمد درهر زمانی وهر خونی که
بناحق ریخته شده وهر فرجی که بحرام جماع شده وهر سودی و حرامی که خورده شده و

نخواهند بود و بخدا سوگند که میان بهشت ودوزخ نیز منزلی میباشد و من نمیتوانم از ترس
مخالفان سخن بگویم وقتیکه قائم علیه‌السلام ظاهرمی‌شود پیش از کفار ابتدا به سنیان خواهد کرد
با علمای ایشان وایشانرا خواهد کشت ودرمجمع البیان نیز مضمون این حدیثرا از آنحضرت
روایتکرده‌است و ایضاً در کتاب زهد بسندصحیح از ابن ابان روایتکرده‌استکه امام علیه‌السلام در
باب جهنمیان گفت که‌داخل جهنم‌می‌شوند بگناهان خود بیرون می آیند بعفوخداو بسند
صحیح ازحضرت باقر علیه‌السلام منقولستکه آخر کسیکه ازجهنم بیرون‌می آید مردی استکه اورا
همام میگویند ودرجهنم عمری ندا خواهد کردخدارا که **یاحنان یامنان**

مؤلف گوید که این جماعت که در این احادیث معتبر وارد شده استکه از جهنم
بیرون میآیند و داخل بهشت می‌شوند محتمل استکه فساق شیعه دراین‌ها داخل بوده باشند
ممکن استکه مخصوص مستضعفین بوده باشد وابن بابویه روایتکرده‌استکه درآنچه حضرت
امام رضا علیه‌السلام از برای مأمون نوشته است ازمحض اسلام مذکوراستکه خداداخل جهنم نمیکند
مؤمنی‌را وحال آنکه اورا وعده بهشت کرده‌است و بیرون نمیکند از جهنم کافری‌را وحال
آنکه اورا وعید آتش فرموده‌است و مخلد بودن در آن و گناهکاران اهل توحیدداخل آتش
می‌شوند و بیرون‌می آیند از آن وشفاعت ازبرای ایشان جایزاست ودر خصال در حدیث
اعمش ازحضرت صادق علیه‌السلام نیز اینرا روایتکرده‌است وایضاً در کتاب فضایل الشیعه ازحضرت
صادق علیه‌السلام روایتکرده‌استکه باشیعیان خودفرمود که‌خانه‌های شما از برای شما بهشت است وقبر
های شما ازبرای شما بهشت است وازبرای بهشت خلق شده‌اید وبازگشت شما بسوی بهشت خواهد
بود و بسندمعتبر دیگر از آنحضرت منقول استکه فرمود که مردی شمارا دوست میدارد و
نمیداند که‌چه میگوئید و اعتقاد شمارا نمیداند خدااورا داخل بهشت میکند ومردی شمارا
دشمن میداند و نمیداند که چه‌میگوئید و اعتقاد شمارا نمیداند خدا اورا داخل جهنم می
کند و کلینی وعیاشی از ابن ابی‌یعقوب روایتکرده‌اند که گفت بحضرت صادق علیه‌السلام عرض
کردم که‌من اختلاط میکنم بامردم و بسیارمی‌شود تعجب من از گروهی چند که‌ولایت شما ندارند
وولایت ابوبکروعمر دارند وایشانرا امانت وراستگوئی ووفاهست واز گروهی چند که‌ولایت
شما دارند و امانت وراستگوئی ووفا ندارند پس‌درست نشست و روبمن آورد غضبناک وفرمود
که دینی‌نیست برای کسیکه عبادتکند خدارا باولایت امام جائری که از جانب خدا نباشد
امامت او وعتابی وغضبی نیست برای کسیکه‌عبادت کند خدارا باولایت امام عادلیکه ازجانب
خدا منصوب باشد امامت او گفتم آنهارا دینی‌نیست وبراین‌ها عتابی نیست فرمود بلی‌مگر

که غسل کند ازآبیکه ازغسل مردم جمع‌شده باشددرحمام وخوره‌باوبرسد ملامت‌نکند مگرخود راودر حدیث موثق ازحضرت صادق علیه‌السلام منقولستکه زینهار که درحمام برپهلو مخواب که پیه گرده‌ها را آب‌میکند وبرپشت مخواب که درد اندرون بهم میرسد وشانه مکن که مورا می‌ریزاند ومسواك مکن که دندانها رامی‌ریزاند وسررا بگل‌مشو که رورا سمج وبدنما میکند ولنگ‌را برسرورو ممال که آبرو رامیبرد وکف پا را بسفال مسای که باعث پیسی میشود وازآبیکه درحوض‌های کوچك درحمام‌های سنیان جمع‌میشوداز غسل مردم غسل‌مکن که درآن غساله‌یهودی ونصرانی وگبرودشمن ما اهلبیت که ازهمه بدتراست جمع میشود وخدا خلقی‌ازسگ نجستر خلق نکرده است وکسیکه عداوت ما اهلبیت داردازسگ نجستر است واز حضرت‌امیرالمؤمنین علیه‌السلام منقولستکه بول کردن در حمام مورث فقروپریشانی است ودرحدیث دیگرفرمود که مردباکنیزانش بحمام‌بروند اما باید که لنگ بسته باشند مانند خران برهنه نباشند که نظر بعورت یکدیگر کنند ودر روایتی واردشده است که درحمام سلام‌نکنند وآن درصورتی‌استکه‌لنگ نبسته باشند زیراکه در احادیث بسیاروارد شده‌است که‌ائمه درحمام سلام کرده‌اند برمردم .

فصل چهارم در فضیلت شستن سر و بدن و دفع بوهای بد از خود کردن از حضرت رسول صلی‌الله‌علیه‌وآله منقولستکه کافی استآب از برای خوشبو کردن بدن فرمود هر که جامه‌بپوشد باید که‌پاکیزه باشد وازحضرت امیرالمؤمنین علیه‌السلام منقولستکه شستن سرچرك رامیبرد وآزارچشم رادفع میکندوشستن جامه غم واندوه را میبرد وپاکیزگی است‌برای نمازوفرمود که خود را پاکیزه کنید بآب از بوی بدی که مردم ازآن‌متأذی میشوند ودرپی‌اصلاح بدن خود باشید بدرستیکه خدا دشمن می‌دارد از بندگانش آن کثیف گندیده راکه‌پهلوی هر که‌بنشینداز‌اومتأذی شودفرمود که‌آب‌رابوی خوش‌خود گردانید وازحضرت‌امام‌رضا علیه‌السلام منقولستکه‌حق‌تعالی‌غضب‌نکردبربنی‌اسرائیل مگروقتیکه ایشان راداخل مصر کرد وراضی نشد ازایشان مگروقتیکه ایشان را ازمصر بیرون کرد وحضرت رسول صلی‌الله‌علیه‌وآله فرمود که سرخودرا بگل‌مصرمشوئید واز کوزهٔ که‌در مصر میسازندآب مخورید که خواری ومذلت میاورد وغیرت را میبرد واز حضرت امام محمدباقر علیه‌السلام منقولستکه دوست نمی‌دارم که سرخود از گل مصربشویم‌ازترس آنکه مرا ذلیل گرداند وغیرت مرابببرد وازجابر جعفی منقولستکه شکایت کردبحضرت‌امام محمد باقر علیه‌السلام ازآنکه گری درسرم هست وبسیارمی‌ریزد وجامه مراچرکین میکند فرمود که

دوں گی۔ اور اپنی خدمت نہ لوں گی۔ بلکہ میں تمہاری خدمتگزاری کروں گی۔ اور ممنون و متشکر ہوں گی۔ جب حضرت امام حسن عسکری نے میرا یہ کلام سُنا۔ کہا۔ اے پھوپھی۔ خداوند عالم آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ پس میں شام تک بخدمت آنحضرتؑ حاضر رہی پھر اپنی کنیز کو آواز دی کہ میرا جامہ حاضر کر۔ اپنے گھر جاؤنگی۔

ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر علیہ السلام

حضرت حکیمہ خاتون فرماتی ہیں جب میں اپنے گھر آنے کیلئے تیار ہو گئی حضرت امام حسن عسکری نے فرمایا اے پھوپھی اس رات میرے گھر میں تشریف رکھیئے کہ اس شب وہ فرزند گرامی متولد ہو گا جس کے سبب سے خداوند عالم زمین کو پھر ایمان و ہدایت سے اسکے بعد کہ وہ کفر و ضلالت سے مردہ ہو گئی ہو گی زندہ کریگا۔ میں نے کہا۔ وہ فرزند کس سے متولد ہو گا۔ حالانکہ نرجس خاتون میں حمل کا اثر بھی نہیں دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ نرجس خاتون ہی سے وہ فرزند متولد ہوگا۔ یہ سن کے میں اٹھی اور شکم و پشت نرجس خاتون کو دیکھا مطلق اثر حمل کا نہ پایا۔ امام حسن عسکریؑ سے میں نے آکے بیان کیا۔ حضرتؑ نے متبسم ہو کے فرمایا۔ صبح کو اثر حمل ان میں ظاہر ہونگے۔ مثل نرجس مثل مادر موسٰیؑ ہے کہ ہنگام ولادت تک والدہ حضرت موسیٰ میں کچھ تغیر نہ ہوا۔ اور کوئی شخص ان کے حمل سے واقف نہ تھا۔ اسلیئے کہ فرعون شکم زنانِ حاملہ بطلب موسیٰ چاک کرتا تھا۔ اسی فرزند کا حال بھی ان امور میں مثل احوال حضرت موسیٰؑ کے ہے دوسری روایت میں اسطرح منقول ہے۔ کہ حضرت علی نقیؑ نے فرمایا۔ کہ حمل ہم اوصیائے پیغمبران کا شکم میں نہیں ہوتا۔ بلکہ پہلو میں ہوتا ہے۔ اور ہم ران اور سے متولد ہوتے ہیں۔ اسلیئے کہ ہم نور حق تعالیٰ ہیں۔ اس نے ہم سے چرک و نجاست و کثافت کو دور کیا ہے۔ حکیمہ خاتون نے کہا۔ میں نرجس خاتون پاس گئی۔ اور یہ حال ان سے بیان کیا اے خاتون مطلق اثر حمل اپنے میں نہیں پاتی ہوں۔ پس میں اس جگہ رہی۔ اور نماز پڑھ کے نزدیک نرجس خاتون آرام کیا۔ میں ہر وقت ان کے حال کی خبر لیتی تھی۔ مگر نرجس خاتون بحال خود آرام کر رہی تھی ہر لحظہ مجھے حیرت زیادہ ہوتی تھی۔ اس شب اور راتوں سے پہلے نماز تہجد کو اٹھی۔ اور نماز شب ادا کی جب نماز وتر

لہ امام نے قائم آل محمدؐ پر ایک زبردست علامت قرار دے دی۔ اور رسول پاکؐ سے بھی یہ فرمان ملتا ہے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسطرح بھر دے گا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔ غلام احمد قادیانی جس نے مہدی موعود کا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ کر دیا اور خود جہنم کی سند حاصل کر لی۔ اس فرمان رسولؐ اور امام کے مطابق کاذب نہیں بلکہ کذاب و مدجال ثابت ہو رہا ہے کیونکہ اس کے دور سے اور آج تک فتنہ و فساد فسق و فجور، ظلم و ستم، چوری، جوا بازی، زنا بڑھتا جا رہا ہے اور قائم آل محمدؐ وہ ہو گا جو دنیا کو عدل و ایمان سے بھرے گا۔ لہذا مسلمانوں کو مرزائیوں سے بچنا چاہیئے۔ ایسے جھوٹے امامت و نبوت کے دعویدار بہت ہونگے خداوند کریم سب مومنین کا ایمان سلامت رکھے۔ اور برحق قائم آل محمدؐ کی زیارت نصیب کرے۔

(کوثر بھریلوی)

پڑھنے میں مشغول ہوئی نرجس خاتون جاگیں۔ اور وضو کر کے نماز شب پڑھی۔ اسوقت صبح کاذب تھی قریب تھا کہ میرے دل میں وعدہ حسن عسکریؑ سے شک آگئے۔ ناگاہ امام حسن عسکریؑ نے اپنے حجرہ سے آواز دی۔ کہ سورۃ انا انزلنہ فی لیلۃ القدر نرجس پر پڑھیئے۔ میں نے نرجس خاتون سے پوچھا۔ کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو کچھ میرے مولا نے فرمایا تھا۔ ظاہر ہوا جب میں نے سورۂ انزلنا پڑھنا شروع کیا۔ اس طفل نے شکم نرجس میں تلاوت انا انزلنہ میرا ساتھ دیا۔ اور مجھے سلام کیا۔ میں ڈر گئی۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے آواز دی کہ قدرت خدا سے تعجب نہ کیجئے۔ حق تعالیٰ ہمارے اطفال کو بحکمت گویا فرماتا ہے۔ اور ان کو بحالت بزرگی زمین پر اپنا حجت کرتا ہے۔ جب امام حسن عسکریؑ یہ فرما چکے نرجس خاتون میری آنکھوں سے غائب ہو گئیں۔ گویا میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں بہ فریاد و فغاں امام حسن عسکریؑ کی طرف دوڑی۔ حضرتؑ نے فرمایا اے پھوپھی لوٹ جائیے۔ نرجس کو اپنی جگہ دیکھئے گا جب میں واپس آئی پردہ اٹھ گیا۔ اور نرجس خاتون کو ایسا نورانی پایا۔ کہ میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ حضرت صاحب العصر کو دیکھا۔ کہ قبلہؑ رو سجدہ میں انگشتان سبابہ کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہہ رہے ہیں۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان جدی رسول اللہ وان ابی امیر المومنین علیہ السلام پھر ہر ایک امام کا نام لیا جب اپنے نام تک پہنچے فرمایا۔ اللھم انجزلی وعدی واتمم لی امری وثبت وطاتی واملاء الارض عدلاً وقسطاً یعنی وعدہ نصرت جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے اسے وفا کر اور میرے امر خلافت و امامت کو تمام کر میرے انتقام کو دشمنوں سے لے اور تسلط کو ظاہر اور زمین کو میرے سبب سے

ل امری و غیرہ امری مخلوق میں یہ فرق ہے کہ غیر امری مخلوق یعنی امت بتدریج ترقی کرتی ہے پہلے بچہ پھر طفل پھر جوان پھر بوڑھا بچے کے ہاتھ کان۔ ناک۔ پاؤں، زبان تمام اعضا ہوتے ہیں مگر کام نہیں کر سکتے۔ ہاتھ پکڑ نہیں سکتے زبان بول نہیں سکتی۔ پاؤں چل نہیں سکتے۔ برعکس معصوم کے یعنی نبی و رسول اس کے اعضا جوانی میں جیسے کام دیتے ہیں بچپن میں بھی ویسے ہی کام کرتے ہیں۔ ابراہیم کا پیدا ہو کر دوڑنا۔ حضرت موسیٰؑ کا فرعون کی داڑھی پکڑنا۔ حضرت عیسیٰؑ کا پیدا ہو کر عصمت مادر کی گواہی اور اپنی نبوت کا اعلان کرنا میں دلیل ہے۔ ایسے نائب رسول و نبی امام وہ بھی پیدا ہوتے ہی کلام کرتا ہے اگر اس کے اعضا مثل پیغمبر کام نہ کریں تو جانشین کا اہل نہیں ہو سکتا ہے حضرت علی کا پیدا ہو کر دست رسول پر صحف آسمانی کی تلاوت کرنا۔ اژدر کے دو ٹکڑے کرنا امام حسن کا وحی بیان کرنا۔ ان سے امام حسین کا دودھ نہ پی کر رمضان کے چاند کی تصدیق کرنا۔ اور امام عصر کا پیدا ہو کر انگشت بلند فرما کر کلمہ شہادت پڑھنا اس امر کی بین دلیل ہے یہ ان کی اور رسول کی جنس ایک ہے ان کے اعضا اور رسول کے اعضا کا مقام و کام ایک ہے اور یہ برحق وارثان رسول ہیں۔

ل جب تک حمایت خداوندی ساتھ نہ ہو کوئی نبی و رسول کچھ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا یہاں معصوم کا مقصد یہی ہے کہ دنیاوی فوج و تخت و تاج امامت و خلافت کیلئے لازم نہیں۔ بلکہ طاقت حمایت خدا کا ہونا لازمی ہے جیسا کہ نبوت کے لئے حکومت بنی عباس اس تلاش میں تھی کہ امام حسن عسکریؑ کے بیٹے کا پتہ چلے تو فوراً ان کو قتل کر دیا جائے۔ جاسوس عورتیں چھوڑی گئیں۔ اثنا حمل معلوم کرنے کے لئے۔ لیکن۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۴۔ امامت

● مخفی نہ رہے کہ جو دلیل نبوت کے لئے تحریر ہوئی ہے کہ خلق انبیاء کی محتاج ہے وہی امامت میں بھی جاری وساری ہے کیونکہ ولایت مطلقہ اور نصب امام اللہ کی جانب سے دین خاتم النبیین کے باقی رہنے کے لئے اور اللہ کی حجت کے بندوں پر تمام ہونے کے لئے اور احکام الٰہی کے بیان کے لئے ضروری ہے اور چونکہ امامت بھی نبوت کی طرح منصب الٰہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے چاہے نبوت اور رسالت کے جلیل القدر عہدہ کے لئے منتخب کرے۔ اسی طرح امامت کے معاملہ میں بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں بلکہ خود پروردگارِ عالم جسے چاہتا ہے اسے اپنے نبی کے ذریعہ محافظِ دین معین کرلیتا ہے

● نیز معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح نبی کے لئے اس کا معصوم ہونا ضروری ہے اسی طرح امام کا معصوم ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر نبی کے لئے احکام الٰہیہ کو ہم تک پہنچانے میں امین اور خطاء ونسیان سے محفوظ ہونا ضروری ہے تو امام کو بھی حفظِ احکام کے لئے امین اور خطاؤنسیان سے محفوظ ہونا بھی واجب ہے تاکہ اس دین کے احکام میں ردوبدل نہ کرے اور چونکہ مقصدِ امامت یہ ہے کہ انسانی دنیا کو منزلِ کمال تک پہنچایا جائے اور نفوسِ بشریہ کو علم وعمل صالح سے سنوارا جائے لہٰذا امام کے لئے بھی علوم، صفات، مکارم اخلاق اور تمام احکام الٰہیہ کی واقفیت کے لحاظ سے سارے زمانہ پر فوقیت رکھنا ضروری ہے اِس

وخلقه لامن قام به وحلّ فيه ؛ ولايرى الله في الآخرة، والعبد خالق لفعله ؛ ومرتكب الكبيرة لامؤمن ولا كافر، واذا مات بلاتوبة يخلد في النار ،ولا كرامات للأولياء ، ويجب على الله رعاية ماهو الأصلح ؛ والأنبياء معصومون، وشارك ابوعلي في هذا كلّه ابا هاشم ثمّ إنفرد عنه بأنّ الله تعالى عالم بذاته بلاايجاب صفة هي علم ولاحالة توجب العالمية، وكونه تعالى سميعاً بصيراً معناه انّه حيّ لاآفة به ويجوز الإيلام للعوض

ومنهم البهشميّة انفرد ابو هاشم عن ابيه بامكان إستحقاق الذمّ والعقاب بلامعصية مع كونه مخالفا للاجماع والحكمة ؛ وبأنّه لاتوبة عن كبيرة مع الإصرار على غيرها عالما بقبحه ؛ ويلزمه ان لايصلح إسلام الكافر مع أدنى ذنب أصرّ عليه ؛ ولاتوبة مع عدم القدرة فلا يصحّ توبة الكاذب عن كذبه بعد ما صار أخرس ؛ ولاتوبة الزاني عن زناه بعد ماجبّ ، ولا يتعلّق علم واحد بمعلومين على التفصيل ؛ ولله أحوال لامعلومة ولامجهولة ولا قديمة ولاحادثة ،قال الآمدي هذا تناقض اذلا معنى لكون الشئ حادثا الاّ انّه ليس قديماً ولا لكونه مجهولا الاّ انّه ليس معلوما

الفرقة الثانية من الفرق الاسلاميّة الشيعة ، وهم الّذين شايعوا عليّاً عليه السلام وقالوا انّه الإمام بعد رسول الله صلى الله عليه وآله بالنصّ ، امّا جليّاً و إمّا خفيّاً :واعتقدوا انّ الإمامة لاتخرج عنه وعن اولاده ؛ فان خرجت فامّا بظلم يكون من غيرهم ، وإمّا ببيعة منه اومن أولاده ، وهم اثنان وعشرون فرقة أصولهم ثلاث فرق ، غلاة ،وزيديّة ، وإماميّة ؛ أمّا الغلاة فثمانية عشر

السبائيّة قال عبدالله بن سبا لعليّ عليه السلام أنت الإله حقّا فنفاه عليّ عليه السلام الى المدائن ، وقيل انّه كان يهوديّا فأسلم ، وكان في اليهوديّة يقول في يوشع بن نون وفى موسى مثل ماقال في عليّ ، وقيل انّه أوّل من أظهر القول بوجوب امامة عليّ ، ومنه تشعبت أصناف الغلاة ؛ وقال ابن سبا انّ عليّاً عليه السلام لم يمت ولم يقتل ؛ وانّما قتل ابن ملجم شيطانا تصوّر بصورة عليّ وعليّ عليه السلام في السحاب ؛ والرعد صوته ،والبرق ضوئه ؛ وانّه ينزل بعد هذا الى الأرض ويملأها عدلا ؛ وهؤلاء يقولون عند سماع الرعد عليك السلام

المكوّن ولا القادر من المقدور عليه ولا الخالق من المخلوق، تعالى الله عن هذا القول علو
كبيراً؛ بل هو الخالق للأشياء لالحاجة ، فاذا كان لالحاجة استحال الحدّ والكيف فيه ؛ فافه
إن شاء الله تعالى،

۷ــ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نصر ، عن محمّد بن حمران ، ع
أسود بن سعيد قال : كنت عند أبي جعفر عليه السلام فأنشأ يقول ابتداء منه من غير أن أسأله: نح
حجّة الله و نحن باب الله و نحن لسان الله و نحن وجه الله و نحن عين الله في خلقه و نحن و
أمر الله في عباده.

پدید آرنده و پدید شده ومیان قادر و آنچه مسخر قدرت است ومیان خالق ومخلوق نماند خدا بسیار بسی
ازاین گفتار ناهنجار برتر است و بدور است بلکه او است که همه چیز را آفریده بی نیاز بدان
چون خلقت او بر پایه بی نیازی از مخلوق است محال است که حدی و یا چگونگی دروی با
خوب بفهم انشاءالله.

شرحــ در این حدیث خدا را از تأثر بحوادث مبرادانسته، عواطف در ممکنات براثر تأث
استکه از مشاهده امورخارج وازاحساسات درآنها پدیدمیشود، از دیدار محبوب شادی وخرسندی
آنها پدید میشود و از دیدار دشمن ترس و بیم و از دیدار ناملائم چون مرگ عزیزان و مناظر
بار افسوس و اندوه و عروض این حالات و بروز این عواطف نشانه چند نقص است در و
انسان و حیوان.

۱ــ انسان در برابر این حوادث مغلوب میشود و خود را از دست میدهد مثلا فوت ولد چون خ
درچشم دل او میخلد؟

۲ــ باطن او تغییر میکند واز حالی بحالی دیگر منتقل میشود و گاهی این تغییر باطن درچه
نمایان میگردد وجسم او هم تحت تأثیر قرار می گیرد وقتی بسختی ترسید رنگش زرد میشود وچون خ
کشید رنگش سرخ میشود.

۳ــ بروز این عواطف وظهور این تبدلات درونی وبیرونی در برخورد باحوادث دلیل ن
احتیاج انسانست باموری خارج ازوجود خود ویا عجز ودرماندگی او ازاموری برابرخود مثلا
محبوب وفرزند ونوکر وانیس ازآن جهت مایه افسوس است که انسان ازیك جهتی بدانها نیازمن
بیم از دشمن برای عجز انسان از مقاومت با او است ؛ پس همه این کیفیات ناشی از حاجت ا
امام در آخر حدیث می فرماید چون خدا خلق را از روی نیاز نیافریده است پس مبرا ازاین ک
و محدودیتها است.

۷ــ أسود بن سعید گوید: من نزد امام صادق (ع) بودم بی آنکه پرسشی کنم آغاز سخن
وفرمود: ما حجت خدائیم، ما باب الله هستیم، ما لسان الله هستیم، ما وجه الله هستیم، ما عین الله هس
میان خلقش ومائیم والیان امرخدا درمیان بندگانش.

الحسن حديث أمير المؤمنين وحديث أمير المؤمنين عليه السلام حديث رسول الله وحديث رسول الله قول الله عزّ وجلّ.

۱۵ــ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن الحسن بن أبي خالد شينولة قلت لأبي جعفر الثاني عليه السلام: جعلت فداك إنّ مشايخنا رووا عن أبي جعفر و أبي عبدالله السّلام وكانت التقيّة شديدة فكتموا كتبهم ولم تروعنهم فلمّا ماتوا صارت الكتب إلينا حدّثوا بها فانّها حقّ.

«((باب التقليد))»

۱ــ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن عبدالله بن يحيى، عن ابن مسكان أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: «اتّخذوا أحبارهم ورهبانهم أرباباً من دون الله» أما والله ما دعوهم إلى عبادة أنفسهم ولو دعوهم ما أجابوهم ولكن أحلّوا لهم حراماً و عليهم حلالاً فعبدوهم من حيث لا يشعرون.

است وحديث حسين حديث حسن (ع) وحديث حسن حديث أمير المؤمنين (ع) وحديث أمير المؤمنين حديث رسولخدا (ص) وحديث رسولخدا (ص) قول خداى عزوجل است.

۱۵ـ ابوخالد شينوله گويد بابى جعفر دوم (امام نهم) گفتم قربانت استادانما از امام امام صادق روايت دارند و چون تقيه سخت بوده كتابهاى خودرا پنهان كردند و از آنها بدست روايت نشده و چون مرده‌اند كتابهاى آنها بدست ما رسيده؟ فرمود آنها را نقل كنيد درست است.

(باب تقليد)

۱ـ ابوبصير گويد بامام ششم عرض كردم كه (در آيه ۲۷ سوره۹) احبار وراهبان و زاهدان) خودرا پروردگار خود گرفتند؟ فرمود بخدا آن ملاها و زاهدها آنها رادعوت كه بيائيد مارا بپرستيد اگرهم دعوت ميكردند از آنها نمى‌پذيرفتند ولى براى آنها فتوى و بسا حرامى را حلال ميكردند و بسا حرامى را حلال و آنها باين حساب ندانسته آنان ميكردند.

شرح: حلال كردن حرام و حرام كردن حلال بردو وجه است:

۱ـ اينكه مرجع تقليد ازروى دليل مجعول و تخمين ومدرك سازى طبق عقل ناقص بشرى حكم كندو آن حكم ازروى ظن و تخمين باشد، در اينصورت بسا باشد كه حلال واقعى را حرام استنباط و حرام واقعى را حلال بنابراين نظر بمقام اثبات دارد.

۲ـ بسا باشد مرجع مذهبى بحساب پيشآمدهاى موافق ميل و هواى نفس خود عنوان تغيير دهد، حلالى را حرام كند چنانچه عمر متعهٔ حج و نساء را حرام كرد، يا حرامى را حلال

١٦ ـ الحسين بن محمّد ؛ ومحمّد بن يحيى ، جميعاً ، عن عليّ بن محمّد بن سعد ، عن محمّد بن م

عن محمّد بن سعيد بن غزوان ، عن عليّ بن الحكم ، عن عمر بن أبان ، عن عيسى بن أبي منصور

سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : نفس المهموم لنا المغتمّ لظلمنا تسبيح وهمّه لأمرنا عبادة ،و ك

لسرّنا جهاد في سبيل الله ، قال لي محمّد بن سعيد : اكتب هذا بالذهب ، فما كتبت شيئاً أحسن م

(باب)

☆(المؤمن وعلاماته وصفاته)☆

١ ـ محمّد بن جعفر ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن عبدالله بن داهر ، عن الحسن بن يحيى ، عن

أبي قتادة الحرّاني ، عن عبدالله بن يونس ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قام رجل يقال له ه

ـ كان عابداً ، ناسكاً ، مجتهداً ـ إلى أمير المؤمنين عليه السلام وهو يخطب ، فقال : ياأمير المؤمنين ص

صفة المؤمن كأنّنا ننظر إليه ؟ فقال :

يا همّام المؤمن هو الكيّس الفطن ، بشره في وجهه ، وحزنه في قلبه ، أوسع شيء ص

وأذلّ شيء نفساً ، زاجر عن كلّ فان ، حاضّ على كلّ حسن ، لاحقود ولا حسود ، ولاوثّ

---

١٦ ـ ازعيسى بن ابى‌منصور گويد: شنيدم امام‌صادق (ع) ميفرمود: نفس كسى كه براى
مهموم است و از ستميكه بر ما شده غمناك است تسبيح است و توجه او بامر ما عبادتست و
نگهدارى او براى ماجهاد درراه خدااست (محمدبن مسلم يكى ازروات خبر) گويد محمدبن سع
(راوى حديث) بمن گفت اين حديث رابا طلابنويس كه چيزى بهتر از آن ننوشتى (ننوشتم خ).

شرح ـ از مجلسى ره ـ «اكتب هذا بالذهب» يعنى باآب طلا وشايد كنايه‌باشد ازشدت‌اه
بدان و حفظ آن و نفيس بودن آن واحتمال دارد كه مقصود اين باشد كه واقعاً بايد آنرا با
طلا نوشت و از نوشتن باآب طلا منعى نرسيده است جز درباره نوشتن قرآن مجيد، چنانچه‌در ك
قرآن بيايد..

(باب)

مؤمن و نشانه‌ها وصفات او

١ ـ ازامام صادق (ع) فرمود كه مردى بنام‌همام عابد وخداپرست و رياضتكش برابر امير
المؤمنين كه سخنرانى ميكرد برخاست و گفت ياامير‌المؤمنين براى ماموٌمن را وصف كن وصفت
را شرح‌بده تا گويا اورا بچشم خود مينگرم درپاسخش فرمود: اى همام مؤمن همان‌زيرك و هوش
است، شاديش درچهره اواست و اندوهش دردل،دلش از همه چيز پهناورتر است ونزد خودازهمه
خوارتر، از هرچه نابودشود گريزانست وبهرچه خوب باشد پويان، نه كينه‌ورز است ونه‌حسود

كيما إن زاد المؤمنون شيئاً ردّهم. وإن نقصوا شيئاً أتمّه لهم.

٣ــ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن ربيع بن محمّد المسلّي، عن عبد
بن سليمان العامري، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: مازالت الأرض إلّا ولله فيها الحجّة، يعرّف الحلا
والحرام و يدعوالناس إلى سبيل الله.

٤ــ أحمد بن مهران، عن محمّد بن عليّ، عن الحسين بن أبي العلاء، عن أبي عبدالله عليه السلام قال
قلت له: تبقى الأرض بغير إمام؟ قال: لا.

٥ــ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن ابن مسكان، عن أبي بصير، ع
أحدهما عليهما السلام قال: قال: إنّ الله لم يدع الأرض بغير عالم ولولا ذلك لم يعرف الحقّ من الباطل

٦ــ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمّد، عن عليّ ب
أبي حمزة، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ الله أجلّ و أعظم من أن يترك الأرض بغ
إمام عادل.

٧ــ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن أبي اُسامة؛ وعليّ ب
إبراهيم، عن أبيه، عن الحسن بن محبوب، عن أبي اُسامة؛ و هشام بن سالم، عن أبي حمزة، ع
أبي إسحاق، عمّن يثق به من أصحاب أمير المؤمنين عليه السلام أنّ أمير المؤمنين عليه السلام قال: اللّهمّ إنّ
لاتخلي أرضك من حجّة لك على خلقك.

٨ــ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن محمّد بن الفضيل، عن أبي حمزة، عن أبي جعف
عليه السلام قال قال: والله ماترك الله أرضاً منذ قبض آدم عليه السلام إلّا و فيها إمام يهتدى به إلى الله و ه

اگر چيزى كاستند براى آنها تكميل كند و رفع نقصان نمايد.

٣ــ عبدالله بن سليمان عامرى از امام صادق (ع) فرمود: زمين هميشه نپايد جز آنكه براى خد
درآن حجتى بايد كه حلال و حرام را بمردم بفهماند و مردم را براه خدا بخواند.

٤ــ حسين بن ابى العلاء گويد از امام صادق (ع) پرسيدم و گفتم بآن حضرت گفتم كه: زمين ب
امام ميماند؟ فرمود، نه.

٥ــ يكى از دو امام (باقر ياصادق ع) فرمود: براستى خدا زمين را بى عالم (امام) نگذارد
اگر جز اين باشد حق از باطل شناخته نشود.

٦ــ امام صادق (ع) فرمود: خدا بزرگوارتر و والاتر است از اينكه زمين را بى امام عادلى وانهد

٧ــ اميرالمؤمنين (ع) فرمود: بارخدايا براستى تو زمين را از حجت خود بر خلقت تهى وانگذارى

٨ــ امام باقر (ع) فرمود بخدا از روزيكه آدم (ع) قبض روح شده خدا! زمينى را وانگذارده ج
آنكه درآن امام و پيشواى دادگسترى بوده است كه بوسيله آن بسوى خدا رهبرى ميشدند و او حج

۸ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة
عن عبدالملك بن أعين، عن أبي جعفر عليه السلام قال : أنزل الله تعالى النصر على الحسين عليه السلام حتّى كان
[ما] بين السماء والأرض ثمّ خيّر: النصر أو لقاء الله فاختار لقاء الله تعالى .

(باب)

أن الائمة يعلمون علم ماكان وما يكون وانه لايخفى عليهم الشيء صلوات الله عليهم

۱ ـ أحمدُ بن محمّد ومحمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر
عن عبدالله بن حمّاد ، عن سيف التمّار قال : كنّا مع أبي عبدالله عليه السلام جماعة من الشيعة في
الحجر فقال : علينا عينٌ ، فالتفتنا يمنة ويسرة فلم نر أحداً فقلنا : ليس علينا عين فقال : ورب
الكعبة وربّ البنيّة ـ ثلاث مرّات ـ لو كنت بين موسى و الخضر لأخبرتهما أنّي أعلم منهما
لأنبأتهما بما ليس في أيديهما ، لأنّ موسى والخضر عليهما السلام اُعطيا علم ما كان ولم يعطيا علم ما
يكون وما هو كائن حتّى تقوم الساعة وقد ورثناه من رسول الله صلى الله عليه وآله وراثة.

۸ـ امام باقر (ع) فرمود : خدا پیروزی را برای حسین (ع) فرود آورد تا میان آسمان
زمین (یعنی آنرا بوی نمود) و مخیر شد میان پیروزی بردشمن و ملاقات خدا . و ملاقات خدا تعالی
اختیار کرد.

(باب)

در اینکه ائمه «ع» هرچه بوده و هرچه میباشد میدانند و آن‌که چیزی بر آنها نهان نماند

۱ـ سیف تمار گوید : جمعی از شیعه بودیم که در حجر (کنار خانه کعبه) خدمت امام صا
(ع) بودیم ،آن‌حضرت فرمود: جاسوسی بر سر ما است، ما براست وچپ نگاه کردیم و کسیرا ندید
و گفتیم جاسوسی برما گمارده نیست ، سه بار فرمود سوگند بپروردگار کعبه و بپروردگار ای
ساختمان همین استکه می گویم، اگر من همراه موسی و خضر بودم بآن‌ها می گفتم که من از آ
اعلمم و بآن‌ها بدانچه در دست نداشتند خبر میدادم ، زیرا بموسی و خضر (ع) علم آنچه بود د
شده بود و بآن‌ها علم آنچه می‌باشد و آنچه خواهد بود تاقیام ساعت نداده بودند ومحققاً ما ازر
خدا آنرا بخوبی ارث بردیم.

شرحـ از مجلسی (ره)ـ مقصود از اینکه علم آنچه می‌باشد بآن‌ها داده نشده یعنی همه
وگرنه داستان غلامیکه رفیق موسی سر اورا برید علم بآینده بود، مگر آنکه گفته شود مقصو
متعلق بچیزهائی استکه بعدموجود شوند وآن کودک موجودبود ..

يكون يـرى في اليقظة و أمّا المحدّث فهو الذي يحدّث فيسمع ولايعاين ولايرى في منامه.

٤ـ أحمدُ بن محمّد، ومحمّدُ بن يحيى، عن محمّدبن الحسين، عن عليّ بن حسّان، عن ابن فضّال، عن عليّ بن يعقوب الهاشمي، عن مروان بن مسلم، عن بريد، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام في قوله عزّ وجلّ: «وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبيّ ولامحدّث» قلت: جعلت فداك ليست هذه قرائتنا فما الرّسول والنبيّ والمحدّث؟ قال: الرسول الذي يظهر له الملك فيكلّمه والنبيّ هو الذي يرى في منامه وربما اجتمعت النبوّة والرّسالة لواحد والمحدّث الذي يسمع الصوت ولايرى الصورة قال: قلت: أصلحك الله كيف يعلم أنّ الذي رأى في النوم حقّ و أنّه من الملك؟ قال: يوفّق لذلك حتّى يعرفه، لقد ختم الله بكتابكم الكتب وختم بنبيّكم الأنبياء.

(باب)

(أن الحجة لاتقوم لله على خلقه الا بامام)

١ـ محمّدُ بن يحيى العطّار، عن أحمد بن محمّد بن عيسى؛ عن ابن أبي عمير، عن الحسن بن محبوب، عن داود الرقّي، عن العبد الصالح عليه السلام قال: إنّ الحجّة لاتقوم لله على خلقه إلّا بامام حتّى يُعرف.

٢ـ الحسينُ بن محمّد، عن معلّى بن محمّد؛ عن الحسن بن عليّ الوشّاء قال: سمعت الرّضا عليه السلام يقول: إنّ أبا عبدالله عليه السلام قال: إنّ الحجّة لاتقوم لله عزّ وجلّ على خلقه إلّا بامام حتّى يُعرف.

باوحديث گويند وشنود ولى معاينه وروبرو بافرشته نشود ودرخواب نه‌بيند.

٤ـ بريد، ازامام باقر وامام صادق (ع) در تفسير قول خداى عزوجل (٥٢ حج) نفرستاديم پيش ازتو رسولى ونه پيغمبرى ونه محدثى. عرضكردم قربانت قرائت مااين نيست بفرمائيد رسول و نبى و محدث چيستند؟ فرمود رسول كسى است كه فرشته باو عيان‌شود وبا اوسخن گويد، پيغمبر آنكسى است كه در خواب بيند وبسا كه نبوت ورسالت براى يكنفر فراهم‌شوند و محدث آنكسى باشد كه صوت را بشنود ولى صورت خود فرشته را نبيند، گويد گفتم؛ اصلحك‌الله، چگونه بداند آنچه در خواب ديده حق‌است واز فرشته‌است، فرمود: توفيق يابد تاآنرا بفهمد، محققاً خدا باكتاب شما كه قرآنست بكتب آسمانى پايان بخشيده وبپيغمبرشماخاتم پيغمبرانست.

(باب)

دراينكه اتمام حجت ازطرف خدا برخلقش ميسر نباشد جز بوجود امام

١ـ عبد صالح (امام كاظم ع) فرمود: راستى كه ازطرف خدا برخلق او اتمام حجت نشود جز بوجود امام تاشناخته شود (زندۀ شناخته‌شده خل).

٢ـ امام‌رضا (ع) ازامام صادق (ع) همين مضمون‌را باز گفته است.

(بــاب)

أن الائمة علیهم‌السلام یعلمون متی یموتون وانهم لایموتون الا باختیار منهم

۱ ــ محمّد بن یحیی ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن سلیمان بن سماعة و عبدالله بن محمّد،ع
عبدالله بن القاسم البطل ، عن أبي بصیر قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : أيّ إمام لایعلم مایصیبه وإل
مایصیر ، فلیس ذلك بحجّة [ا] لله علی خلقه .

۲ ــ عليّ بن إبراهیم ، عن محمّد بن عیسی ، عن الحسن بن محمّد بن بشّار . قال : حدّثن
شیخ من أهل قطیعة الرّبیع من العامّة ببغداد ممّن کان ینقل عنه ، قال : قال لي : قد رأیت
بعض من یقولون بفضله من أهل هذا البیت، فما رأیت مثله قطّ في فضله و نسکه .فقلت له
من ؟ و کیف رأیته ؟ قال: جمعنا أیّام السندي بن شاهك ثمانین رجلاً من الوجوه المنسوب
إلی الخیر ، فأدخلنا علی موسی بن جعفر عليهما السلام فقال لنا السندي : یا هؤلاء اُنظروا إلی ه
الرّجل هل حدث به حدث ؟ فانّ النّاس یزعمون أنّه قد فُعل به و یکثرون في ذلك و ه
منزله و فراشه موسّع علیه غیرمضیّق ولم یرد به أمیرالمؤمنین سوءاً و إنّما ینتظر به أن یق
فیناظر أمیرالمؤمنین و هذا هو صحیح موسّع علیه في جمیع اُموره ، فسلوه ، قال : و نح

(باب)

دراینکه ائمه میدانند کی میمیرند و نمیرند جز باختیار خود

۱ــ امام صادق (ع) فرمود: هرامامی که نداند چه باو میرسد وچه سرانجامی دارداوحجت خد
برخلقش نیست (یعنی امام برحق نیست).

۲ــ حسن‌بن محمدبن بشار گوید: یك شیخی از اهالی قطیعة الربیع (ناحیه آبادی در اطراف
بغداد که منصور عباسی بربیع حاجب داده بود) از عامه بغداد که مرجع نقل روایات واحادیث‌بود
بمن گفت: من یکی از معروفین بفضیلت از خاندان نبوت را دیدم وهرگز در فضل وعبادت بمانند ا
ندیدم ، گفتم،چه کسی‌را میگوئی؟ وچگونه اورادیدی؟ گفت‌زمان‌تصدی سندی‌بن‌شاهك ماها را که‌هشتا
تن از موجهین خیرمند و موثق بغداد بودیم جمعکرد و بحضور موسی‌بن جعفر(ع) برد، سندی‌خود
بما گفت ای آقایان همه خوب باینمرد نگاه کنید و ملاحظه کنید آیا ناگواری و ناراحتی دارد
زیرا مردم معتقدند که شکنجه می‌شود و باو زهر خورانده‌اند و بسیار دراین باره سخن میکنند. ای
منزل و بستراواست که درکمال آسایش‌است و براو سختی و دشواری نیست و امیرالمؤمنین(هارون
هیچ سوء قصدی درباره او ندارد و تنها در انتظار است که از سفر برگردد و با او مناظره کند
این خودصحیح و سالم است ودرکمال آسایش‌درهمه‌امورخود ، ازخود او پرسش کنید، گوید،ماه

٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن عبدالله ، عن ابن مسعود ، عن عبدالله بن إبراهيم الجعفري قال : سمعت إسحاق بن جعفر يقول : سمعت أبي يقول : الأوصياء إذا حملت بهم اُمّهاتهم أصابها فترة شبه الغشية ، فأقامت في ذلك يومها ذلك ، إن كان نهاراً أو ليلتها إن كان ليلاً ، ثمّ ترى في منامها رجلاً يبشّرها بغلام ، عليم ، حليم ، فتفرح لذلك ، ثمّ تنتبه من نومها ، فتسمع من جانبها الأيمن في جانب البيت صوتاً يقول : حملت بخير وتصيرين إلى خير وجئت بخير ، أبشري بغلام ، حليم ، عليم ، وتجد خفّة في بدنها ثمّ لم تجد بعد ذلك امتناعاً من جنبيها وبطنها فاذا كان لتسع من شهرها سمعت في البيت حسّاً شديداً ، فاذا كانت اللّيلة التي تلد فيها ظهر لها في البيت نور تراه لا يراه غيرها إلّا أبوه ، فاذا ولدته ولدته قاعداً وتفتّحت له حتّى يخرج متربّعاً يستدير بعد وقوعه إلى الأرض ، فلا يخطيء القبلة حيث كانت بوجهه ، ثمّ يعطس ثلاثاً يشير بأصبعه بالتحميد ويقع مسروراً مختوناً ورباعيتاه من فوق و أسفل وناباه وضاحكاه، ومن بين يديه مثل سبيكة الذهب نور ويقيم يومه وليلته تسيل يداه ذهباً وكذلك الأنبياء إذا ولدوا وإنّما الأوصياء أعلاق من الأنبياء .

---

٥ ـ اسحاق بن جعفر گوید: شنیدم پدرم (امام صادق ع) میفرمود، چون اوصیاء درشکم مادر قرار گیرند تامدت یکروز بمادر آنها یك سستی دست دهد بمانند بیهوشی یا اگر شب باشد تامدت یکشب و سپس درخواب بیند که یك مژده بخشی اورا به پسری بردبار، مژده میدهد و از آن شاد گردد و ازخواب بیدارشود و از سمت راست خود در خانه ایکه هست آوازی شنود که می گوید بخیر آبستن شدی، سر انجام خیرداری وخیر آوردی، مژده ات باد بپسری بردبار دانشمند ، ودرتن خود یك حال سبکی درك کند وپس از آن دیگرفشاری (اتساعی خ ل) در پهلوها وشکم خود درك نکند وچون نه ماه او بگذرد درخانه حس وجنجال سختی بشنود وچون شبی آید که در آن بزاید درخانه نوری برای اوعیان شود که آن رابیند و دیگری جز پدر امام آنرا نبیند وچون اورا بزاید نشسته باشد و برایش گشایشی شود که چهار زانو بیرون آید و بچرخد روی زمین تا برابر قبله گردد هرسو که باشد سپس سه بار عطسه کند وبا انگشت برای حمد خدااشارت نماید، شاد وختنه شده بدنیا آید، دندانهای چهارمین او (که پهلوی جفت دندان های پیشین است) از بالا وپائین و دندان های نیش او و دو دندان دنبال آنها که ضواحك خوانند (زیرا هنگام خنده ظاهر شوند) برآمده باشد و جلواو نوری باشد که چون شمش طلا بدرخشد و تایکشب وروز ازدو دستش سیل طلا روانست وانبیاء همچنین باشند چون زائیده شوند و همانا اوصیاء آویزه های انبیاء باشند.

شرح ـ از مجلسی (ره) ـ جریان طلا از دو دست او کنایه از درخشیدن و صفا و فروزش آنها است.

٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ؛ عن جميل بن د
قال : روى غيرواحد من أصحابنا أنّه قال : لا تتكلّموا في الامام فانّ الامام يسمع الكلام
في بطن اُمّه فاذا وضعته كتب الملك بين عينيه «وتمّت كلمة ربّك صدقاً وعدلاً لامبدّل لكل
وهوالسميع العليم» فاذا قام بالأمر رفع له في كلّ بلدة منارٌ ينظر منه إلى أعمال العباد .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد قال : كنتُ أنا و ابن فضّال جل
إذ أقبل يونس فقال : دخلت على أبي الحسن الرّضا عليه السلام فقلت له : جعلت فداك قد أ
النّاس في العمود ، قال : فقال لي : يايونس ؛ ماتراه ، أتراه عموداً من حديد يرفع لصاح
قال : قلت : ماأدري ، قال: لكنّه ملكٌ موكّل بكلّ بلدة يرفع الله بهأعمال تلك البلدة ، ق
فقام ابن فضّال فقبّل رأسه وقال : رحمك الله ياأبا محمّد لاتزال تجيء بالحديث الحقّ الذي يفر
الله به عنّا.

٨ ـ عليٌّ بن محمّد ، عن بعض أصحابنا ، عن ابن أبي عمير ، عن حريز ، عن زرارة ،
أبي جعفر عليه السلام قال : للامام عشر علامات : يولد مطهّراً: مختوناً ، وإذا وقع على الأرض و
على راحته رافعاً صوته بالشّهادتين ، ولايجنب ، وتنام عينيه ولا ينام قلبه، ولايتثاءب ولايتمط

٦ـ جمیل بن دراج ازچندتن اصحاب ما روایتکرده استکه آنحضرت فرمود درباره امام سخن نگ
زیرا امام ازوقتی در شکم مادر است سخن را میشنود و چون مادر اورا بزمین نهد ، فرشته میان
دیده او می نویسد «و بکمال رسید کلمه پروردگارت براستی وعدالت تبدیل کننده ای برای کلم
او نیست و اواست شنوا ودانا» وچون بامر امامت قیام کند برای اودرهرشهری مناره‌ای افراشته گر
که بوسیله آن کردار مردم را بنگرد.

٧ـ محمدبن عیسی بن عبید گفت من و ابن فضال نشسته بودیم که یونس آمد و گفت من خد
امام رضا (ع) رسیدم وباو گفتم قربانت مردم درباره عمود سخن بسیار گفته‌اند، گوید بمن فرمود
یونس رأی تو درباره آن چیست؟ نظرت اینستکه یك عمود آهنی است که برای صاحب تو برافراز
عرضکردم، نمیدانم، فرمود، عمود فرشته‌ایستکه بهرشهری گماشته است و خدا بوسیله او کـر
آنشهر را به امام میرساند.

گوید: ابن فضال برخاست و سر اورا بوسید و گفت ای ابامحمد خدایت رحمت کناد تو همی
برای ما حدیث درستی میاوری که بوسیله آن مشکل مارا میگشائی.

٨ـ زراره ازامام باقر (ع) که فرمود برای امام ده نشانه است:

١ـ پاك و ختنه شده متولد گردد .

٢ـ بکف دست برزمین آید وآواز خودرا دروقتیکه نوزاد است بادای شهادتین بلند کند

٣ـ جنب نشود (یعنی باحتلام) .

۷ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عبدالله بن بحر
عن ابن مسكان ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن مسلم قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام
يقول : الأئمّة بمنزلة رسول الله صلى الله عليه وآله إلاّ أنّهم ليسوا بأنبياء ولايحلّ لهم من النساء ما يح
للنبيّ صلى الله عليه وآله فأمّا ماخلا ذلك فهم فيه بمنزلة رسول الله صلى الله عليه وآله .

(باب)

أن الائمة عليهم السلام محدثون مفهمون

۱ ـ محمّدُ بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن القاسم بن محمّد ، عن عبيد بن زرا
قال: أرسل أبوجعفر عليه السلام إلى زرارة أن يُعلم الحكم بن عتيبة أنّ أوصياء محمّد عليه و عليهم السلا
محدّثون .

۲ ـ محمّدٌ ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن زياد بن سوق
عن الحكم بن عتيبة قال : دخلت على عليّ بن الحسين عليهما السلام يوماً فقال : يا حكم هل تدر

معنی اینست که بهر رسولی درزمان حیات او چنین‌دستوری رسیده‌است نه‌مقصود توجه اینخطاب‌خاص
بهمه‌باشددرزمان‌واحدو‌منظوراینست که‌همه‌رسولان‌خداخوش‌خوروخوش‌عمل‌بودند ودربرریاضت کشانی
است که ترك خوراك خوبرا وسیله تقرب‌بحق می‌دانند و گفته شده‌است خطاب متوجه شخص محمد
است وصیغه جمع ازنظر تعظیم است.،

۷ـ محمدبن مسلم گوید، ازامام صادق (ع) شنیدم می‌فرمود: ائمه بجای رسولخدایند(ص) جز
اینکه پیغمبر نیستند وآن شماره اززنها که برای رسولخدا (ص) حلال بودبرای آنها حلال نیست و
در جزاینها بجای رسولخدا باشند.

(باب)

در اینکه ائمه (از غیب) حدیث دریابند و الهام گیرند

۱ـ عبیدبن زراره گوید، امام باقر(ع) فرستاد نزد زرارة تابه حکم‌بن عتیبه اعلام کند که‌اوصیاء
محمد (ص) (ازغیب) درك حدیث کنند.

شرحـ ازمجلسی «ره»حکم ازفقهای عامه واستاد زراره و حمران وطیار بوده‌است پیش‌ازآنکه
آنهاشیعه شوند وخود حکم هم زیدی شده بوده است ومقصود امام ازاین اعلام دعوت اوبوده‌است به
حق تا بداند که زید و امثال او مستحق امـامت و وصایت نیستند ، زیرا حکم می‌دانسته که آنها ب
غیب ربطی ندارند .

۲ـ حکم‌بن عتیبه گوید: روزی خدمت علی‌بن الحسین (ع) رفتم. فرمود: ای‌حکم توآن آیه‌را

الرّسل و عليهم دارت الرّحى : نوح و إبراهيم و موسى و عيسى و محمّد صلّى الله عليه و آل
و على جميع الأنبياء .

٤ـ علي بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن الحسين، عن إسحاق بن عبدالعزيز أبي السفاتج
عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال سمعته يقول: إنّ الله اتّخذ إبراهيم عليه السلام عبداً قبل أن يتّخذ
نبيّاً و اتّخذه نبيّاً قبل أن يتّخذه رسولاً و اتّخذه رسولاً قبل أن يتّخذه خليلاً و اتّخذه خليلاً
قبل أن يتّخذه إماماً فلمّا جمع له هذه الأشياء ـ وقبض يده ـ قال له: يا إبراهيم إنّي جاعلك
للناس إماماً ، فمن عظمها في عين إبراهيم قال : يا ربّ و من ذرّيّتي، قال: لا ينال عهدي الظالمين

☆(باب)☆

((الفرق بين الرسول والنبى والمحدث))

١ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن ثعلبة بن ميمون
عن زرارة قال: سألت أباجعفر عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ: «و كان رسولاً نبيّاً» ما الرّسول
ما النبيّ؟ قال : النبيّ الّذي يرى في منامه و يسمع الصوت ولا يعاين الملك و الرّسول الّذي
يسمع الصوت و يرى في المنام و يعاين الملك . قلت الامام ما منزلته ؟ قال: يسمع الصوت ولا ير

باشند و آنان اولو العزم رسولانند و قطب نبوت و رسالت بر آنها ميچرخد، نوح و ابراهيم و موسى
و عيسى و محمد (ص) .

٤ـ جابر گويد ازامام باقر (ع) شنيدم كه ميفرمود براستى خدا ابراهيم را بندگى خود پذيرفت
پيش از آنكه اورا پيغمبر خود نمايد و پيغمبرش گرفت پيش از آنكه رسولش سازد و برسالتش بر گزيد
پيش از آنكه خليل خودش گيرد و خليل خودش نمود پيش از آنكه امام گيردش و چون همه اين مقامات
براى او فراهم نمود (و كف خودرا براى نمودن جميع مقامات بهم بست) باو فرمود: اى ابراهيم ،
راستى من تورا براى مردم امام ساختم، ازپس اين مقام بنظر ابراهيم بزرك آمد، عرضكرد؛ پروردگا
و از نژاد من هم؟ خدا فرمود عهد من بستمكاران نرسد

☆(باب)☆

فرق ميان رسول و نبى ومحدث

١ـ زراره گويد ازامام باقر (ع) پرسيدم ازقول خداى عزوجل (٥٤ سوره مريم) «و بود رسول پيغمبر
رسول چيست و پيغمبر چيست؟ فرمود پيغمبر كسى است كه در خواب ميبيند و آواز رامیشنود و فرشته
بچشم نبيند و رسول كسى است كه آواز فرشته را بشنود و در خواب ببيند و فرشته را هم بچ
بنگرد ، گفتم امام چه مقامى دارد ؟ گفت آواز فرشته را مى‌شنود و رؤيا و معاينهٔ فرشته ندار
سپس اين آيه را خواند (٥٢ حج) و نفرستاديم پيش از تو هيچ رسولى و هيچ پيغمبرى و

ولايعاين الملك، ثمّ تلاهذه الآية: وماأرسلنامن قبلك من رسول ولانبيّ ولامحدّث

٢ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار قال : كتب الحسن بن العبّا
المعروفي إلى الرّضا عليه السلام : جعلت فداك أخبرني ماالفرق بين الرّسول والنبيّ والامام؟ قا
فكتب أو قال : الفرق بين الرّسول والنبيّ والامام أنّ الرّسول الذي ينزل عليه جبرئـ
فيراه و يسمع كلامه و ينزل عليه الوحي و ربما رأى في منامه نحو رؤيا إبراهيم عليه السلام و النـ
ربّما سمع الكلام و ربّما رأى الشخص و لم يسمع والامام هو الذي يسمع الكلام
يرى الشخص

٣ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن محبوب، عن الأحول قال: سألت أباجع
عليه السلام ، عن الرّسول والنبيّ والمحدّث، قال: الرّسول الذي يأتيه جبرئيل قبلاً فيراه ويكلّمه ف
الرّسول وأمّا النبيّ فهو الذي يرى في منامه نحو رؤيا إبراهيم عليه السلام و نحو ما كان ر
رسول الله صلّى الله عليه وآله من أسباب النبوّة قبل الوحي حتّى أتاه جبرئيل عليه السلام من عندالله بالرّسالة وكان
صلّى الله عليه وآله حين جمع له النبوّة و جاءته الرسالة من عندالله يجيئه بها جبرئيل ويكلّمه بها قبلاً و
الأنبياء من جمع له النبوّة و يرى في منامه و يأتيه الرّوح و يكلّمه و يحدّثه، من غير

محدثـي ـ دنبال آیه این است ـ جز اینکه اگر خود را بدست آرزو سپرد شیطان درآرزوی
مداخله کرد.

تنبیه ـ کلمه محدث درقرآن نیست ـ بعضی گفته‌اند که درقرائت اهلبیت وارداست ـ وممکنست
اینجا بعنوان تفسیر وتاویل آنرا اضافه کرده باشد.

۲ـ حسن بن عباس معروفی بامام رضا(ع) نوشت: قربانت، بفرمائید که فرق میان رسول ونبی
امام چیست؟ گوید: درپاسخ نوشت یافرمود: فرق میان رسول ونبی وامام اینست که رسول کسی است
جبرئیل براو نازل شود و اورا ببیند و سخنش را هم بشنود و بدو وحی فرود آورد وبسا باشد که
خواب بیند، چون خواب ابراهیم(ع) نبی بسا همان کلام بشنود وچیزی نبیند وبسا شخص را بیند وچیز
نشنود، امام کسی باشد که کلام فرشته را بشنود وشخص اورا نبیند.

۳ـ احول گوید: از امام باقر(ع) پرسیدم از رسول ونبی ومحدث، فرمود: رسول آنکس باش
که جبرئیل برابرش آید واورا بیند وبا او سخن کند، این شخص رسول است، پیغمبر آنکس است
درخواب بیند چون رؤیای ابراهیم وچون خوابیکه رسولخدا (ص) پیش ازدریافت وحی نسبت بوسا
و اسباب نبوت میدید، تاوقتی جبرئیل ازنزد خدا پیش او برسالت آمد وپیغمبر پس از اینکه نبو
برای او فراهم شد ورسالت از طرف خدا دریافت باین مقام رسید که جبرئیل برابر اومیآمد وروبر
باوسخن میگفت، بعضی از پیغمبرانند که نبوت برای آنها فراهم شود، در خواب بیند وروح نزد
آید وبااو سخن کند وباو بازگو کند بی آنکه دربیداری فرشته را بیند ولی محدث کسی است

علي بن إبراهيم عن أبيه عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثله .

٤- علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس بن عبدالرحمن، عن أبي جع[فر] الأحول ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يسع الناس حتى يسألوا و يتفقهوا و يعرفوا إمامهم و يسعهم أن يأخذوا بما يقول وإن كان تقية .

٥- علي ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عمن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسو[ل] الله صلى الله عليه وآله: أف لرجل لايفرغ نفسه في كل جمعة لأمر دينه فيتعاهده ويسأل عن دينه، وفي رو[اية] أخرى لكل مسلم .

٦- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبد[الله] عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إن الله عز وجل يقول: تذاكر العلم بين عبادي مما تحيى عليه القل[وب] الميتة إذا هم انتهوا فيه إلى أمري.

٧- محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن محمد بن سنان ، عن أبي الجارود قا[ل] سمعت أباجعفر عليه السلام يقول رحم الله عبداً أحيا العلم قال: قلت: وما إحياؤه؟ قال : أن يذاكر [به] أهل الدين و أهل الورع .

٨- محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد ، عن عبدالله بن محمد الحجال، عن بعض أصحابه رفعه [قال] قال رسول الله صلى الله عليه وآله ، تذاكروا و تلاقوا و تحدثوا فان الحديث جلاء للقلوب إن القلوب لتر[ين] كما يرين السيف و جلاؤها الحديث .

---

٤ ـ فرمود مردم را نمیرسد جز اینکه بپرسند و دین را بفهمند و امام خود را بشناسند [و] آنها رواست که بهرچه گوید عمل کنند گرچه ازروی تقیه گفته باشد .

٥ ـ رسول خدا (ص) فرمود تف بر مردی که خود را در هر روز جمعه آماده نمیکند ب[رای] امر دین خود تابدان متوجه شود، ازامردینش پرسش کند ـ در روایت دیگراست که تف برهرمسل[مانی]

٦ ـ رسول خدا فرمود براستی خدای عز وجل میفرماید مذاکره علم میان بندگانم و[سیله] زنده شدن دلهای مرده است در صورتی که در مذاکرات خود مرا منظور دارند .

٧ ـ ابی الجارود گوید شنیدم امام باقر (ع) میفرمود خدارحمت کند بنده ای را که علم را[زنده] میکند ، گفتم زنده کردنش چیست ؟ فرمود باینکه آنرا با دینداران و اهل ورع مذاکره کند .

٨ ـ رسول خدا فرمود علم را مورد مذاکره سازید، باهم ملاقات کنید و باز گو کنید، زیرا ح[دیث] وسیله زلال کردن دلها است که زنگ زده، براستی دلها زنگ گیرد چنانچه شمشیر زنگ گیرد و [زلال] کردن و جلای دلها به حدیث گفتن است .

رکھا اور انھیں بھی اسی طرح دشمنوں کے شر سے محفوظ کر دیا جس طرح حضرت عیسیٰؑ کو محفوظ کیا تھا (۳) یہ مسلمات اسلامی سے ہے کہ زمین حجت خدا اور امام زمانہ سے خالی نہیں رہ سکتی (اصول کافی ۱۰۳ طبع نولکشور) چونکہ حجت خدا اُس وقت امام مہدی کے سوا کوئی نہ تھا، اور انھیں دشمن قتل کر دینے پر تُلے ہوئے تھے اس لیے انھیں محفوظ و مستور کر دیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ حجت خدا کی وجہ سے بارش ہوتی ہے اور انھیں کے ذریعہ سے روزی تقسیم کی جاتی ہے (بحار) (۴) یہ مسلّم ہے کہ حضرت امام مہدی جملہ انبیاء کے مظہر تھے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ انھیں کی طرح اُن کی غیبت بھی ہوتی یعنی جس طرح بادشاہ وقت کے مظالم کی وجہ سے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عہد حیات میں مناسب مدت تک غائب رہ چکے تھے۔ اسی طرح یہ بھی غائب رہتے۔ (۵) قیامت کا آنا مسلّم ہے اور واقعہ قیامت میں امام مہدی کا ذکر بتاتا ہے کہ آپ کی غیبت مصلحت خداوندی کی بناء پر ہوئی ہے (۶) سورۂ انا انزلناہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ شب قدر میں ہوتا رہتا ہے یہ ظاہر ہے کہ نزول ملائکہ انبیاء و اوصیاء ہی پر ہوا کرتا ہے۔ امام مہدی کو اس لیے موجود اور باقی رکھا گیا ہے تاکہ نزول ملائکہ کی مرکزی غرض پوری ہو سکے، اور شب قدر میں انھیں پر نزول ملائکہ ہو سکے۔ حدیث میں ہے کہ شب قدر میں سال بھر کی روزی وغیرہ امام مہدی تک پہنچا دی جاتی ہے اور وہی اُسے تقسیم کرتے رہتے ہیں (۷) حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ عام لوگ اُس حکمت و مصلحت سے واقف نہ ہوں۔ غیبت امام مہدی اُسی طرح مصلحت و حکمت خداوندی کی بناء پر عمل میں آئی ہے۔ جس طرح طواف کعبہ، رمی جمرہ وغیرہ ہے، جس کی اصل مصلحت خداوند عالم ہی کو معلوم ہے (۸) امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمانا ہے کہ امام مہدی کو اس لیے غائب کیا جائے گا تاکہ خداوند عالم اپنی ساری مخلوقات کا امتحان کر کے یہ جانچے کہ نیک بندے کون ہیں اور باطل پرست کون لوگ ہیں (اکمال الدین) (۹) چونکہ آپ کو اپنی جان کا خوف تھا اور یہ طے شدہ ہے کہ "من خاف علی نفسہ احتاج الی الاستتار" کہ جسے اپنے نفس اور اپنی جان کا خوف ہو وہ پوشیدہ ہونے کو لازمی جانتا ہے۔ (المرتضیٰ) (۱۰) آپ کی غیبت اس لیے واقع ہوئی ہے کہ خداوند عالم ایک وقت معین میں آل محمدؐ پر جو مظالم کئے گئے ہیں۔ ان کا بدلہ امام مہدی کے ذریعہ سے لے گا یعنی آپ عہد اوّل سے لے کر بنی اُمیہ اور بنی عباس کے ظالموں سے مکمل بدلہ لیں گے۔ (اکمال الدین)۔

غیبت امام مہدی جفر جامعہ کی روشنی میں

علامہ شیخ قندوزی بلخی حنفی رقمطراز ہیں کہ سدیر صیرفی کا بیان ہے کہ

ظہور کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ لوگ فرامین پیغمبر اور ائمہ علیہم السلام کی تکذیب کر رہے اور عوام مسلم بلا وجہ اعتراضات کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور شاید اسی وجہ سے مشہور ہے کہ جب دنیا میں چالیس مومن کامل رہ جائیں گے۔ تب آپ کا ظہور ہوگا۔ (۴) حضرت خضر جو زندہ اور باقی ہیں اور قیامت تک زندہ اور موجود رہیں گے۔ انھیں کی طرح حضرت امام مہدی بھی زندہ اور باقی ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے اور جب کہ حضرت خضر کے زندہ اور باقی رہنے میں مسلمانوں کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت امام مہدی کے زندہ اور باقی رہنے میں بھی کوئی اختلاف کی وجہ نہیں ہے۔

غیبتِ صغریٰ و کبریٰ اور آپ کے سفرا

آپ کی غیبت کی دو حیثیت تھی، ایک صغریٰ اور دوسری کبریٰ، غیبت صغریٰ کی مدت ۷۰ یا ۷۴ سال تھی۔ اس کے بعد غیبتِ کبریٰ شروع ہوگئی۔ غیبت صغریٰ کے زمانہ میں آپ کا ایک نائب خاص ہوتا تھا۔ جس کے زیر اہتمام ہر قسم کا نظام چلتا تھا۔ سوال و جواب، خمس و زکوٰۃ اور دیگر مراحل اسی کے واسطے طے ہوتے تھے مخصوص مقامات محروسہ میں اسی کے ذریعہ اور سفارش سے سفراء مقرر کیے جاتے تھے۔

سب سے پہلے جنھیں نائب خاص ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کا نام نامی واسم گرامی حضرت عثمان بن سعید عمری تھا۔ آپ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے معتمد خاص اور اصحاب خلص میں سے تھے۔ آپ قبیلہ بنی اسد سے تھے آپ کی کنیت ابو عمر تھی، آپ سامرہ کے قریہ عسکر کے رہنے والے تھے۔ وفات کے بعد آپ بغداد میں دروازہ جبلہ کے قریب مسجد میں دفن کیے گئے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد بحکم امام علیہ السلام آپ کے فرزند، حضرت محمد بن عثمان بن سعید اس عظیم منزلت پر فائز ہوتے، آپ کی کنیت ابو جعفر تھی۔ آپ نے اپنی وفات سے ۲ ماہ قبل اپنی قبر کھدوا دی تھی، آپ کا کہنا تھا کہ میں یہ اس لیے کر رہا ہوں کہ مجھے امام علیہ السلام نے بتا دیا ہے اور میں اپنی تاریخ وفات سے واقف ہوں۔ آپ کی وفات جمادی الاول ۳۰۵ھ میں واقع ہوئی اور آپ ماں کے قریب بمقام دروازہ کوفہ سرِ راہ دفن ہوئے۔

پھر آپ کی وفات کے بعد بواسطہ مرحوم حضرت امام علیہ السلام کے حکم سے حضرت حسین بن روح اس منصب عظیم پر فائز ہوئے۔ جعفر بن محمد بن عثمان سعید کا کہنا ہے کہ میرے والد حضرت محمد بن عثمان نے میرے سامنے حضرت حسین بن روح کو اپنے بعد اس منصب کی ذمہ داری کے متعلق امام علیہ السلام کا پیغام پہنچایا تھا۔ حضرت حسین بن روح کی کنیت ابو القاسم تھی آپ محلہ نوبخت کے رہنے والے تھے آپ خفیہ طور پر ممالک اسلامیہ کا دورہ کیا کرتے تھے۔ آپ دونوں فرقوں کے نزدیک معتمد، ثقہ، صالح

ظہور کے بعد

ظہور کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوں گے۔ ابر کا سایہ آپ کے سرِ مبارک پر ہوگا، آسمان سے آواز آتی ہوگی کہ "یہی امام مہدی ہیں" اُس کے بعد آپ ایک منبر پر جلوہ افروز ہوں گے۔ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیں گے اور دینِ حق کی طرف آنے کی سب کو ہدایت فرمائیں گے۔ آپ کی تمام سیرت پیغمبرِ اسلام کی سیرت ہوگی اور انہیں کے طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے۔ ابھی آپ کا خطبہ جاری ہوگا کہ آسمان سے جبرئیل و میکائیل آکر بیعت کریں گے، پھر ملائکہ آسمانی کی عام بیعت ہوگی۔ ہزاروں ملائکہ کی بیعت کے بعد وہ ۳۱۳ مومنین بیعت کریں گے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکے ہوں گے۔ پھر عام بیعت کا سلسلہ شروع ہوگا۔ دس ہزار افراد کی بیعت کے بعد آپ سب سے پہلے کوفہ تشریف لے جائیں گے، اور دشمنانِ آلِ محمدؐ کا قلع قمع کریں گے۔ آپ کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ ہوگا جو اژدھے کا کام کرے گا اور تلوار حمائل ہوگی۔ (عین الحیات مجلسی ص ۹۲) تواریخ میں ہے کہ جب آپ کوفہ پہنچیں گے تو کئی ہزار کا ایک گروہ آپ کی مخالفت کے لیے نکل پڑے گا، اور کہے گا کہ ہمیں بنی فاطمہ کی ضرورت نہیں، آپ واپس جائیے یہ سُن کر آپ تلوار سے اُن سب کا قصہ پاک کر دیں گے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ جب کوئی بھی دشمن آلِ محمدؐ اور منافق وہاں باقی نہ رہے گا تو آپ ایک منبر پر تشریف لے جائیں گے اور واقعہ کربلا کا ذکر کریں گے یعنی مجلسِ حسینؑ پڑھیں گے۔ اُس وقت لوگ محوِ گریہ ہو جائیں گے اور کئی گھنٹے تک رونے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر آپ حکم دیں گے کہ مشہدِ حسینؑ تک نہرِ فرات کاٹ کر لائی جائے اور ایک مسجد کی تعمیر کی جائے۔ جس کے ایک ہزار در ہوں، چنانچہ ایسا ہی کیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ زیارت سرورِ کائنات کے لیے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے۔ (اعلام الوریٰ ص ۲۶۳، ارشاد مفید ص ۵۳۲ نور الابصار ص ۱۵۵)۔

قدوۃ المحدثین شاہ رفیع الدین رقمطراز ہیں کہ حضرت امام مہدیؑ جو علمِ لدنی سے بھرپور ہوں گے جب مکہ سے آپ کا ظہور ہوگا اور اس ظہور کی شہرت اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلے گی تو افواج مدینہ و مکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گی اور شام و عراق و یمن کے ابدال اور اولیاء خدمت شریف میں حاضر ہوں گے اور عرب کی فوجیں جمع ہو جائیں گی، آپ اُن تمام لوگوں کو اُس خزانہ سے مال دیں گے جو کعبہ سے برآمد ہوگا۔ اور مقام خزانہ کو "تاج الکعبہ" کہتے ہوں گے، اسی اثنا میں ایک شخص خراسانی عظیم فوج لے کر حضرت کی مدد کے لیے مکہ معظمہ کو روانہ ہوگا۔ راستے میں اس لشکرِ خراسانی کے مقدمۃ الجیش کے کمانڈر منصور سے نصرانی فوج کی ٹکر ہوگی، اور خراسانی لشکر نصرانی فوج کو پسپا کرکے

هالة، ثمّ تزوّجها رسول الله صلى الله عليه وآله وهذا الاختلاف لا أثر له لأنّ عثمان في زمن النبي صلى الله عليه وآله قدكان ممّن اظهر الاسلام وأبطن النّفاق وهو صلى الله عليه وآله وسلم قدكان مكلّفا بظواهر الأوامر كحالنا نحن ايضاً وكان يميل الى مواصلة المنافقين رجآء الأيمان الباطني منهم، مع انّه صلى الله عليه وآله وسلم لواراد الايمان الواقعي لكان أقلّ قليل، فانّ أغلب الصّحابة كانوا على النّفاق لكن كانت نار نفاقهم كامنة في زمنه، فلمّا إنتقل الى جوار ربّه برزت نار نفاقهم لوصيّه ورجعوا القهقرى، ولذا قال عليه السلام إرتدّ النّاس كلّهم بعد النبي صلى الله عليه وآله إلاّ أربعة سلمان وأبوذر والمقداد وعمّار وهذا ممّا لااشكال فيه.

وانّما الاشكال في تزويج علي عليه السلام أمّ كلثوم لعمر بن الخطّاب وقت تخلّفه (١) لأنّه قد ظهرت منه المناكير وارتدّ عن الدّين إرتدادا أعظم من كلّ من ارتدّ، حتّى انّه قدوردت في روايات الخاصّة أنّ الشيطان يغلّ بسبعين غلاّ من حديد جهنّم ويساق الى المحشر فينظر ويرى رجلا أمامه تقوده ملائكة العذاب وفي عنقه مائة وعشرون غلاّ من أغلال جهنّم فيدنو الشيطان اليه ويقول ما فعل الشقي حتّى زاد عليّ في العذاب

☆ فماتت بها وتزوج عثمان بعدها أختها أم كلثوم وتوفيت عنده وقيل تزوج عثمان اولا أم كلثوم ولم يدخل بها حتى توفيت ثم تزوج رقيه مكانها وتزوج أبوالعاص بن ربيعة زينب وتزوج أمير المؤمنين عليه السلام فاطمة سيدة نساء العالمين عليها السلام

وجمع من أهل البحث والتنقيب من علماء الاسلام قالوا ان خديجة ع‍ س كانت عذراء ولم يتزوجها أحد قبل رسول الله صع ورقية وزينب كانتا ابنتي هالة أخت خديجة من أمها وكان عمرها عند ماتزوجها رسول الله صع ثمان وعشرين سنة ورسول الله صع في الخامسة والعشرين قال المؤرخ الفقيه ابن العماد الحنبلي في شذرات الذهب (ورجح كثيرون أنها ابنة ثمان وعشرين) أنظر ج ١ ص ١٤ ط مصر وهذا القول أقرب الى التحقيق والله العالم

(١) ومما هو جدير بالذكر هنا ان الشيخ الاعظم رئيس المذهب الشيخ المفيد قدس سره أنكر تزويج عمر أم كلثوم في (المسائل السروية) وقال: ان الخبر الوارد بتزويج أمير المؤمنين ع‍ س ابنته من عمر لم يثبت وطريقته من الزبير بن بكار ولم يكن موثوقا به في النقل وكان متهما فيما يذكره من بغضه لامير المؤمنين ع‍ س وغير مأمون والحديث نفسه مختلف فتارة يروى أن أمير المؤمنين ع‍ س تولى العقد له على ابنته وتارة يروى عن العباس انه تولى ذلك عنه وتارة يروى انه كان عن اختيار وايثار وتارة يروى انه لم يقع العقد الا بعد وعيد عن عمر وتهديد لبني هاشم. ☆

وانا اغويت الخلق وأوردتهم مواردالهلاك ، فيقول عمر للشيطان مافعلت شيئاً سوى انّى غصبت خلافة على بن ابيطالب ، والظّاهر انّه قداستقلّ سبب شقاوته ومزيد عذابه، ولم يعلم أنّ كلّ ماوقع فى الدّنيا الى يوم القيامة من الكفر و النّفاق و إستيلاء أهل الجور والظلم إنّما هو من فعلته هذه ، وسيأتى لهذا مزيد تحقيق انشاءالله تعالى .

فاذا إرتد على هذا النحو من الارتدار فكيف ساغ فى الشريعة مناكحته وقد حرّم الله تعالى نكاح أهل الكفر والأرتداد واتّفق عليه علماء الخاصّة

فنقول قدتفصّى الأصحاب عن هذا بوجهين عامّى وخاصّى

امّا الأوّل فقد إستفاض فى أخبارهم عن الصادق عليه السلام لمّا سئل عن هذه المناكحة فقال انّه اوّل فرج غصبناه ،وتفصيل هذا أنّ الخلافة قدكانت أعزّ على امير المؤمنين عليه السلام من الأولاد والبنات والأزواج والأموال ، وذلك لأنّ بها إنتظام الدّين وإتمام السنّة ورفع الجور وإحياء الحقّ وموت الباطل ، وجميع فوائد الدّنيا والاخرة ، فاذا لم يقدر على الدفع عن مثل هذا الأمر الجليل الّذى ماتمكّن من الدفع عنه زمان معاوية وقد بذل عليه الأرواح وسفك فيه المهج ، حتّى أنّه قتل لأجله ستّين ألفاً فى معركة صفّين وقتل من عسكره عشرون ألفا ،وواقعة الطفوف أشهر من أن تذكر ، فاذا قبلنا منه العذر فى ترك هذا الأمر الجليل وقدكان معذورا كماسيأتى الكلام فيه عند ذكر أسباب تقاعده عليه السلام عن الحرب فى زمان الثلاثة انشاءالله تعالى ، والتقية باب فتحه الله سبحانه للعباد وأمرهم بارتكابه وألزمهم به ، كما اوجب عليهم الصلوة والصيام حتّى أنّه ورد عن الأئمّة الطاهرين عليهم

☆ ثم بعض الرواة يذكر ان عمر اولدها ولداً سماه زيداً وبعضهم يقول ان لزيد بن عمر عقباً ومنهم من يقول انه قتل ولاعقب له ومنهم من يقول انه وأمه قتلا ومنهم من يقول ان أمه بقيت بعده ومنهم من يقول ان عمر امهر أم كلثوم اربعين ألف درهم ومنهم من يقول أمهرها أربعة آلاف درهم ومنهم من يقول كان مهرها خمسمائة درهم وهذا الاختلاف مما يبطل الحديث ثم انه لوصح لكان له وجهان لاينافيان مذهب الشيعة فى ضلال المتقدمين على أمير المؤمنين ع‌ س انظر الى آخر ماذكره قدس سره فى المجلد التاسع من البحار ص ٦٢٥ ط أمين الضرب وللسيد المرتضى علم الهدى قدس سره ايضاً تحقيقات يناسب المقام فى كتابه النفيس القيم (الشافى) فراجع .

مع النفاق وأمّا قولكما : إنّي أشجع فرسان العرب و هربكما من لعني و دعائي ، فان لكل
موقف عملاً إذا اختلفت الأسنّة وماجت لبود الخيل و ملا سحرا كما أجوافكما ، فثمّ يكفيني
الله بكمال القلب ؛ وأمّا إذا أبيتما بأنّي أدعوالله فلا تجزعا من أن يدعوعليكما رجل ساحر
من قوم سحرة زعمتما ؛ اللّهمّ أقعص الزبير بشرّ قتلة و اسفك دمه على ضلالة و عرّف طلح
المذلّة و ادّخرلهما في الآخرة شرّاً من ذلك ، إن كانا ظلماني و افتريا عليّ و كتما شهادتهم
و عصياك وعصيا رسولك فيّ ، قل : آمين ، قال خداش : آمين ، ثمّ قال خدّاش لنفسه : والله
رأيت لحية قطّ أبين خطأً منك ، حامل حجّة ينقض بعضها بعضاً ، لم يجعل الله لها مساكاً أ
أبرأ إلى الله منهما، قال عليّ عليه السلام : ارجع إليهما و أعلمهما ماقلت ، قال : لا والله حتّى تسأ
الله أن يردّني إليك عاجلاً وأن يوفّقني لرضاه فيك ، ففعل فلم يلبث أن انصرف و قتل مع
يوم الجمل رحمه الله .

است در دفاع ازتو تاهم مشرك باشيد وهم منافق؛ اينكه گفتيد من اشجع فارسان عربم و از ترس و نفرين
گريزانيد، بايد بدانيد كه هرموقفى عملى دارد (هرسخن جائى و هر نكته مقامى دارد) وقتى كه نيز
ها درهم شود و زين اسب سواران موج زند و ششهاى شما از ترس در درونتان باد كند آنجا است
كه خدا با دل آرام يار من است و اگر از همين نگرانيد كه من بشما نفرين ميكنم ، از اينك
مرد جادو گرى در باره شما نفرين كند و بعقيده شما از خاندان جادو گرى هم باشد چ
ترسى داريد ؟

بار خدايا زبير را بيدترين قتلى بكش و بگمراهى خونش را بريز و طلحه را خوار گردان
در آخرت بدتر از اين براى آنها ذخيره كن براى آنكه بمن ستم كردند، وبرمن افترا بستند
گواهى خود را درباره من كتمان كردند و تو را و رسولت را نافرمانى كردند نسبت بمن، بگ
آمين خدايا مستجاب كن.

خداش آمين گفت و با خود گفت بخدا هر گز ريش خطا كارترى چون خود نديدم كه بيا
احتجاج آورد و همه ضد و نقيض باشد و خدا آن را قابل تمسك نكرده باشد ، من بخدا از آن
تن بيزارم .

على(ع)ــ بر گرد و پاسخ پيام آنها را برسان.

خداش ــ نه بخدا تااينكه از خدا درخواست كنى مرا بزودى بشما بر گرداند و موفق دارد
رضايت اورا نسبت بشما فراهم كنم.

على (ع) دعا كرد و لختى نشد كه بر گشت خدمت آن حضرت و با او بود و روز جنك جم
كشته شد رحمه الله.

شرحــ از مجلسى (ره) خدا دعاى آن حضرت را درباره هر دو مستجاب كرد، زيرا زبير

على الأئمّة واحداً بعد واحد « تتنزّل عليهم الملائكه ألّا تخافوا ولا تحزنوا وأبشروا بال
التي كنتم توعدون» .

٤١ ـ الحسينُ بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن محمّد بن الفضيل
أبي حمزة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام ، عن قول الله تعالى : « قل إنّما أعظكم بواح
فقال : إنّما أعظكم بولاية عليّ عليه السلام هي الواحدة التي قال الله تبارك و تعالى : «
أعظكم بواحدة» .

٤٢ ـ الحسينُ بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن محمّد بن اُورمة ، و عليّ بن عبدالله
عليّ بن حسّان ، عن عبدالرحمن بن كثير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ :
الذين آمنوا ثمّ كفروا ثمّ آمنوا ثمّ كفروا ، ثمّ ازدادوا كفراً » «لن تقبل توبتهم » ق
نزلت في فلان وفلان وفلان، آمنوا بالنبيّ صلّى الله عليه وآله وسلّم في أوّل الأمر وكفروا حيث عرضت ع
الولاية ، حين قال النبيّ صلّى الله عليه وآله : من كنت مولاه فهذا عليّ مولاه ، ثمّ آمنوا بالبيعة لأ
المؤمنين عليه السلام ثمّ كفروا حيث مضى رسول الله صلّى الله عليه وآله ، فلم يقرّوا بالبيعة ، ثمّ ازدادوا ك
بأخذهم من بايعه بالبيعة لهم فهؤلاء لم يبق فيهم من الايمان شيءٌ .

کردند به پیروی ائمه یکی بعد از دیگری **فرود شوند بر آنها فرشته‌ها که نترسید و اند**
نکنید ومژده گیرید ببهشتی که بشما وعده دادند

٤١ ـ از ابی‌حمزه گوید پرسیدم از امام باقر (ع) ازقول خداتعالی (٤٦ ـ السباء) بگو (
محمد) همانا یگانه پندرا بشما می‌دهم فرمود ، همانا بشما پند میدهم بولایت علی (ع) اینست ه
پند یگانه که خدا تبارك وتعالی فرماید ، همانا یگانه پندرا بشما میدهم

٤٢ ـ ازامام صادق (ع) درقول خدا عزوجل (١٣٧ ـ النساء) براستی کسانی که ایمان آورد
وسپس کافرشدند ، سپس ایمان آوردند وبازهم کافرشدندوسپس بر کفر خود افزودند ـ خدا توبه‌ی
آنها نیست وآنهارا نیآمرزد ـ فرمود درباره فلان‌وفلان وفلان نازل‌شده که درآغازکار اسلام بپیغ
ایمان آوردند وچون ولایت علی برآنها پیشنهاد شد وپیغمبر فرمود : هر که‌رامن آقا ومولایم ا
علی آقا ومولا است کافر شدند وسپس به بیعت باعلی (ع) ایمان آوردند وچون پیغمبر (ص) وف
کرد بازهم بدان‌بیعت کافرشدند وبوسیله اخذبیعت‌برای‌خوداز کسانی که با علی (ع) بیعت کرده‌بود
بکفر خود افزودند ، آنانند که هیچ چیزی از ایمان درآنهانماند

شرح ـ ازمجلسی (ره) جمله‌ای ازآیه ٩٠ آل عمران بآخر این آیه افزوده شد که **لن تقب**
توبتهم باشد برای آگاه کردن بر اینکه مورد نکوهش درهر دوآیه یکی است وهر کدام مف
دیگرند ولن تقبل توبتهم بجای لم‌یکن‌الله لیغفر لهم‌آمده است . .

حیدر " کی طرح کا کوئی نشان ان بزرگ سے منسوب کیا جاسکے ۔۔۔۔ کچھ حیرت انگیز صفات تو ہم بتا سکتے ہیں لیکن یہ آپکو ملول کردیں گی ۔۔۔ ان حضرات کی سب سے بڑی صفت تو یہ ہے کہ "مصطفےٰ پرا لے کفن اندا ختن " دوسرے صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ " آگ در خانہ تبول بنت رسول " ہے ۔ تیسرے صاحب کی بہت سی صفات میں سے ایک انتہائی نمایاں صفت اقرباء پروری کی ہے ۔۔۔۔ تو ان صفات کے نشان ان کے نام سے منسوب کئے جاسکتے ہیں ۔۔۔۔ آگے آپ کی مرضی ۔ رہے چوتھے معاویہ ابن ابی سفیان تو ہر برائی کا نشان ان سے منسوب کیا جاسکتا ہے ۔

معزز سینیٹر مولانا سمیع الحق نے حق نواز جھنگوی انٹرنیشنل کانفرنس میں جو کچھ فقہ جعفریہ کے لئے کہا وہ اگر مولوی سمیع الحق کی حیثیت میں کہتے تو اتنی بے شرمی کی بات نہ ہوتی ۔۔۔۔ اے ایس ایس کے مولوی کی تو یہ پہچان ہے ۔ لیکن سینٹ جیسے باوقار ادارے کا رکن بن جانے کے بعد بھی اس مولوی کی ذہنی سطح وہی کی وہی رہی ۔ اس نے سینیٹر کے نام کو کیسا بٹا لگایا !

اس مولوی سینیٹر کی ذہنیت پڑھے لکھے باشعور لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ یہ شخص پرائیوٹ شریعت بل کی روح رواں رہا ہے ۔ اگر خدانخواستہ اسکا پیش کردہ بل نافذ ہوجاتا اور اسے اور اس جیسے مولویوں کو اقتدار حاصل ہوجاتا تو غیر مسلموں اور مسلمانوں کے اقلیتی فرقوں کے ساتھ کیسا توہین آمیز سلوک کیا جاتا ۔

شاید اس سینیٹر کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ مسلمانوں کی سب سے قدیم یونیورسٹی جامعہ ازہر مصر میں جعفری فقہ کو نہ صرف تسلیم کیا گیا بلکہ یہ درس میں بھی شامل ہے ۔۔۔۔ اور سنیوں کی چاروں بیہودہ اور

وہاں کی بغاوت میں حصہ لیا ہے۔ جناب صادق گنجی کے قاتل حق نواز کے بیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

مولانا جھنگوی کے قتل کے بعد مولانا ایثار الحق قاسمی نے انکی جگہ لی تو اس تنظیم کی دہشت گردی کی صلاحیتوں میں زبردست اضافہ کیا۔ آپ نے ۳۱۳ افراد پر مشتمل مارنے مرنے والا ایک دستہ قائم کیا اور یہ تعداد غزوہ بدر کی مناسبت سے رکھی کہ وہاں بھی یہی تعداد تھی۔۔۔۔شاید انکی نظر میں مجاہدین و شہداءبدر کی حیثیت انہی جیسی ہے۔ انجمن سپاہ صحابہ کے عہدے داروں کی سوچ محدود سہی۔۔۔۔۔! لیکن ایسا بھی کیا کہ انہیں یہ فرق بھی نظر نہیں آیا کہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج تھی اور یہ صحابہ کی فوج۔۔۔۔! صحابہ بھی کون سے کہ جنہوں نے بدر میں کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا ایک صاحب تو رسول اللہ کے ساتھ چھپر میں تشریف فرما رہے۔ دوسرے صاحب کی تلوار چلی بھی یا نہیں۔ ہمیں نہیں معلوم لیکن اتنا معلوم ہے کہ آپ کے ہاتھ سے نہ تو کوئی قتل ہوا اور نہ زخمی تیسرے صاحب تو سرے سے میدان جنگ میں تشریف ہی نہیں لائے ۔ کہتے ہیں کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اجازت دے دی تھی کہ وہ اپنی بیمار بیوی کے پاس رہیں۔۔۔۔ غزوہ بدر میں تو کچھ عزت رہ گئی لیکن احد میں تو انہوں نے لٹیا ہی ڈبو دی۔ تینوں نے راہ فرار اختیار کی اور تیسرے صاحب تو ایسا بھاگے کہ تین دن بعد واپس ہوئے۔ اسی سے ملتا جلتا احوال اور دوسرے غزوات کا بھی ہے۔۔۔۔ آپ یقین کیجئے کہ ہم نے کچھ بھی اپنی طرف سے نہیں لکھا۔ یہ سب آپ کو مستند تاریخوں میں مل جائے گا۔ قرآن نے بھی ان کے فرار کا تذکرہ کیا ہے۔۔۔۔ہاں نام نہیں لیا، قرآن کا مزاج ہی یہ ہے کہ نہ اچھے کا نام لیتا ہے نہ برے کا۔۔۔

صلیت علی ابراهیم انك حمید مجید وموافق احادیث معتبره میباید بعداز هر نماز بگوید **اللهم صل علی محمد و آل محمد واعذنا من النار وارزقنا الجنة وزوجنا من الحور العین** وبسند معتبر منقولستکه حضرت امام جعفر صادق علیه السلام از جای نماز خود بر نمیخاستند تا چهار ملعون وچهار ملعونه را لعنت نمیکردند پس بایدبعد ازهر نماز بگوید **اللهم العن ابابکر وعمر وعثمان ومعویة وعایشة وحفصة وهند و ام الحکم** وبعضی از تعقیبات در باب فضایل سور وآیات قرآنی گذشت ودرباب صلوات نیز بعضی مذکورشد ودراین کتاب چون بترتیب مذکور میشود بهمین اکتفا مینمائیم .

فصل سیم در تعقیب مخصوص نماز ظهر

بسند معتبر از حضرت امیرالمؤمنین علیه السلام منقولست کـه حضرت رسول صلی الله علیه وآله بعداز نماز ظهر این دعامیخواندند **لا اله الا الله العظیم الحلیم لا اله الا الله رب العرش الکریم و الحمد لله رب العالمین اللهم انی اسئلك موجبات رحمتك وعزایم مغفرتك والغنیمة من کل خیر والسلامة من کل اثم اللهم لاتدع لی ذنبا الا غفرته ولاهما الا فرجته ولاسقما الا شفیته ولا عیبا الا سترتـه ولارزقا الا بسطته ولا خوفا الا امنته ولا سوء الا صرفته ولا حاجة هی لك رضا ولی فیهـا صلاح الا قضیتها یـا ارحم الراحمین آمین رب العالمین .**

فصل چهارم در تعقیبات نماز عصر

وبسند معتبر ازحضرت امام جعفر صادق علیه السلام منقولستهر که بعد ازنماز عصر هفتاد مرتبه استغفار بکند حقتعالی هفتصد گناه اورا بیامرزد واگر اوهفتصد گناه نداشته باشد باقی را از گناهان پدرش بیامرزد اگر پدرش هم آنقدر گناه نداشته باشدازمادرش واگر نه از گناهان برادرش واگر نه از گناهان خواهرش وهمچنین باقی خویشان هر که باونزدیکتر باشد ودرحدیث دیگر هفتادوهفت مرتبه استغفار وارد شده است وثواب عظیم برای ده مرتبه سوره « انا انزلناه فی لیلة القدر» بعداز نمازخواندن گذشت وبسند معتبر ازحضرت رسول صلی الله علیه وآله منقولستهر که هر روز بعدازنمازعصر یکمرتبه بگوید **استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم الرحمن الرحیم ذوالجلال والاکرام واسئله ان یتوب علی توبة عبد ذلیل خاضع فقیر بائس مسکین مستجیر لایملك لنفسـه نفعا ولاضرا ولاموتا ولاحیوة ولا نشورا** حقتعالی امر فرماید که صحیفه گناهان اورا بدرند هرچند گناه اوبسیارباشد .

ازخواب غفلت بیدار وازمستی هشیار گردند لاجرم حکیم علی الاطلاق کلام معجز نظام خویش را بنصایح شافیه وامثال وحکم وافیه مشحون گردانید وپیشوایان دین ورهنمایان مسالك یقین را باین شیمهٔ کریمه امر فرمود کما قال تعالی **ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن** ودر کلام وافی هدایهٔ جناب بارفعت رسالت پناهی واهل بیت کرام او صلوات الله علیهم اجمعین خطب ومواعظ ووصایا فوق حدواحصا وارد شده واکثر طالبان هدایت باعتبار عدم انس بلغت عرب از فواید ومنافع آنها محرومند، لهذا این بی بضاعت را بخاطر فاتر رسید کـه وصیتی کـه حضرت سیدالمرسلین ﷺ بر گزیدهٔ اصحاب وزبدهٔ اتباع خود ابوذر غفاری رضوان الله علیه رافرموده اند چون جامعترین اخباری است که دراین باب از ینابیع وحی والهام مأثور گردیده وبراکثر مکارم اخلاق حسنه و محاسن اوصاف جمیله اشتمال دارد ترجمه نمایم ومقید برنیکی عبارات وحسن استعارات نگردیده بعبارات قریبه بفهم مضامین آنرا ادا کنیم وآنچه محتاج بتفسیر وتبیین باشد و اشکال آن منحصر درعدم فهم لغت نباشد بروجه ایجاز متوجه حل آن بشوم تا کافهٔ مؤمنان وعامهٔ شیعیان راازاین مائدهٔ سبحانی وعایدهٔ ربانی بهرهٔ فاضل ونصیب کامل بوده باشد چون از فضل شامل سبحانی امیدوارم که موجب حیات قلوب وارواح مرده دلان سرای غرور گردد آنرا بعین الحیوة مسمی گردانیدم ملتمس ازناظران دراین رساله آنکه چون درخور استعداد ناقص این عدیم الاستطاعه بقلم آمده بدیدهٔ عیبجوئی نظر ننمایند ودرحیات وممات این تبه روز گاررا بدعای خیر اعانت فرمایند **وحسبنا الله ونعم الوکیل**

مقدمه درذکر بعضی از فضائل واحوال ابوذر رضی الله عنه ــ ابوذر کنیهٔ اوست واسم او بر قول اصح جندب بن جناده است واصل او عرب بوده ازقبیله بنی غفار، آنچه ازاخبار خاصه وعامه مستفاد میشود آنست که بعد ازرتبه معصومین صلوات الله علیهم در میان صحابه کسی بجلالت قدر و رفعت شأن سلمان فارسی وابوذر و مقداد بن الاسود الکندی نبوده وازبعضی اخبار ظاهر میشود که سلمان براو ترجیح دارد و او برمقداد احادیث بسیار ازائمه اطهار صلوات الله علیهم وارد شده است که جمیع صحابه بعد ازوفات حضرت رسول ﷺ مرتد شده وازدین بر گشتند مگر سه کس سلمان وابوذر ومقداد که ایشانرا هیچ تزلزلی وشکی در خاطر بهم نرسید وقلیلی ازسایر صحابه بر گشتند و باحضرت امیرالمؤمنین علیه السلام بیعت کردند وباقی بر کفر ماندند

کو گمراہ کر رکھا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے اضل فرعون وما ھدی۔ فرعون نے اپنی قوم کو گمراہی کی طرف دھکیل دیا۔ سیدھے راستے پر سے ہٹا لیا۔ دیکھئے یہاں تو خدا فرما رہا ہے کہ شیطان گمراہ کرتا ہے اور فرعون جیسے شیطان کے پیروکار گمراہ کرتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہ کی فقہ شیطان اور فرعون جیسے ملعونوں کو بری الذمہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ پر گمراہی کا الزام ٹھونس رہی ہے۔ شاید اس لئے کہ ہر کوئی اپنے بڑے امام یا پیروکار کو پاک منزہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی لئے تو فقہ حنفیہ یہی کہہ رہی ہے کہ اللہ گمراہ کرتا ہے کیونکہ شیطان تو ان کے مذہب کا پہلا امام ہوا اغویتنی ..... کہنے والا سب سے پہلے یعنی ملعون تھا جس کا مذہب آج تک چلا آ رہا ہے اور چلتا رہے گا۔

شیطان کی پیروکار دوسری ہستی

شیطان کے بعد اس کے مذہب کو سب سے پہلے قبول کرنے والا خلیفۂ اول جناب حضرت ابوبکر ہیں۔ جب حضرت ابوبکر کرسئ صدارت پر رونق افروز ہوئے تو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔ ایک اللہ کی پیروی کرو۔ اللہ نے جس کی مدد نہیں کی وہ ناکام رہا اور جسے اللہ نے ہدایت دی وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کیا وہ گمراہ ہو گیا۔ اہلسنت کی کتاب سیرت صدیق اکبر اردو ترجمہ مولوی محمد عادل قدوسی صفحہ ۴۲

اب میں یہاں تک پہنچا ہوں کہ نیکی بدی خدا کی طرف سے ہے۔ یہ کہنے میں اہل سنت کا کوئی قصور نہیں کیونکہ ان کے مذہب کے سب سے بڑے ہیرو کا جب یہ عقیدہ ہے تو پھر اظہر من الشمس ہے ان بیچاروں نے یہ عقیدہ اپنانا ہی ہے کیونکہ وہ تو اندھی تقلید کے مالک ہیں۔ صحابہ کی بات کو غلط کہنا تو میرے سنی بھائی مسلمان حدود سے خارج ہونے کے مترادف سمجھتے ہیں بس ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے کہ صحابہ کو برا مت کہو وہ بُرے ہوں تب بھی بُرا مت کہو کیونکہ وہ صحابی ہیں اور صحابی کو برا کہنا ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے۔ تسلی کے لئے دیکھئے خواجہ حسن نظامی دہلوی مرحوم کی کتاب محرم نامہ ص ۱۰۹ اب کتاب سیرت صدیق اکبر سے یہ بات منظر عام پر آگئی ہے کہ حضرت ابوبکر نے بھی اس عقیدہ کو اپنا رکھا تھا جس کی بنا شیطان مردود نے رکھی تھی۔

اور اسی وجہ سے آج کے سنی مسلمان اس عقیدے کو اپنانے پر مجبور ہیں کیونکہ حضرت ابوبکر نے اپنایا تھا اور وہ صحابی تھے اور ان سے پہلے شیطان مردود نے اپنایا لہذا ہم کیوں نہ کہیں کہ نیکی اور بدی خدا دی طرفوں بندیا دی رضا ئیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی نا کہ یک نہ شُد دو شُد!

خُدا ہاتھ پاؤں رکھتا ہے

برادران اہلسنت کے نزدیک خدا ہاتھ پاؤں رکھتا ہے وہ چلتا پھرتا حرکت کرتا ہے جیسا کہ ایک روایت ہے صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۲۲

حدثنا عبداللہ بن ابی الاسود حدثنا حرمی حدثنا شعبة عن قتادہ
عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔
قال یلقی فی النار و تقول ھل من مزید حتی یضع قدمہ
فتقول قط قط ۔

ترجمہ :۔ عبداللہ بن ابی اسود حرمی شعبہ قتادہ حضرت انس نبیؐ سے
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگ جہنم میں ڈال دیئے جائیں
گے تو وہ کہے گا کیا اور بھی کچھ ہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اس میں
اپنا پاؤں رکھ دے گا تو وہ کہے گا بس بس ۔

جس مذہب کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ہاتھ پاؤں رکھتا ہے اور پھر
اس کے وہ ہاتھ پاؤں جہنم میں بھی جا سکتے ہیں تو میرے ایسے بھائیوں
کو ایسا اللہ مبارک ہو اور ایسے ابوہریرہ جیسے راوی بھی مبارک ہوں
ہمارے لئے ان جیسے راویوں کے لئے لعنت تبرہ کے سوا کچھ نہیں ہے
ہمارے سنی بھائیوں کا جو عقیدہ ہے کہ خدا جہنم میں اپنی ٹانگ
رکھے گا اس کے بارے میں میں اپنا قول ظاہر کرنا چاہتا ہوں ۔ ہو
سکتا ہے کہ وہ غلط ہے اور وہ یہ ہے کہ جہنم میں جو ٹانگ رکھی
جائے گی وہ دراصل خدا کی نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ وہ ٹانگ اس
میت کی ہو جو کافی مدت سے میت سے جدا ہو گئی تھی واللہ اعلم

اب ذرا یہ تو دیکھیں کہ شیعہ مسلمانوں کے نزدیک توحید کیا ہے
کیا ان کے بھی یہی عقائد ہیں یا اس سے کچھ مختلف ہیں اگر صرف ایک
ہی طرف کے عقائد کو لکھ کر اس پر بحث کرنا شروع کر دی جائے تو پھر
یہ طرفداری ہو جائے گی لہذا اب آیئے ذرا شیعہ عقائد کو پرکھیں اور پھر

کے مذہب کا چھٹا امام بھی ہے۔ یا پھر شاید اس لئے لعنت نہیں کرتے کہ وہ امیر معاویہ کا صاجزادہ ہے۔ اور معاویہ ان کے مذہب کا سرکردہ پیشوا اور سب کچھ ہے۔ حالانکہ سنی کتب سے یہ واضح ہے کہ حضرت عثمان کے قتل میں سب سے زیادہ حصہ لینے والا معاویہ ہی تھا۔ اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کا بھی قاتل یہی ملعون تھا۔ ہم اس معاویہ پر اب لعنت کیسے نہ کریں جب اس نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو بھی معاف نہ کیا اور انہیں ایک گڑھے میں پھینک کر مسلمانوں کو زیارت قبر ام المومنین سے محروم رکھا۔ اور پھر امام حسن ع کے قتل کرنے میں بھی یہی ملعون بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا تھا دیکھیئے تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۰۔

چنانچہ جب حضرت امام حسن ع کی شہادت کی خبر معاویہ کو شام پہنچائی گئی تو اس نے مع اپنے درباریوں کے سجدہ شکر ادا کیا اور اسی شام اس نے بڑی عید منائی دیکھیئے الامامت والسیاست۔

معاویہ کو بیٹے کی فکر

حضرت امام حسن ع کے شہید ہونے کے بعد معاویہ نے اپنے جشن کا آغاز کیا ۵۶ھ میں معاویہ نے مسجد رسول میں بیٹھ کر لوگوں کو یزید کی بیعت کو کہا اتنے میں بی بی عائشہ نے اس کو اپنے گھر کے کسی سوراخ سے دیکھ لیا۔ اور فوراً پکار اٹھیں او معاویہ چپ ہو جا۔ کیا ابوبکر و عمر نے بھی اپنے بیٹوں کی بیعت کرنے کو کسی کو کہا تھا۔ کہنے لگا نہیں۔ تو پھر بی بی نے کہا تو کس کی پیروی کر رہا ہے۔ معاویہ یہ سن کر چپ ہو گیا۔ اور ممبر سے نیچے اتر آیا۔ لیکن بی بی کے یہ فقرے ان کی موت کا سامان بن گئے۔ اس پر معاویہ نے سوچا اس وقت تک میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک بی بی عائشہ کو ختم نہ کردوں۔ ابوالفداء جلد اول

گر تمہارے نزدیک حیادار امیرالمومنین یہی ہے تو پھر تمہارے دوسرے امیرالمومنین کے
ادوں میں بھی ہمیں سوچنا پڑے گا۔ کہ کیا وہ بھی ایسے تھے۔ لہٰذا ہمیں مجبور نہ کریں۔
ارے صبر کو آزمایا نہ جائے۔ ہم یزید جیسے لعین کو کبھی امیرالمومنین کے خطاب اور لقب
ے نہیں سن سکتے۔ کاش آج کوئی مختار ثقفی بن کر یزید لعین کو امیرالمومنین کہنے والوں کو
ن کے مقام تک پہنچاتا۔ اور وہ بھی اپنے امام کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں خوب یزید
امیرالمومنین ثابت کرتے۔ خدا کرے وہ وقت آ جائے۔

ے۔ جو دل ہی دل میں رہ جائے اُسے ارمان کہتے ہیں۔

زید کو رضی اللہ اور امام کہنے والوں کا حال یہاں بھی بُرا۔ اور آگے چل کر تو وہ حال ہوگا جو
خود جانیں یا ان کا امیر لعین۔

حضرت نوفل رضی فرماتے ہیں کہ میں ایک روز عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا
ایک آدمی نے یزید کو امیرالمومنین کہا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ تو ول امیرالمومنین
ز نے یزید کو امیرالمومنین کہا ہے۔ وَاَمَرَ بِهٖ ضُرِبَ عِشْرِیْنَ سَوْطاً۔ اور پھر عمر بن
العزیز کے حکم سے اُسے بیس کوڑے لگائے گئے۔ دیکھیے تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر ۱۴۶
ر خاک کربلا صفحہ ۸۳۔

یزید کو امیرالمومنین کہنے کی سزا بیس کوڑے عمر بن عبدالعزیز کے دور میں لیکن
ب صحابہ کے خلاف زبان درازی کرنے والے کے خلاف تو آرڈیننس جاری ہوتے
ں اور صحابہ بھی وہ جو کافر و مرتد تھے۔ مثلاً معاویہ۔ یزید و ابوھریرہ وغیرہ وغیرہ
ر یزید کے حق میں بولنے والوں کو کوئی منع نہیں کرتا۔ ان کی بڑھی ہوئی زبانیں
ر لعین کو امیرالمومنین کہتی پھرتی ہیں۔ آخر کیوں نہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے بڑے
رک صاحب بھی یزید کے حامی ہیں۔ دل میں کالا کالا نہیں پوری دال ہی کالی ہے
ایسا ہے تو پھر ہم غریب عوام کو اور تو کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن ایسے لوگوں پہ جو یزید

کا لیبل چپکا دیتے ہیں۔ لیکن صحابی کی سند ان لوگوں کو لعنت سے نہیں بچنے دے گی کیونکہ لعنت اپنے گھر خود تلاش کر لیتی ہے۔

قرآن کا جلانا

جیسا کہ ہم شیعوں کے نزدیک نبی ؐ بے عیب ہے ایسے ہی کتاب لا ریب ہے اگر کوئی رسول کو تکلیف پہنچائے تو تب کافر ہے اور اگر کوئی ایسی رسول ؐ پر اتری ہوئی کتاب میں کچھ ردو بدل کرے یا جلا دے تو بھی کافر و مرتد ہے اور لعنت اُسے تلاش کرتی رہتی ہے۔ اس کے گلے میں لعنتوں کا طوق قیامت تک پڑا رہے گا۔

جب حضرت عثمان کے دور میں قرآن مجید کو لکھا گیا تو حضرت عثمان نے نقل شدہ مصاحف کو ایک ایک علاقے میں بھیج دیا۔ اور حکم دے دیا کہ اس کے علاوہ جتنا قرآن صحیفہ یا مصاحف میں ہے اُسے جلا دیا جائے۔

ابن شہاب کا بیان ہے مجھ سے خارجہ بن زید بن ثابت ؓ نے حضرت زید بن ثابت کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مصاحف کو نقل کرتے وقت سورۃ احزاب کی ایک آیت نہ پائی۔ حالانکہ میں نے رسول کریم ؐ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ ہم نے پھر اُسے تلاش کیا تو وہ آیت ہمیں خزیمہ بن ثابت انصاری کے گھر سے ملی۔ اور وہ آیت یہ ہے کہ من المومنین رجال" صدقوا ما عاھدوا واللہ علیہ۔ یعنی ایمانداروں میں سے وہ آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا۔ تو پھر ہم نے اسی آیت کو اس سورۃ میں شامل کر دیا۔

دیکھئے صحیح بخاری جلد نمبر ۲۔ صفحہ نمبر ۹۹۱۔ کتاب فضائل قرآن،

تو یہ ہیں اہل سنت کے چیمپین ٹھرڈ جن کے نزدیک رسول کریم ؐ پر نازل شدہ کتاب کو جلایا بھی جا سکتا ہے۔ اور ردّ و بدل بھی کی جا سکتی ہے

فضائل کی مؤید روایات ہیں۔ لیکن اُن میں بھی کوئی صحیح حدیث ایسی ثابت نہیں کی جاسکتی ہے کہ ہر صحابی بلا لحاظ زہد و تقویٰ قابل احترام ہو۔ اہل سنتہ و صحابیہ حضرات عموماً ایک حدیث اکثر اپنے مؤقف کے حق میں پیش کرتے رہتے ہیں جس سے انفرادی مدارج کا شبہ ہوتا ہے لیکن معمولی سا غور کر لینے پر اس شبہ کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ حدیث یہ ہے۔

"حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو بُرا بھلا مت کہو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگوں میں سے اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس کا ثواب میرے اصحاب میں سے کسی کے مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہوگا۔" (صحیح ترمذی کتاب المناقب)

اس حدیث کے الفاظ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ حاضر و موجود صحابہ کو پہلے دور کے صحابہ پر سبّ و شتم کرنے سے روک رہے ہیں۔ حدیث میں خطابیہ عبارت "تم لوگوں میں سے" بعد کے دور کے صحابہ موجود کی طرف اشارہ ہے۔ اور "میرے اصحاب کو بُرا بھلا نہ کہو" میں غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے وہ اصحاب جن سے خطاب تھا اس کے مکمل مصداق نہ تھے بلکہ حضورؐ کے اصحاب ابتدائی دور کے تھے جن کی مٹھی بھر خیرات کو وہ اُحد کے وزن کی مقدار سے افضل تھی۔

حدیثِ رسولؐ کے راوی ہوئے لیکن امام بخاری اور امام احمد بن حنبل وغیرہ نے ہر اس مسلمان کو صحابی تسلیم کیا ہے جس نے رسول خدا کو ایک بار دیکھ لیا۔ الغرض مندرجہ بالا تعریفوں میں سے کسی ایک پر بھی علمائے اہل سنّت کا اتفاق نہ ہو سکا اور کافی بحث و تمحیص کے بعد یہ متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ تمام صحابہ بلا استثنا روایت کے معاملہ میں "عادل" ہیں۔ حالانکہ یہ مانتے ہیں کہ صحابہ میں بعض فسق و فجور کا ارتکاب کرتے تھے ان سے چوری، زنا، کذب وغیرہ جیسے کبائر کا صدور ہوا مگر روایت قولِ رسولؐ میں اُن سے غلط بیانی نہ ہوتی تھی اس عقیدہ کی تائید قرآن و حدیث سے تو مستند نہیں ہو سکتی البتہ بزعم علمائے اہل سنّت والجماعت تجربات و تحقیقات شاہد ہیں کہ صحابہ خواہ کیسے ہی گنہگار ہوں مگر رسول خدا سے روایت کرنے میں انھوں نے کبھی جھوٹ نہ باندھا۔ چنانچہ علامہ ابن انباری کہتے ہیں کہ

"یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ میں گناہوں سے عصمت پائی جاتی ہے اور ان سے گناہوں کا ارتکاب ممکن نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کی روایتوں کو اسباب عدالت کی بحث اور ثقاہت کی تحقیق کے بغیر قبول کر لینا چاہیئے مگر یہ کہ ان سے ایسا امر سرزد ہو جو روایت میں قادح ہو اور ایسا ثابت نہیں ہے"

علامہ انباری کی یہ رائے ہم خیال لوگوں کے لئے تو کچھ وزن رکھتی ہو یا نہ ہو تاہم کسی آزاد و غیر جانبدار شخص کے لئے عقیدت کے علاوہ اس میں کوئی کشش و جاذبیت ہرگز نہیں ہے۔ بہرکیف

جلاء العیون، ارشاد مفید، اعلام الوریٰ، جامع عباسی، صواعق محرقہ، مطالب السؤل، شواہد النبوت ارجح المطالب، بحار الانوار، مناقب وغیرہ۔

حدیث نعثل اور امامِ عصرؑ

نعثل ایک یہودی تھا، جس سے حضرت عائشہ، حضرت عثمان کو تشبیہہ دیا کرتی تھیں، اور رسول اسلام علیہ السلام کے بعد فرمایا کرتی تھیں :- اس نعثل اسلامی عثمان کو قتل کردو۔ (ملاحظہ ہو، نہایۃ اللغۃ علامہ ابن اثیر جزری ص۳۲۱) یہی نعثل ایک دن حضور رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا مجھے اپنے خدا، اپنے دین، اپنے خلفاء کا تعارف کرائیے، اگر میں آپ کے جواب سے مطمئن ہوگیا، تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضرت نے نہایت بلیغ اور بہترین انداز میں خلاق عالم کا تعارف کرایا، اس کے بعد دین اسلام کی وضاحت کی " قال صدقت " نعثل نے کہا آپ نے بالکل درست فرمایا پھر اس نے عرض کی مجھے اپنے وصی سے آگاہ کیجئے اور بتایئے کہ وہ کون ہے یعنی جس طرح ہمارے نبی حضرت موسیٰ کے وصی یوشع بن نون ہیں اس طرح آپ کے وصی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے وصی علی بن ابی طالب اور ان کے فرزند حسن و حسین پھر حسین کے صلب سے نو بیٹے قیامت تک ہوں گے۔ اس نے کہا سب کے نام بتایئے آپ نے بارہ اماموں کے نام بتائے، ناموں کو سننے کے بعد وہ مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں نے کتب آسمانی میں ان بارہ ناموں کو اسی زبان کے الفاظ میں دیکھا ہے۔ پھر اس نے ہر وصی کے حالات بیان کئے، کربلا کا ہونے والا واقعہ بتایا۔ امام مہدی کی غیبت کی خبر دی اور کہا کہ ہمارے بارہ اسباط میں سے لاوی بن برخیا غائب ہوگئے تھے۔ پھر مدتوں کے بعد ظاہر ہوئے اور از سر نو دین کی بنیادیں استوار کیں۔ حضرت نے فرمایا اسی طرح ہمارا بارہواں جانشین امام مہدی محمد بن حسن طویل مدت تک غائب رہ کر ظہور کرے گا۔ اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (غایۃ المقصود ص۱۲۲ بحوالہ فرائد السمطین حموینی)

علاماتِ ظہور مہدی علیہ السلام کے متعلق اربابِ عصمت کے ارشادات

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے بیشمار علامات ظاہر ہوں گے، پھر آخر میں آپ کا ظہور ہوگا۔ مغرب و مشرق پر آپ کی حکومت ہوگی۔ زمین خود بخود تمام دفائن اگل دے گی، دنیا کی کوئی ایسی زمین نہ باقی رہے گی جس کو آپ آباد نہ کردیں۔ علامات ظہور میں چند یہ ہیں۔

(۱) عورتیں مردوں کے مشابہ ہوں گی۔ (۲) مرد عورتوں جیسے ہوں گے (۳) عورتیں زین جیسی چیزیں گھوڑے سائیکلوں پر سواری کرنے لگیں گی۔ (۴) نماز جان بوجھ کر قضا کی جانے لگے گی۔ (۵) لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے لگیں گے (۶) قتل کرنا معمولی چیز سمجھا جائے گا (۷) خود

تناسل پڑھے تو بڑھتا چلا جاتا ہے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔

افاضات یومیہ جلد ہفتم

نوٹ۔ سنی فقہ بلے بلے۔ سنی علماء کی زبانی یہ ہے بیچارے سنیوں کے عقیدے کی شان۔ بات بھی کسی حد تک درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابوبکر و عمر و عثمان کی خلافت کے بارے میں جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ خلافت حق ہے وہ عقیدہ بالکل گدھے کے عضو تناسل کی مثل ہے کیونکہ جیسی خلافت ہو اس کے لئے ویسا ہی عقیدہ چاہیے۔

بہ حوالہ کتابچہ "اکابرین کے جواہر پارے" مؤلف شاہد رضوی پیش کردہ جمعیت خدام رضا ص۵ سے منقول ہے

مذہب اہلسنت میں شان تقیہ[1]

۵۔ سنی فقہ میں ہے قال الحسن التقیۃ الی یوم القیامۃ
حسن بصری کہتا ہے کہ تقیہ کرنا قیامت تک جائز ہے
بخاری شریف ص۱۹ کتاب الاکراہ

نوٹ۔ سنیوں کے نزدیک تقیہ نام ہے جھوٹ بولنے کا اور حق کو چھپانے کا۔ پس سنیوں کو مبارک ہو کہ ان کی فقہ میں "تا قیامت حق کا چھپانا اور

---

[1] یعنی حق کو چھپانا

کے بعد بدعات کی ہیں۔

ہم شیعوں کا یہی جرم ہے کہ ہم ایسے اصحاب کو بے نقاب کرتے ہیں جنھوں نے رسول اللہ کے بعد دین میں بدعات پیدا کیں اور اسلام کا کچومر نکال دیا اور شریعت کا قیمہ کیا اور دین خدا کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ خود اہلسنت بھی یقینی طور پہ یہ نہیں بتا سکتے کہ رسول اللہ کس صورت و شکل کی نماز پڑھتے تھے۔ حالانکہ نماز تو ایک ایسا عمل تھا جسے ہر روز نبی کریم پانچ مرتبہ کر کے دکھاتے تھے۔ اور باقی احکام جو کبھی کبھی درپیش آتے تھے ان کا بتانا تو بہت مشکل ہے۔ پس دین کو خراب کرنے والے اصحاب سے ہم شیعہ بیزار ہیں خواہ سنی بھائیوں کو ہمارے اس رویئے سے تکلیف ہی پہنچے۔

۲۷۔ سنی فقہ میں ہے کہ اصحاب نبی میں ایک ایسا گروہ بھی تھا جن میں قوم لوط کی صفت پائی جاتی تھی۔ کنز العمال کتاب الفتن صفحہ

نوٹ۔ علتہ المشائخ کے مریض ہمارے اہلسنت کے کئی بزرگ گزرے ہیں۔ ہم صرف چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ
۲۔ حکم بن عاص رضی اللہ عنہ
۳۔ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ
۴۔ ولید بن یزید بن عبدالملک رضی اللہ عنہ
۵۔ امین بن ہارون رشید رضی اللہ عنہ
۶۔ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ
۷۔ قاضی یحییٰ بن اکثم رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

یہ صاحبان اس میدان کے بہت بڑے پہلوان تھے مذکورہ واقعہ کی

کے بعد بدعات کی ہیں۔

ہم شیعوں کا یہی جرم ہے کہ ہم ایسے اصحاب کو بے نقاب کرتے ہیں جنھوں نے رسول اللہ کے بعد دین میں بدعات پیدا کیں اور اسلام کا کچومر نکال دیا اور شریعت کا قیمہ کیا اور دین خدا کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ خود اہلسنت بھی یقینی طور پہ یہ نہیں بتا سکتے کہ رسول اللہ کس صورت و شکل کی نماز پڑھتے تھے۔ حالانکہ نماز تو ایک ایسا عمل تھا جسے ہر روز نبی کریم پانچ مرتبہ کرکے دکھاتے تھے۔ اور باقی احکام جو کبھی کبھی درپیش آتے تھے ان کا بتانا تو بہت مشکل ہے۔ پس دین کو خراب کرنے والے اصحاب سے ہم شیعہ بیزار ہیں خواہ سنی بھائیوں کو ہمارے اس رویئے سے تکلیف ہی پہنچے۔

۲۲۔ سنی فقہ میں ہے کہ اصحاب نبی میں ایک ایسا گروہ بھی تھا جن میں قوم لوط کی صفت پائی جاتی تھی۔ کنز العمال کتاب الفتن ص۲۱۹

نوٹ۔ علتہ المشائخ کے مریض ہمارے اہلسنت کے کئی بزرگ گزرے ہیں۔ ہم صرف چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ
۲۔ حکم بن عاص رضی اللہ عنہ
۳۔ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ
۴۔ ولید بن یزید بن عبدالمالک رضی اللہ عنہ
۵۔ امین بن ہارون الرشید رضی اللہ عنہ
۶۔ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ
۷۔ قاضی یحییٰ بن اکثم رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

یہ صاحبان اس میدان کے بہت بڑے پہلوان تھے مذکورہ واقعہ کی

زقوم جهنم بعوض طعام خورند و بقلابهای آتش بدنهای ایشانرا درندو گرزهای آهن برسر ایشان کوبند و ملائکه بسیار غلیظ بسیار شدید ایشانرا در شکنجه دارند و برایشان رحم نمیکنند و بروی ایشانرا در آتش میکشند و باشیاطین ایشانرا در زنجیر میکشند ودرغلها وبندها ایشانرا مقیدمیسازند اگردعا کنند دعای ایشان مستجاب نمیشود و اگر حاجتی طلبند برآورده نمیشود و این است حال جمعی که بجهنم میروند وازحضرت امام جعفر صادق علیه‌السلام منقولستکه جهنم راهفت دراست ازیك درفرعون وهامان وقارون که کنایه از ابوبکر وعمر وعثمان است داخل میشوند وازیك در دیگر بنی‌امیه داخل میشوند که مخصوص ایشانست وکسی با ایشان دراین باب شریك نیست ویکدر دیگر باب لظی است ویکدر دیگر باب سقر و یکدر دیگر باب هاویه‌است که هر که ازآندر داخل شود هفتاد سال درجهنم فرو میرود پس جهنم جوشی میزند ایشانرا بطبقهٔ بالای جهنم میافکند پس هفتاد سال دیگر فرومیروند وابدالاباد حال ایشان چنین است درجهنم و یك دردری است که از آن دشمنان ما وهر که با ما جنگ کرده وهر که یاری ما نکرده داخل جهنم میشوند و این در بزرگترین درهاست و گرمی وشدتش ازهمه بیشتر است

وبسند معتبر منقولستکه ازحضرت صادق علیه‌السلام پرسیدند ازفلق فرمود که دره‌ایست درجهنم که در آن هفتادهزار خانه‌است ودر هرخانه هفتادهزار حجره است ودرهر حجره هفتادهزار مارسیاه‌است ودرشکم هرماری هفتادهزار سبوی زهر است وجمیع اهل جهنم‌را بر این‌دره گذار میافتد ودرحدیث دیگر فرمود که این آتش شما که در دنیاهست یکجزو است ازهفتاد جزو از آتش جهنم که هفتادمرتبه آنرا بآب خاموش کرده‌اند وباز افروخته‌است واگرچنین نمیکردند هیچکس طاقت نزدیکی آن نداشت بدرستی که جهنم را درروز قیامت بصحرای محشرخواهند آورد که‌صراطرا برروی آن بگذارند پس جهنم فریادی درمحشر برآورد که جمیع ملائکهٔ مقربین وانبیاء مرسلین ازبیم آن بزانوی استغاثه آیندودرحدیث دیگر منقولست که غساق وادئیست در جهنم که درآن سیصدوسی قصر است ودرهرقصری سیصد خانه‌است ودرهر خانه چهل‌زاویه است ودر هرزاویه ماری‌است ودرشکم هرماری سیصدوسی عقربست و درنیش هرعقربی سیصدوسی‌سبوی زهراست واگر یکی ازآن‌عقربها زهرخودرا برجمیع اهل جهنم بریزد ازبرای هلاك همه کافی‌است ودرحدیث دیگر منقولست که درکات جهنم هفت مرتبه‌است (اول)جحیم استکه اهل آن مرتبه‌را برسنگهای تافته میدارند که دماغ ایشان ماننددیك میجوشد(ومرتبه‌دوم) لظی استکه حقتعالی دروصف آن میفرماید که بسیار کشنده

ش باشد که ازشدت حرارت مغز دماغش مانند دیگ درجوش باشد و گمان کند که ازجمیع اهل جهنم عذابش سخت تر است وحال آنکه عذاب او ازهمه سهلتر باشد ودر حدیث دیگر وارد شده که فلق چاهی است درجهنم که اهل جهنم ازشدت حرارت آن استعاذه مینمایند از خدا طلب نمود که نفس بکشد چون نفس کشید جهنم را سوزانید ودر آن چاه صندوقی است از آتش که اهل آن چاه از گرمی وحرارت آن صندوق استعاذه مینمایند و آن تابوتی است که در آن شش کس از پیشینیان جادارند وشش کس ازاین امت اماشش نفر (اول) پسر آدم است که برادر خودرا کشت و (نمرود) که ابراهیم را در آتش انداخت و (فرعون) و (سامری) که گوساله پرستی را دین خود کرد و (آنکسیکه یهودرا بعداز پیغمبرشان گمراه کرد) واما شش کس آخر (ابوبکر) و (عمر) و (عثمان) و (معاویه) و (سر کردهٔ خوارج نهروان) و (ابن ملجم) است و ازحضرت رسول صلی الله علیه و آله منقول است که فرمود اگر دراین مسجد صدهزار نفر یازیاده باشند ویکی از اهل جهنم نفس بکشد و اثر آن بایشان برسد هر آینه مسجد وهر که در آنست بسوزاند و فرمود که درجهنم ماری هست بکلفتی گردن شتران که یکی از آنها که بگزد کسی را چهل قرن یاچهل سال در آن میماند وعقربها هست بدرشتی استر که از گزیدن آنها نیز اینقدر ازمدت میماند و ازعبدالله بن عباس منقول است که جهنم راهفت در است و هر دری هفتادهزار کوه است ودرهر کوهی هفتادهزار دره است ودرهر دره هفتاد هزار وادی است ودرهر وادی هفتادهزار شکافست ودرهر شکافی هفتادهزار خانه است ودر هر خانه هفتادهزار مار است که طول هر ماری سه روز راهست و نیش های آن مارها بمثابهٔ نخل های طولانی است که می آید بنزدیك فرزند آدم ومی گزد پلك چشمها ولبهای اوراو جمیع پوست و گوشت را از استخوانهای اومیکشد پس چون میگزد ازآن مار درنهری از نهرهای جهنم میافتد که چهل سال یاچهل قرن در آن نهر فرومیرود و ازحضرت صادق علیه السلام منقول است که چون اهل بهشت داخل بهشت شوند و اهل جهنم بجهنم درآیند منادی از جانب خدا ندا کند که ای اهل بهشت وای اهل جهنم اگر مرگ بصورتی ازصورتها درآید آیا خواهید شناخت اورا گویند نه پس بیاورند مرگ را بصورت گوسفند سیاه وسفیدی ودرمیان بهشت و دوزخ بدارند و گویند که ببینید این مرگست پس حق تعالی امر فرماید که آن را ذبح نمایند وفرماید ای اهل بهشت همیشه دربهشت خواهید بود وشمارا مرگ نیست وای اهل جهنم همیشه در جهنم خواهید بود وشمارا مرگ نخواهد بود این روزی است که خداوندعالمیان فرموده است یا محمد صلی الله علیه و آله بترسان ایشان را از روز حسرت و ندامت که

وانکار کند یکی ازامامان بعد ازاورا بمنزله کسی‌استکه ایمان بیاورد بجمیع پیغمبران و انکار کند پیغمبری‌محمدرا وحضرت‌صادق علیه السلام فرمود که منکر آخر مامثل‌منکر اول‌ما است وحضرت رسول صلی الله علیه و آله فرمود که امامان بعدازمن دوازده نفر نداول‌ایشان حضرت‌امیر است وآخر ایشان حضرت قائم است اطاعت ایشان اطاعت من است هر که انکار کند یکی از ایشانرا انکار من کرده‌است وحضرت صادق علیه السلام فرمود که هر که شك کند در کفردشمنان‌ما وستم کنند گان برما کافر است واعتقاد ما درآنها که باعلی جنگ کرده‌اندمثل‌فرمودهٔ‌پیغمبر است هر که‌باعلی قتال کند بامن‌قتال کرده‌است وهر که باعلی‌جنگ کندبامن‌جنگ کرده است وهر که‌با من جنگ کندبا خدا جنگ کرده‌است وسخن آنحضرت درحق‌علی وفاطمه وحسنین که من جنگم با هر که باایشان جنگ کند و صلحم باهر که باایشان صلح کندو اعتقاد ما دربرائت آنستکه بیزاری جویند ازبت‌های‌چهار گانه یعنی‌ابوبکر وعمروعثمان ومعویه وزنان چهار گانه یعنی‌عایشه وحفصه وهند وام‌الحکم وازجمیع اشیاع واتباع‌ایشان وآنکه ایشان بدترین خلق‌خدایند وآنکه تمام نمیشود اقرار بخدا ورسول‌وائمه مگر ببیزاری ازدشمنان ایشان .

وشیخ مفید در کتاب‌المسائل گفته‌است که‌اتفاق کرده‌اند امامیه برآنکه هر که‌انکار کندامامت احدی‌ازائمه را وانکار کند چیزی‌را که خدا براوواجب گردانیده‌است‌ازفرض اطاعت ایشان پس‌او کافرو گمراهست ومستحق‌خلود درجهنم است ودرموضع دیگرفرموده است که اتفاق کرده‌اند امامیه برآنکه اصحاب بدعتها همه کافرند وبرامام لازم‌است که ایشانرا توبه بفرماید دروقتی که متمکن باشند بعد ازآنکه ایشانرا بدین حق بخواند و حجتها رابرایشان تمام کنداگرتوبه کنند ازبدعتهای‌خود وبراه راست‌بیایند قبول کندوالا ایشانرابکشد ازبرای‌آنکه‌مرتدندازایمان وهر که‌ازایشان‌بمیرد برآن‌مذهب‌اوازاهل‌جهنم است وسیدمرتضی درشافی‌وشیخ‌طوسی‌درتلخیص گفته‌اند که‌نزدماامامیه ثابت‌است که هر که جنگ کند باحضرت‌امیراو کافراست ودلیل برایْن‌اجماع فرقه‌محقه‌امامیه‌است‌براین‌واجماع ایشان‌حجت‌است وایضاً میدانیم هر که‌باآنحضرت‌جنگ کندمنکرامامت‌اوخواهدبودوانکار امامت‌او کفراست‌همچنانکه‌انکارنبوت کفراست‌زیرا که‌مدخلیت‌هردودراین‌باب‌بیك‌نحواست واستدلال کرده‌اندباحادیث بسیاردراین‌باب وشیخ زین‌الدین دررساله حقایق‌الایمان نیز سخن بسیار دراین باب گفته‌است ومعلوم میشود که کفرواقعی ایشان را اجماعی میداند و آنچه ازاخبار در این باب ظاهرمیشود آنستکه غیرمستضعفین از مخالفان دراحکام آخرت

میخواهد از درجات بهشت بپرواز میکند و عمی داشته باشد مانند حمزهٔ شیر خدا و شیر رسولخدا و بهترین شهیدان همه گفتند که نه • و در بصائر بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کرده‌استکه برساق عرش نوشته است حمزه شیر خدا و شیر رسول خدا و سید شهدا است • **کلینی** بسند معتبر از امام زین‌العابدین (ع) روایتکرده استکه هیچ حمیتی صاحبش راداخل در بهشت نکرده است‌مگر حمیت حمزهٔ بن عبدالمطلب که مسلمان شد برای غضب از جهت حضرت رسول در هنگامیکه کفار مکه بچه‌دان شتررا بر پشت مبارك آنحضرت انداختند • **فرات بن ابراهیم** روایت کرده است این آیهٔ « من کان یرجوا لقاء الله فان اجل‌الله لات » و این آیه « من جاهد فانما یجاهدلنفسه» هردو درشان حمزهٔ بن عبدالمطلب و عبیدهٔ بن الحارث بن عبدالمطلب نازل شد • **کلینی بسند** حسن روایتکرده استکه سدیر ازحضرت امام محمد باقر «ع» پرسید که کجا بود عزت وشوکت و کثرت بنی‌هاشم که از حضرت امیرالمؤمنین ع بعد ازحضرت رسالت ازابوبکر وعمر وسایر منافقان مغلوب گردید حضرت فرمود ازبنی‌هاشم کی‌مانده بود جعفر وحمزه که درغایت ایمان و یقین و از سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کرده بودند ودومرد ضعیف الیقین‌ذلیل‌النفس تازه مسلمان شده مانده بودند عباس وعقیل و ایشان‌را درجنگ بدر اسیر کردند وآزاد کردند و ایمان چنین قوتی نمی‌دارد بخدا سوگند که اگر حمزه و جعفر حاضر میبودند در آن فتنه ابابکر وعمر یارای آن نداشتند که حق امیرالمؤمنین را غصب کنند و اگر سعی میکردند البته ایشان را میکشتند و مثل این حدیث در احتجاج از امیرالمؤمنین مرویست • **شیخ طوسی** از جابر انصاری روایتکرده است که عباس مرد بلند قامت خوش‌رو بود روزی بخدمت حضرت رسول ص آمد و چون رسولخدا را نظر بر او افتاد تبسم نمود و فرمود که ای عم تو صاحب جمالی عباس گفت یا رسول‌الله جمال مرد بچه چیز است فرمود براستی گفتار درحق‌ پرسید که کمال مرد بچه‌چیزاست فرمود بپرهیزکاری‌ازمحرمات و نیکی خلق • **ایضا** از جابر روایت کرده است چون‌عباس بمدینه آمدانصار خواستند که پیراهنی را براو بپوشانند هرچند تفحص کردند پیراهنی موافق بدن وقامت اونیافتند بسبب بلندی‌و تنومندی او مگر پیراهن عبدالله بن ابی که او نیز بلند و تنومند بود • **ایضا** بسند معتبر ازحضرت امام‌رضا (ع) روایت کرده است که حضرت رسول ص فرمود حرمت مرا در حق عم من عباس رعایت کنید که او بقیهٔ پدران من است • و ایضا بسند دیگر از عباس روایتکرده است رسولخدا فرمود هر که آزار کند عباس را آزار من کرده است زیرا که عم آدمی شبیه پدر است • **ابن‌بابویه** بسند معتبر از ابن عباس روایتکرده است که روزی علی بن ابی‌طالب از رسول خدا پرسید که یارسول‌الله آیا توعقیل را دوست میداری فرمود بلی والله اورا دوست میدارم دودوستی یکی دوستی‌او ودیگر آنکه ابوطالب را دوست میداشت و بدرستی که فرزندان او کشته خواهند شد در محبت فرزندان تو و دیده‌های مؤمنان بر ایشان خواهد گریست وملائکه مقربان برایشان‌صلوات خواهند فرستادپس رسولخدا آنقدر گریست که آب‌دیده‌اش برسینه‌اش جاری‌شد وفرمود بخدا شکایت میکنم آنچه باهل بیت‌من خواهد رسید بعدازمن • **علی بن ابراهیم** بسند حسن از امام محمد باقر «ع» روایت کرده استکه روزی حضرت امیر وعباس وشیبه دریك مجلس جمع شدند پس عباس گفت من بهترم از شما زیرا که آب دادن حاجیان بدست من است و شیبه گفت من از شماها بهترم زیرا که حجابت کعبه با منست پس امیرالمؤمنین (ع) فرمود من ازشما افضلم زیراکه پیش از شما ایمان آوردم و هجرت کردم وجهاد کردم پس‌راضی شدند بآنچه رسولخدا ص درمیان‌ایشان حکم کند وحقتعالی این آیه‌را فرستاد (اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجدالحرام کمن آمن بالله والیوم الاخر وفی‌سبیل الله لایستوون عندالله) یعنی آیا گردانید آب‌دادن حاجیان راو عمارت کردن مسجدالحرام را مانند

اور چونٹھ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔

تاریخ بغداد مولفہ خطیب بغدادی میں ہے کہ ابوبکر کا اور شیطان کا ایمان مساوی ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ ابوبکر کا نام عبد اللہ تھا اور یہی مشہور تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس کا نام قبل از اسلام عبد الکعبہ تھا۔ اور نیز یہی ہے کہ اس کا نام عتیق تھا۔ استیعاب میں ہے کہ ابوبکر کا نام عبد الکعبہ تھا۔ اور آنحضرت نے عبد اللہ رکھا۔ علامہ عینی لکھتا ہے کہ ابوبکر کی ماں (بت کے سامنے) التجا کرتی۔ اے رب عبد الکعبہ اس کی آرزوں کو پورا کر کیونکہ وہ (ابوبکر) صخر کے مشابہ ہے ابوبکر کے نانا کا نام صخر تھا۔

استیعاب صہ ۳۴۱ پر ہے کہ ابوبکر کے دو اور بھائی تھے ایک کا نام عتیق تھا جب عتیق مر گیا تو ابوبکر کا نام (عتیق) رکھ دیا گیا۔

علامہ ابوالفوز محمد امین بغدادی المشہور سویدی نے کتاب سبائک الذہب فی معرفت قبائل العرب صہ پر لکھا ہے۔ کہ قبیلہ ربیعہ کے ایک شخص نے ابوبکر کو کہا۔ خدا کی قسم تو قریش کے چرواہوں میں سے ہے

شیخ ابوجعفر ابن کافی مقربی لکھتا ہے کہ ارباب میں لکھتے ہیں۔ کہ ابوبکر اپنے باپ قحافہ کو کچھ نہ دیتا تھا اور وہ عبد اللہ ابن جدعان کے دستر خوان پر مکھیاں اڑایا کرتا اور بسر اوقات کرتا۔

تاریخ طبری میں بروایت عفیف کندی لکھا ہے کہ رسول اللہ و حضرت خدیجہ اور حضرت علی علیہ السلام خانہ کعبہ میں آکر نماز پڑھا کرتے تھے جس پر حضرت عباس عم رسول نے فرمایا قسم خدا کی ہم جہاں تک جانتے ہیں تمام روئے زمین پر ان تین شخصوں (رسول اللہ حضرت خدیجہ حضرت علیؑ) کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں ہے پھر عفیف کہتا ہے کاش میں اس روز اسلام لایا ہوتا۔ تو تیسرا مسلمان ہوتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ چوتھا مسلمان ہوتا بہ شرکت رسول اللہ۔

تاریخ طبری جلد دوم صہ ۲۱۵ پر ہے کہ ابوبکر کے اسلام لانے سے پہلے پچاس آدمی ایمان لا چکے تھے

تاریخ خمیس جلد اول صہ ۲۳۲ پر ہے کہ جب اصحاب رسول کی تعداد ۳۹ ہوئی۔ تو ابوبکر نے اصرار کیا کیا حضرت اب ظہور فرمائیں حضرت نے فرمایا ہماری تعداد کم ہے۔ مگر ابوبکر اصرار کرتا گیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے نواحی مسجد میں ظہور کیا۔ ابوبکر نے خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ آنحضرت خاموش بیٹھے رہے۔ کفار کو یہاں تک غصہ آیا۔ کہ ان میں سے ایک کافر عتبہ بن ربیعہ نے اپنے پاؤں کے دو نو جوتے اتارے۔ جن میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور اس بے دردی سے مارنا شروع کیا۔ کہ ابوبکر کا چہرہ ایسا سوج گیا کہ چہرے

بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکہ میں ہے کہ شب معراج موسے ؑ نے آنحضرت کو دیکھا تو کہا اے خدا۔ کیا اس لڑکے کی امت جو میرے بعد نبی ہوا ہے۔ میری امت سے شمار میں زیادہ داخل جنت ہوگی

بخاری کتاب المناقب باب المعراج میں مالک بن صعصعہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ جب میں موسےؑ سے ملاقات کرکے آگے بڑھا تو موسےؑ رو پڑا۔ وجہ پوچھی گئی۔ تو کہا۔ خدایا۔ اس لڑکے کی امت جو میرے بعد نبی ہوا ہے۔ میری امت سے شمار میں زیادہ داخل جنت ہوگی۔

بخاری کتاب الغسل باب من اغتسل عریاناً وحدہ فی الخلوۃ میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت ایوبؑ ننگے نہا رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں آسمان سے گرنے لگیں اور انہوں نے انکو کپڑے سے پکڑنا شروع کردیا۔

بخاری کتاب بدء الخلق باب خیر مال المسلم میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ غائب ہوگئے تھے۔ نہ معلوم۔ انسے کیا خطا سرزد ہوئی۔ میرا گمان ہے۔ کہ وہ چوہے بنگئے ہونگے۔

ابوہریرہ

امام یافعی نے مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ نے معاویہ کی طرف سے امارت مدینہ قبول کرلی۔

صاحب مشکوٰۃ نے ترمذی سے بزبانی ابوہریرہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تو کس قبیلہ سے ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قبیلہ دوس سے ہوں حضرت نے فرمایا کہ میں تو قبیلہ دوس میں سے کسی کو بھی نہیں جانتا جس میں نیکی ہو۔

شرح ابن ابی الحدید میں بحوالہ کتاب معارف ابن قتیبہ لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے ابوہریرہ کا ذب احادیث وضع کرنے پر درے لگائے اور کہا کہ تو جھوٹا ہے اور رسول اللہ کی طرف جھوٹی احادیث منسوب کرتا ہے۔ پھر بروایت سفیان ثوری و منصور بن ابراہیم لکھا ہے کہ اصحاب رسول ابوہریرہ سے کوئی حدیث نہ لیتے تھے سوائے ان احادیث کے جن میں بہشت یا دوزخ کا ذکر ہو جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھنے والا ابوہریرہ ہے۔ اور ابو یوسف نے بروایت ابو حنیفہ لکھا ہے کہ اس نے کہا کہ اصحاب رسول تمام عادل ہیں۔ سوائے چند اشخاص کے جن میں ابوہریرہ اور انس بن مالک شامل ہیں

پر اور کتاب الامامت ابن قتیبہ میں ہے کہ معاویہ بت پرست کا بیٹا اور بت پرست ہے مجبوری اور کراہت سے اسلام لایا اور خوشی سے اس سے نکل گیا۔ تاریخ کامل جلد سوئم ص ۱۰۷ پر ہے کہ معاویہ خود گمراہ اور گمراہ کنندہ اور شیطان ہے۔ اور ص ۱۲۶ پر ہے کہ معاویہ نہ دیندار ہے اور نہ قرآن کا قائل ہے۔

نصائح کافیہ ص ۹۳ پر ہے کہ معاویہ سب سے بڑا کافر اور خبیث ہے۔ تاریخ کامل جلد ششم ص ۴۲ پر ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کی موت پر فرمایا کہ بنی امیہ کا شیطان ہلاک ہوگیا۔ تاریخ اعثم کوفی ص ۲۵۶ پر ہے کہ معاویہ لوگوں سے کہا کرتا کہ علی ایک بے نماز شخص ہے۔

نصائح کافیہ ص ۵۰ اور سیرت محمدیہ ص ۶۰۴ پر ہے کہ معاویہ نے حضرت حجر بن عدی کو حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرنے کا حکم دیا جب انہوں نے انکار کیا تو شہید کر دیئے گئے اور ایسا ہی عبدالرحمان بن حسان عنبری صحابی کو حضرت علی علیہ السلام کی مدح سرائی کے جرم میں زندہ دفن کر دیا گیا۔

شواہد النبوۃ ملا جامی ص ۲۶۳ پر ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی زوجہ جعدہ نے معاویہ کے کہنے پر امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کر دیا۔ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی ص ۳۴۲ پر ہے کہ معاویہ نے جعدہ بنت اشعث بن قیس (اشعث ابوبکر کا بہنوئی تھا) کو کہا کہ اگر تو امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کر دے تو میں تجھے ایک لاکھ درہم انعام دونگا اور تیری شادی اپنے بیٹے یزید سے کر دونگا چنانچہ جعدہ نے امام کو زہر سے شہید کر دیا۔

عقد الفرید جلد دوئم ص ۲۳۹ پر ہے کہ معاویہ نے یزید کو کہا کہ ایک حسینؑ ابن علیؑ ہے جس سے خدا تیری کفالت کریگا یعنی اس کو قتل کر دینا۔ منہاج جلد دوئم ص ۳۰ پر ہے کہ معاویہ نے امام حسینؑ کو کہا کہ اے حسین تجھے مرحبا نہ ہو تیرا خون پھڑک رہا ہے اور خدا اس کو بہائے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے سر الخلافت ص ۳۳ پر لکھا ہے کہ خلافت کے بارہ میں علیؑ حق پر اور معاویہ بغاوت پر تھا۔ تاریخ کامل جلد سوئم ص ۱۰۹ پر ہے کہ عمرو عاص نے معاویہ کو کہا کہ ہم تو تیرے ساتھ صرف اس دنیا کیلئے ہیں۔

تاریخ اعثم ص ۲۳۳ پر ہے کہ ابوہریرہ اور ابودرداء نے کہا کہ معاویہ بے دین اور دنیا طلب ہے۔ مرقاۃ ملا علی قاری میں ہے کہ شہادت عمار کو دیکھ کر معاویہ پر واجب تھا کہ بغاوت چھوڑ دیتا۔

شیخ صادق مولوی نظام دین فتاوے عزیزیہ ص ۱۰۲ ، روضۃ الندیہ ص ۳۳ ، بغیۃ الرائد میں ہے کہ معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنے میں مجتہد نہیں ہو سکتا۔ نصائح کافیہ میں ہے کہ جس نے علی کو اذیت دی وہ قیامت کے دن یہودی یا نصرانی اٹھے گا۔ ملل والنحل ص ۴۴ پر ہے کہ امام پر خروج کرنیوالا خارجی ہے

پڑھتا ہے۔ اس کو نکیرین بہشت کی خوش خبری دیتے ہیں اور اس کی قبر میں بہشت کے دو دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اس کی قبر ملائکہ کی زیارت گاہ بن جاتی ہے اور اس کو بہشت میں اس طرح لے جاتے ہیں جس طرح دولہن کو شوہر کے گھر لے جاتے ہیں اور فرمایا کہ جو شخص میرے اہلبیت کی دشمنی پر مرتا ہے اس کی پیشانی پر لکھدیا جاتا ہے کہ یہ رحمت خدا سے مایوس ہے اور کافر ہے اور وہ بہشت کی بو تک نہ سونگھ سکیگا۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ وہ اہلبیت کون حضرات ہیں فرمایا۔ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام پھر فرمایا کہ جو شخص میرے اہلبیت پر ظلم کرے اس پر بہشت حرام ہے۔

تفسیر ثعلبی بغوی میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ آیہ "مودت فی القربیٰ" کے نزول پر ایک شخص کے دل میں وسوسہ ہوا۔ کہ آنحضرت نے یہ تمام باتیں اپنے دل سے بنالی ہیں۔ اس پر سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۳ "ام یقولون افتریٰ علی اللہ کذباً" کا نزول ہوا۔

تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۶۷ پر سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۲ "ومن یقترف حسنۃ کی تفسیر میں بروایت سدی لکھا ہے کہ نیکی سے مراد آل محمدؐ کی دوستی ہے۔

تفسیر ثعلبی بغوی میں سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۴ "و یقبل التوبۃ عن عبادہ" کی تفسیر میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ اس آیہ کے نزول پر اس شخص کی توبہ آنحضرت نے قبول کرلی جس کے دل میں وسوسہ ہوا تھا کہ آنحضرت نے یہ تمام باتیں اپنی طرف سے بنالی ہیں۔

تفسیر درمنثور میں زیر تفسیر آیہ "فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات" اور معارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱ پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے توسل سے قبول ہوئی۔

مختصر حالات حضرت ابوبکر صاحب

جناب ابوبکر صاحب بن قحافہ خاندان قریش میں سے عدی تھے۔ ان کا باپ ابو قحافہ آنحضرت کے عہد رسالت میں زندہ رہا۔ لیکن تاہم آخر مسلمان نہ ہوا۔ ابوبکر کی زوجہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔ جو ابو قحافہ کی طرح کافرہ ہی فوت ہوئی جبکہ ابوبکر نے اس کو طلاق دیدی ہوئی تھی۔ اس کی ایک اور عورت کا نام ام بکر تھا۔ ابوبکر دراصل عمر بن خطاب کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھا۔ یہ ایک تلوار تھا جس کا قبضہ عمر کے ہاتھ میں تھا۔ او جس سے اہلبیت رسولؐ کے حلق بے دریغ کاٹ دئے گئے۔ تقریباً چالیس سال کی عمر میں مسلمان ہوا۔

جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دمشق میں داخل ہوا تو اس سنہ کا نام اہلسنت والجماعت رکھا گیا۔

شیعہ عالم حضرت علی رحمۃ اللہ نے کشف الحق میں کتب عامہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن اروی بنت حارث معاویہ سے ملی اور کہا اے معاویہ۔ تو نے کفران نعمت محمدؐ اور اہلبیت محمدؐ کی مخالفت کیا۔ اسی لئے خداوند عالم نے تیرے خاندان بنی امیہ کو قرآن پاک میں شجرہ ملعونہ فرمایا ہے۔ پہلے ثلاثہ نے ہمارے حقوق چھینے اور بعد ازاں تو بھی انکے نقش قدم پر چلا کیا تجھ کو وہ دن بھول گیا ہے جب کہ ابوبکر اور عمر (شیخین) کے ظلموں سے گھبرا کر حضرت علی علیہ السلام گریاں و نالاں روضۂ رسولؐ پر گئے۔ اور فرمایا ''یابن ام ان القوم استضعفونی وکادو یقتلوننی'' یعنے اے میرے ماں جائے قوم نے مجھ کو ضعیف کر دیا ہے اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر دیتے یہی آیہ مبارکہ حضرت ہارونؑ نے بنی اسرائیل کے گوسالہ پرستوں کے حق میں کہی تھی

امام جعفر الصادقؑ سے منقول ہے کہ کفر کے دو بازو ہیں یعنی بنی امیہ و بنی مہلب۔ جہنم کے سات طبقوں میں سے گرم ترین طبقہ بنی امیہ کے لئے مخصوص ہے جو انکو ہنڈولے کی طرح ابد الاباد تک نیچے اوپر کرتا رہیگا

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک رات آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا اور میں نے اپنی مصیبتوں کا ذکر آنحضرتؐ سے کیا حضرت نے فرمایا اے علی نیچے نظر کر پس میں نے دیکھا کہ معاویہ اور عمر عاص جہنم میں الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور جہنم کے فرشتے ان سے سوال کر رہے ہیں کہ تم دونوں نے علی ابن ابی طالب کی ولایت سے کیوں انکار کیا۔ عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ معاویہ ایک طابوت میں جہنم کے سب سے نچلا حصہ میں جل رہا ہے اور اگر فرعون ''انا ربکم الاعلیٰ'' نہ کہتا تو معاویہ سے نچلا درجہ میں کوئی شخص نہ ہوتا۔

مروج الذہب مسعودی جلد ۲ ص ۵۵ تاریخ طبری فارسی ص ۳۲۲۔ ابو الفدا جلد اول میں معاویہ کے مظالم کی تفصیل مرقوم ہے جس کا ضروری خلاصہ یہ ہے کہ معاویہ نے بیشمار شیعان علیؑ کو محض محبت علیؑ کے جرم پر سولی پر چڑھایا۔ کان کاٹ دیئے۔ زبانیں نکلوا دیں۔ اندھے کر دیئے گئے۔ جلا وطن کئے گئے۔ انکے گھر مسمار کر دیئے گئے۔ کنوؤں میں دھکیل دیئے گئے۔ پہاڑوں پر سے گرائے گئے۔ زندہ جلائے گئے جلا وطن کئے گئے قتل کئے گئے۔ انکے اہل و عیال کو تہ تیغ کیا گیا۔ وغیرہ

تاریخ الخلفا میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام دانتوں سے اپنی انگلیاں کاٹتے اور فرماتے ''اعصی ویطاع معاویۃ'' یعنی افسوس میری نافرمانی ہو اور معاویہ کی فرمانبرداری کی جائے۔ شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ معاویہ کا پیٹ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ بیٹھتے وقت رانوں پر آپڑتا۔ نیز یہ کھانے سے سیر نہ ہوتا کھاتے

دشمنوں میں برابری کا قائل ہو۔ وہ ہم سے نہیں یعنی خدا کی درگاہ اور رسول کی بارگاہ کا راندہ ہے۔ بیہقی نے قول ابن عساکر درج کیا ہے کہ معویہ اور اس کے اصحاب قاسطین ہیں۔

معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام سے عداوت کیوں تھی اس کے چند بواعث لکھتا ہوں۔ پہلا یہ کہ معاویہ ولدالزنا تھا۔ دوسرا یہ کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ بدر میں معاویہ کے بھائی حنظلہ۔ اس کے نانا عتبہ اس کے نانا کے بھائی شیبہ اور اس کے ماموں ولید کو قتل کیا۔ تیسرا یہ کہ خلافت علی میں معاویہ کا امیر شام رہنا ناممکن تھا۔ چوتھا یہ کہ عمر بن خطاب اکثر کہا کرتا کہ مسلمانو۔ مجھے خطرہ ہے کہ معاویہ بھی خلافت کا خواہشمند نہ ہو پانچواں یہ کہ ثلاثہ نے علیؑ و اولاد علی کو یہاں تک ذلیل کر دیا تھا کہ ہر ادنٰے و اعلےٰ ان کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتا تھا جس کا آخری نتیجہ قتل حسینؑ میں رونما ہوا۔ چھٹا یہ کہ معاویہ جانتا تھا۔ کہ اگر خلافت خاندان رسولؐ میں چلی گئی۔ تو قیامت تک اُن میں محصور ہو جائے گی۔ اور وہ حاکم اور ہم محکوم ہو جائیں گے۔

کتاب مثالب ابو المنذر ہشام بن سائب کلبی میں ہے کہ معویہ کی ماں ہند اور نانی حمامہ فاحشہ عورتیں تھیں ہند کو حبشی غلاموں کی طرف خاص شوق تھا چنانچہ ہند نے کئی سیاہ رنگ بچے جنے اور زندہ دفن کر دیئے۔ معاویہ کو چار باپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یعنی عمار بن ولید اور مسافر بن عمر اور ابوسفیان اور ایک اجنبی شخص۔

اسمٰعیل نے کتاب مثالب بنی امیہ میں اور شیخ ابو الفتح نے کتاب بجتہ المستفید میں لکھا ہے۔ کہ ایک شخص مسمی مسافر بن عمر معاویہ کی ماں ہند پر عاشق ہو گیا اور اس سے ہم بستری کی جب حمل ٹھیر گیا اور ہند کے باپ عتبہ کو اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو مسافر بن عمر جان کے خوف سے ملک حیرہ کو بھاگ گیا۔ عتبہ نے بے عزتی سے ڈر کر ابوسفیان کو در پردہ بلایا۔ اور کافی مقدار میں مال و منال دے کر ہند کا نکاح ابوسفیان سے کر دیا۔ نکاح سے تین مہینے بعد معویہ پیدا ہوا۔

ربیع الابرار علامہ زمخشری میں ہے کہ ابوسفیان بد شکل تھا اور اس کا غلام مسمی صباح خوبصورت تھا اس وجہ سے ہند کو ابوسفیان سے نفرت اور صباح کی طرف رغبت تھی پس صباح کی عنایت سے معاویہ کا بھائی عتبہ پیدا ہوا۔

مستطرف ص۱۲۳ پر ہے کہ ایک دفعہ ہاتھی کے کرتب کا تماشہ ہو رہا تھا معاویہ بھی ایک بلند مقام پر تماشہ دیکھنے بیٹھ گیا۔ اتفاقاً اپنے گھر کیطرف نظر کی تو دیکھا کہ کوئی غیر شخص اس کی زوجہ سے پرائیویٹ کارروائی میں

إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحٰهَا ۝

رہے ہیں گویا شام کی یا صبح کی

سُورَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثِنْتَانِ أَرْبَعُونَ آيَةً

ایاتها ۴۲ — رکوعها ۱ — کلماتها ۱۳۳ — حروفها ۵۵۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

عَبَسَ وَتَوَلّٰى ۝ أَنْ جَآءَهُ الْأَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيكَ

(ایک شخص نے اپنی) تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا کہ نبی کے پاس ایک نابینا آگیا۔ اور تجھ کو کیا معلوم ہے

لَعَلَّهُ يَزَّكّٰى ۝ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ أَمَّا مَنِ

شاید کہ وہ پاکیزہ ہو جائے۔ یا نصیحت حاصل کرے تو وہ نصیحت اسکو نفع پہنچائے۔ لیکن جو

اسْتَغْنٰى ۝ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكّٰى ۝

مالدار ہے اُسکے لیے تو تو آمادہ رہتا ہے حالانکہ تجھ کو اسکی کچھ پروا نہونی چاہیے کہ وہ پاکیزہ نہیں

وَأَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَأَنْتَ عَنْهُ

اور وہ جو تیرے پاس نیکی کی غرض سے آتا ہے اور وہ (خدا سے بھی) ڈرتا ہے تو اُس سے تو اعراض

تَلَهّٰى ۝ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهُ ۝ فِي

کرتا ہے۔ حق یہ کہ یہ قرآن (کا سورہ) تو ایک نصیحت کی چیز ہے جو چاہے اسے یاد رکھے۔ (اصل کتاب)

صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِأَيْدِيْ

معزز بلند مرتبہ اور پاک صحیفوں میں ہے جو نیکوکار و بزرگ سفیروں کے

سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ۝

ہاتھوں میں رہی۔ غارت ہو انسان وہ کیسا ناشکرا ہے۔

مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ۝

(اسے خدا نے) پیدا کس چیز سے کیا ہے؟ نطفہ ہی سے تو اُسے پیدا کیا پھر اُسکے لیے تقدیر مقرر کی

نا ایسے عتاب کے لائق نہیں ہو سکتے۔ الزام ہی کیوں لگایا جائے ۱۲

کی قسم ابوبکر کے عدم ایمان اور کفر پر یہ دلیل ہے۔ اس وجہ سے کہ خدا نے دُو جگہ قرآن میں
دی کو جناب رسولؐ خدا پر سکینہ نازل کیا۔ اوّل اس آیتِ غار میں جو گذری، اور دُوسرے
حنین میں جب لشکرِ اسلام کو شکست ہوئی اور ابوبکر و عمر و عثمان اور بہت سے صحابہ نے
اختیار کی اور رسولؐ کو کافروں میں چھوڑ دیا سوائے امیر المومنین علی علیہ السلام اور اُناشی د
اصحاب کے جو نہیں بھاگے۔ اور امیر المومنینؑ کے ساتھ میدانِ قتال و جدال میں دادِ مردانگی
رہے تھے، اور جان کی پروا ان کو نہ تھی اور جنگ کا خیال مقدم رکھا۔ خدائے تعالےٰ نے ق
لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم ت
عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین
انزل اللہ سکینتہ علےٰ رسولہ وعلے المومنین۔ (سورہ توبہ آیت ۲۵، ۲۶۔ پ
نے بہتیرے مقامات پر تمہاری مدد کی خاص کر یوم حنین جب تم کو اپنی تعداد کی زیادتی پر
ہو گیا تھا۔ پھر وُہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسیع ہونے کے تم پر تنگ
پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر خدا نے اپنی تسکین اپنے رسولؐ اور مومنین پ
نازل کی۔

اے ابراہیم چونکہ روزِ حنین مومنین حضرتؐ کے ہمراہ تھے اس لئے نزولِ سکینہ ر
مومنین پر ہُوا۔ اور غار میں ابوبکر کے سوا کوئی ہمراہ مومن نہ تھا اس لئے فرمایا فانزل ا
سکینتہ علیہ۔ اور ابوبکر کا ذکر نہیں کیا۔ اگر فی الحقیقت ابوبکر صاحبِ ایمان ہو
ضمیر واحد کے بجائے تثنیہ کی ضمیر ہوتی اور علیہ کے بجائے علیہما فرماتا۔ اے ابراہیم چونک
میں ان کا حزن و تزلزل قطعی معصیت تھا اور عدمِ سکینہ کو تقویت دینے والا تھا لہٰذا اُن ک
آیتِ غار سے کوئی شرف نہیں حاصل ہُوا، بلکہ ان کا ایمان سے بے بہرہ ہونا ثابت ہ
اس قسم کی فضیلتوں سے ان کا کفر ثابت ہوتا ہے۔ اور دُوسرے ان کے فضائل جو بیان ک
اور دُنیا والوں کی نگاہوں میں بصورتِ فضیلت پیش کرتے ہو موضوعہ حدیثیں خلائق کی زب

"وہ اپنے دروازے کو بند رکھتے ہیں (یعنی کہیں آنے جانے نہیں دیتے) مال خرچ نہیں کرتے۔ نیز آتے جاتے ہر وقت ان کا منہ بنا رہتا ہے۔"

(طبری)

متعہ پر بات شروع ہوگی تو یہ بتانا پڑے گا کہ متعہ تو حضرت ابوبکر کی صاحبزادی جناب اسماء بنت ابوبکر نے بھی کیا تھا اور جس شخص سے کیا تھا وہ زبیر بن العوام تھے اور یہ عقد موقت بعد میں عقد دائمی میں تبدیل ہوگیا تھا۔ اسی متعہ کی پیداوار حضرت عبداللہ ابن زبیر ہیں۔ زاد المعاد ابن قیم، جلد اول کے مطابق جب عروہ بن زبیر نے ابن عباس سے کہا کہ تمکو خدا کا خوف نہیں ہے متعہ کی اجازت دیتے ہو۔ تو ابن عباس نے کہا۔ ذرا جا کر اپنی والدہ سے تو دریافت کرو۔

ہمیں امید ہے کہ اب جناب ثروت جمال اصمعی کی سمجھ میں آ جائے گا کہ شیعہ متعہ پر عام گفتگو کرنے سے کیوں احتراز کرتے ہیں۔

حکومت ایران کیطرف سے متعہ کو عام کرنے کی مہم؟

ہم ۱۹۸۵ء میں ایران گئے تھے اور وہاں ڈیڑھ مہینہ ٹھہرے۔ ایک ہفتہ امام رضا کے شہر خراسان میں اور ایک ہفتہ قم اور باقی ایام تہران میں گزارے۔ ہمیں کہیں وہ مہم نظر نہیں آئی کہ جس نے (بقول ثروت جمال اصمعی) مغربی حلقوں کو چونکا

پر چل کر منتشر ہو جانے سے بہر حال بہتر ہے جسے تم پسند کرتے ہو۔ پروردگار نے افتراق و انتشار میں کسی کو کوئی خیر نہیں دیا ہے نہ ان لوگوں میں جو چلے گئے اور نہ ان میں جو باقی رہ گئے ہیں۔

لوگو! خوش نصیب ہے وہ جسے اپنا عیب دوسروں کے عیب پر نظر کرنے سے مشغول کر لے اور قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔ اپنا رزق کھائے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا رہے اور اپنے گناہوں پر گریہ کرتا رہے۔ وہ اپنے نفس میں مشغول رہے اور لوگ اس کی طرف سے مطمئن رہیں۔

۱۷۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(صفین کے بعد حکمین کے بارے میں)

تمہاری جماعت ہی نے دو آدمیوں کے انتخاب پر اتفاق کر لیا تھا۔ میں نے تو ان دونوں سے شرط کر لی تھی کہ قرآن کی حدوں پر توقف کریں گے اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے۔ ان کی زبان اس کے ساتھ رہے گی اور وہ اسی کا اتباع کریں گے لیکن وہ دونوں بھٹک گئے اور حق کو دیکھ بھال کر نظر انداز کر دیا۔ ظلم ان کی آرزو تھا اور کج فہمی ان کی رائے جب کہ اس بدترین رائے اور اس ظالمانہ فیصلہ سے پہلے ہی میں نے یہ شرط کر دی تھی کہ عدالت کے ساتھ فیصلہ کریں گے اور حق کے مطابق عمل کریں گے لہٰذا اب میرے پاس اپنے حق میں حجت و دلیل موجود ہے کہ ان لوگوں نے راہ حق سے اختلاف کیا ہے اور طے شدہ قرارداد کے خلاف الٹا حکم کیا ہے۔

۱۷۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(شہادت ایمان اور تقویٰ کے بارے میں)

نہ اس پر کوئی حالت طاری ہو سکتی ہے اور نہ اسے کوئی زمانہ بدل سکتا ہے اور نہ اس پر کوئی مکان حاوی ہو سکتا ہے اور نہ اس کی توصیف ہو سکتی ہے۔ اس کے علم سے نہ بارش کے قطرے مخفی ہیں اور نہ آسمان کے ستارے۔ نہ فضاؤں میں ہوا کے جھکڑ مخفی ہیں اور نہ پتھروں پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور نہ اندھیری رات میں اس کی پناہ گاہ۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہ بھی جانتا ہے اور آنکھ کے دزدیدہ اشارے بھی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی ہمسر و عدیل ہے اور نہ اس میں کسی طرح کا شک ہے۔ نہ اس کے دین کا انکار ہو سکتا ہے اور نہ اس کی تخلیق سے انکار کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] جب معاویہ نے صفین میں اپنے لشکر کو ہارتے ہوئے دیکھا تو نیزوں پر قرآن بلند کر دیا کہ ہم قرآن سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ صرف مکاری اور غداری ہے ورنہ میں تو خود ہی قرآن ناطق ہوں۔ مجھ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے لیکن شام کے نمک خوار اور ضمیر فروش سپاہیوں نے مجبور کر دیا اور حضرت کو مجبور کر دیا کہ دو افراد کو حکم بنا کر ان سے فیصلہ کرائیں۔ آپ نے اپنی طرف سے ابن عباس کو پیش کیا لیکن ظالموں نے اسے بھی نہ مانا۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی فیصلہ کرے لیکن قرآن کے حدود سے آگے نہ بڑھے کہ میں نے قرآن ہی کے نام پر جنگ کو موقوف کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ کچھ نہ ہو سکا اور عمرو عاص کی عیاری نے آپ کے خلاف فیصلہ کرا دیا اور اس طرح اسلام ایک عظیم فتنہ سے دوچار ہو گیا لیکن آپ کا عذر واضح رہا کہ میں نے فیصلہ میں قرآن کی شرط کی تھی اور یہ فیصلہ قرآن سے نہیں ہوا ہے لہٰذا مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

السُّيُوفُ مَآخِذَهَا، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ كَانَ أَكْبَرُ مَكِيدَتِهِ أَنْ يَمْنَحَ الْقِرْمَ (قوم) سُبَّتَهُ[1]
أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَيَمْنَعُنِي مِنَ اللَّعِبِ ذِكْرُ الْمَوْتِ، وَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُهُ مِنْ قَوْلِ الْحَقِّ
نِسْيَانُ الْآخِرَةِ، إِنَّهُ لَمْ يُبَايِعْ مُعَاوِيَةَ حَتَّىٰ شَرَطَ أَنْ يُؤْتِيَهُ أَتِيَّةً، وَ يَرْضَخَ
لَهُ عَلَىٰ تَرْكِ الدِّينِ رَضِيخَةً.

۸۵

و من خطبه له ﴿عليه السلام﴾

وفيها صفات ثمانٍ من صفات الجلال

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ: الْأَوَّلُ لَا شَيْءَ قَبْلَهُ
وَ الْآخِرُ لَا غَايَةَ لَهُ. لَا تَقَعُ الْأَوْهَامُ لَهُ عَلَىٰ صِفَةٍ، وَلَا تُعْقَدُ الْقُلُوبُ
مِنْهُ عَلَىٰ كَيْفِيَّةٍ، وَلَا تَنَالُهُ التَّجْزِئَةُ وَالتَّبْعِيضُ، وَلَا تُحِيطُ بِهِ
الْأَبْصَارُ وَالْقُلُوبُ.

ومنها: فَاتَّعِظُوا عِبَادَ اللهِ بِالْعِبَرِ النَّوَافِعِ، وَاعْتَبِرُوا بِالْآيِ السَّوَاطِعِ،
وَ ازْدَجِرُوا بِالنُّذُرِ الْبَوَالِغِ، وَانْتَفِعُوا بِالذِّكْرِ وَالْمَوَاعِظِ. فَكَأَنْ قَدْ
عَلِقَتْكُمْ مَخَالِبُ الْمَنِيَّةِ، وَانْقَطَعَتْ مِنْكُمْ عَلَائِقُ الْأُمْنِيَّةِ،
وَ دَهِمَتْكُمْ مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ، وَالسِّيَاقَةُ إِلَى الْوِرْدِ الْمَوْرُودِ،
فَـ «كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَ شَهِيدٌ»: سَائِقٌ يَسُوقُهَا إِلَىٰ مَحْشَرِهَا
وَ شَاهِدٌ يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا

و منها في صفة الجنة

دَرَجَاتٌ مُتَفَاضِلَاتٌ، وَ مَنَازِلُ مُتَفَاوِتَاتٌ. لَا يَنْقَطِعُ نَعِيمُهَا
وَلَا يَظْعَنُ مُقِيمُهَا، وَلَا يَهْرَمُ خَالِدُهَا، وَلَا يَبْأَسُ (ییاس) سَاكِنُهَا

۸۶

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

وفيها بيان صفات الحق جل جلاله، ثم عظة الناس بالتقوى والمشورة

قَدْ عَلِمَ السَّرَائِرَ، وَ خَبَرَ الضَّمَائِرَ. لَهُ الْإِحَاطَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ، وَالْغَلَبَةُ

سُبّتہ - عقبی شرمگاہ
اُتیہ - عطیہ
رضیخہ - مال قلیل
الآئی - جمع آیہ - دلیل
سواطع - روشن اور واضح
بوالغ - مکمل طور پر واضح
نذر - ڈرانے والی چیزیں
مفظعات - وحشتناک
ورد - چشمہ (موت)
یُبْئس - محتاج ہوگیا

[1] یہ ابن عاص کی بے حیائی کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے مولائے کائنات کی تلوار کی زد سے بچنے کے لئے اپنے کو برہنہ کردیا تھا اور جب آپ نے منھ پھیر لیا تو فوراً فرار کر گیا۔ بالکل یہی انداز جو میدان اُحد میں طلحہ بن ابی طلحہ نے اختیار کیا تھا اور جس کی نقل عمرو عاص کے بعد بسر بن ابی ارطاہ نے کی اور اس طرح تمام دشمنان علیؑ اپنی حقیقت کو بے نقاب کرتے رہے اور مورخین اسلام کی طرف سے عظیم ترین القاب اور خلفاء اسلام کے دربار سے بہترین انعامات وصول کرتے رہے اور شرافت انسانی ان حالات پر آٹھ آٹھ آنسو روتی رہی۔

برین عقل و دانش بباید گریست

مصادر خطبہ ۸۵ حلیۃ الاولیاء ۱ ص۷۷، عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، تذکرۃ الخواص ص۱۳۱، مطالب السؤل ابن طلحہ شافعی ا ص۵۳
مصادر خطبہ ۸۶ الاخبار الطوال ص۱۳۵، تحف العقول ص۱۰۰-۱۰۱، محاسن برقی ص۲۳۲، ۲۳۳، المجالس مفید ص۱۲۰، مشکوٰۃ الانوار طبرسیؒ ص
غرر الحکم آمدی۔ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۰، من لا یحضرہ الفقیہ ا ص۱۳۲

بندگانِ خدا ! کہاں ہیں وہ لوگ جنھیں عمریں دی گئیں تو خوب مزے اڑائے اور بتایا گیا تو سب سمجھ گئے، لیکن مہلت دی گئی تو غفلت میں پڑ گئے، صحت و سلامتی دی گئی تو اس نعمت کو بھول گئے۔ انھیں کافی طویل مہلت دی گئی اور کافی اچھی نعمتیں دی گئیں اور انھیں دردناک عذاب سے ڈرایا بھی گیا اور بہترین نعمتوں کا وعدہ بھی کیا گیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اب تم لوگ مہلک گناہوں سے پرہیز کرو اور خدا کو ناراض کرنے والے عیوب سے دور رہو۔ تم صاحبانِ سماعت و بصارت اور اہلِ عافیت و ثروت ہو بتاؤ کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھٹکارہ کی کوئی گنجائش ہے۔ کوئی ٹھکانہ یا پناہ گاہ ہے۔ کوئی جائے فرار یا دنیا میں واپسی کی کوئی صورت ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو کدھر بہکے جا رہے ہو اور کہاں تم کو لے جایا جا رہا ہے یا کس دھوکہ میں پڑے ہو۔؟

یاد رکھو اس طویل و عریض زمین میں تمھاری قسمت صرف بقدر قامت جگہ ہے جہاں رخساروں کو خاک پر رہنا ہے۔

بندگانِ خدا ! ابھی موقع ہے۔ رسی ڈھیلی ہے۔ روح آزاد ہے۔ تم ہدایت کی منزل اور جسمانی راحت کی جگہ پر ہو۔ مجلسوں کے اجتماع میں ہو اور بقیہ زندگی کی مہلت سلامت ہے اور راستہ اختیار کرنے کی آزادی ہے اور توبہ کی مہلت ہے اور جگہ کی وسعت ہے قبل اس کے کہ تنگیٔ لحد۔ ضیق مکان۔ خوف اور جانکنی کا شکار ہو جاؤ اور قبل اس کے کہ وہ موت آجائے جس کا انتظار ہو رہا ہے اور وہ پروردگار اپنی گرفت میں لے لے جو صاحبِ عزت و غلبہ اور صاحبِ طاقت و قدرت ہے۔

سید رضیؒ۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرتؑ نے اس خطبہ کو ارشاد فرمایا تو لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور دل لرزنے لگے۔ بعض لوگ اس خطبہ کو "خطبۂ غراء" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۸۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں عمرو عاص کا ذکر کیا گیا ہے)

تعجب ہے نابغہ کے بیٹے سے۔ کہ یہ اہل شام سے بیان کرتا ہے کہ میرے مزاج میں مزاح پایا جاتا ہے اور میں کوئی کھیل تماشہ والا انسان ہوں اور ہنسی مذاق میں لگا رہتا ہوں۔ یقیناً اس نے یہ بات غلط کہی ہے اور اس کی بنا پر گنہگار بھی ہوا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ بدترین کلام غلط بیانی ہے اور یہ جب بولتا ہے تو جھوٹ ہی بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی ہی کرتا ہے اور جب اس سے کچھ مانگا جاتا ہے تو بخل ہی کرتا ہے اور جب خود مانگتا ہے تو چمٹ جاتا ہے۔ عہد و پیمان میں خیانت کرتا ہے۔ قرابتوں میں قطع رحم کرتا ہے۔ جنگ کے وقت دیکھو تو کیا کیا امر و نہی کرتا ہے جب تک تلواریں اپنی منزل پر زور نہ پکڑ لیں۔

عِبَادَ اللهِ، أَيْنَ الَّذِينَ عُمِّرُوا فَنَعِمُوا، وَعُلِّمُوا فَفَهِـ
وَأُنْظِرُوا فَلَهَوْا، وَسُلِّمُوا فَنَسُوا! أُمْهِلُوا طَوِيلاً وَمُـ
جَمِيلاً وَحُذِّرُوا أَلِيماً، وَوُعِدُوا جَسِيماً (جميلا)! احْذَرُوا الذُّنُو
الْمُوَرِّطَةَ وَالْعُيُوبَ الْمُسْخِطَةَ.

أُولِي الْأَبْصَارِ وَالْأَسْمَاعِ، وَالْعَافِيَةِ وَالْمَتَاعِ، هَلْ مِـ
مَنَاصٍ أَوْ خَلَاصٍ، أَوْ مَعَاذٍ أَوْ مَلَاذٍ، أَوْ فِرَارٍ أَوْ مَحَـ
أَمْ لَا؟ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ! أَمْ أَيْنَ تُصْرَفُونَ! أَمْ بِمَـ
تَغْتَرُّونَ! وَإِنَّمَا حَظُّ أَحَدِكُمْ مِنَ الْأَرْضِ، ذَاتِ الطُّـ
وَالْعَرْضِ، قِيدُ قَدِّهِ، مُتَعَفِّراً عَلَى خَدِّهِ! الْآنَ عِبَادَ
وَالْخِنَاقُ مُهْمَلٌ، وَالرُّوحُ مُرْسَلٌ، فِي فَيْنَةِ الْإِرْشَـ
وَرَاحَةِ الْأَجْسَادِ، وَبَاحَةِ الْاحْتِشَادِ، وَمَهَلِ الْبَقِـ
وَأُنُفِ الْمَشِيَّةِ، وَإِنْظَارِ التَّوْبَةِ، وَانْفِسَاحِ الْحَوْ
قَبْلَ الضَّنْكِ وَالْمَضِيقِ، وَالرَّوْعِ وَالزُّهُوقِ، وَقَبْلَ قُدُو
الْغَائِبِ الْمُنْتَظَرِ، وَأَخْذَةِ الْعَزِيزِ الْمُقْتَدِرِ.

قال الشريف: وفي الخبر: أنه لما خطب بهذه الخطبة اقشعرت لها الجلود، وبكـ
العيون، ورجفت القلوب. ومن الناس من يسمي هذه الخطبة: «الغراء».

٨٤

ومن خطبة له «عليه السلام»

في ذكر عمرو بن العاص

عَجَباً لِابْنِ النَّابِغَةِ[1]! يَزْعُمُ لِأَهْلِ الشَّامِ، أَنَّ فِيَّ دُعَابَةً، وَأَنِّـ
امْرُؤٌ تِلْعَابَةٌ: أُعَافِسُ وَأُمَارِسُ! لَقَدْ قَالَ بَاطِلاً، وَنَطَقَ آثِـ
أَمَا - وَشَرُّ الْقَوْلِ الْكَذِبُ - إِنَّهُ لَيَقُولُ فَيَكْذِبُ، وَيَعِدُ فَيُخْلِـ
وَيُسْأَلُ فَيَبْخَلُ، وَيَسْأَلُ فَيُلْحِفُ، وَيَخُونُ الْعَهْدَ، وَيَقْطَعُ الْإِلَّ
فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْحَرْبِ فَأَيُّ زَاجِرٍ وَآمِرٍ هُوَ! مَا لَمْ تَأْخُذْ

مورطہ - ہلاک
مناص - چھٹکارا
محار - دنیا میں واپسی
قید قد - مقدار قامت
متعفراً - خاک آلود
خناق - گلے کا پھندہ
اہمال - ڈھیلا ہونا
فینہ - وقت
باحہ - صحن
انف - ابتدا
حوبہ - حاجت
انفساح - وسعت
ضنک - شدت
روع - خوف
زہوق - اضمحلال
غائب منتظر - موت
نابغہ - وہ عورت جو بدکاری میں شہرت رکھتی ہو
دعابہ - مزاح
تلعابہ - کھیل کود میں لگا رہنے والا
معافسہ - ہنسی مذاق کرنا
الحاف - اصرار
إلّ - قرابت

[1] عمرو عاص کی ماں جاہلیت میں کافی شہرت رکھتی تھی اس لئے اسے ابن النابغہ کہا گیا ہے اور اس کا کردار بھی اس کے نسب کی بہترین دلیل تھا کہ اتنا بڑا جھوٹ کوئی صحیح نسب وا بول سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۸۴ عیون الاخبار ۲ ص ۱۰ ، العقد الفرید ۲ ص ۲۸۶ ، الامتاع والموانسہ توحیدی ۳ ص ۱۸۳ ، المحاسن والمساوی ص ۵۴ ، انساب الاشرا ص ۱۳۵ ، امالی طوسی ۱ ص ۱۳۱ ، نہایۃ ابن اثیر ا ص ۱۱ ، ۳ ص ۵۹ ، ۴ ص ۸۹

یاد رکھو۔ ہم نے افراد کو حکم نہیں بنایا تھا بلکہ قرآن کو حکم قرار دیا تھا اور قرآن وہی کتاب ہے جو دو دفتیوں کے درمیان موجود ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ خود نہیں بولتا ہے اور اسے ترجمان کی ضرورت ہوتی ہے اور ترجمان افراد ہی ہوتے ہیں[1]۔ اس قوم نے ہمیں دعوت دی کہ ہم قرآن سے فیصلہ کرائیں تو ہم تو قرآن سے روگردانی کرنے والے نہیں تھے جب کہ پروردگار نے فرمادیا ہے کہ اپنے اختلافات کو خدا اور رسول کی طرف موڑ دو اور خدا کی طرف موڑنے کا مطلب اس کی کتاب سے فیصلہ کرانا ہی ہے اور رسولؐ کی طرف موڑنے کا مقصد بھی سنت کا اتباع کرنا ہے اور یہ طے ہے کہ اگر کتاب خدا سے سچائی کے ساتھ فیصلہ کیا جائے تو اس کے سب سے زیادہ حقدار ہم ہی ہیں اور اسی طرح سنت پیغمبر کے لئے سب سے اولیٰ واقرب ہم ہی ہیں۔

اب تمہارا یہ کہنا کہ آپ نے تحکیم کی مہلت کیوں دی ؟ تو اس کا راز یہ ہے کہ میں چاہتا تھا کہ بے خبر باخبر ہوجائے اور باخبر تحقیق کرلے کہ شائد پروردگار اس وقفہ میں امت کے امور کی اصلاح کردے اور اس کا گلا نہ گھونٹا جائے کہ تحقیق حق سے پہلے گمراہی کے پہلے ہی مرحلہ میں بھٹک جائے۔ اور یاد رکھو کہ پروردگار کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جسے حق پر عملدرآمد کرنا (چاہے اس میں نقصان ہی کیوں نہ ہو) باطل پر عمل کرنے سے زیادہ محبوب ہو (چاہے اس میں فائدہ ہی کیوں نہ ہو)۔ تو آخر تمہیں کدھر لے جایا جارہا ہے اور تمہارے پاس شیطان کدھر سے آگیا ہے۔ دیکھو اس قوم سے جہاد کے لئے تیار ہوجاؤ جو حق کے معاملہ میں اس طرح سرگرداں ہے کہ اسے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا ہے اور باطل پر اس طرح اتار دی گئی ہے کہ سیدھے راستہ پر آنا ہی نہیں چاہتی ہے۔ یہ کتاب خدا سے الگ اور راہ حق سے منحرف ہیں مگر تم بھی قابل اعتماد افراد اور لائق تمسک شرف کے پاسبان نہیں ہو۔ تم آتش جنگ کے بھڑکانے کا بدترین ذریعہ ہو۔ تم پر حیف ہے جس نے تم سے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ تمہیں علی الاعلان بھی پکارا ہے اور آہستہ بھی سمجھایا ہے لیکن تم نہ آواز جنگ پر سچے شریف ثابت ہوئے اور نہ رازداری پر قابل اعتماد ساتھی نکلے۔

۱۲۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب عطایا کی برابری پر اعتراض کیا گیا)

کیا تم مجھے اس بات پر آمادہ کرنا چاہتے ہو کہ میں جن رعایا کا ذمہ دار بنایا گیا ہوں ان پر ظلم کرکے چند افراد کی کمک حاصل کرلوں۔ خدا کی قسم

[1] حضرت نے تحکیم کا فیصلہ کرتے ہوئے دونوں افراد کو ایک سال کی مہلت دی تھی تاکہ اس دوران ناواقف افراد حق و باطل کی اطلاع حاصل کرلیں اور جو کسی مقدار میں حق سے آگاہ ہیں وہ مزید تحقیق کرلیں۔ ایسا نہ ہو کہ بے خبر افراد پہلے ہی مرحلہ میں گمراہ ہوجائیں اور عمرو عاص کی مکاری کا شکار ہوجائیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ہر دور میں ایسے افراد ضرور رہتے ہیں جو اپنے عقل و فکر کو ہر ایک سے بالاتر تصور کرتے ہیں اور اپنے قائد کے فیصلوں کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب امامؑ کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا گیا ہے تو نائب امام یا عالم دین کی کیا حیثیت ہے۔؟

بْنِ قَيْسٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ: «إِنَّهَا فِتْنَةٌ فَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ، وَشِيمُوا سُيُوفَكُمْ» فَإِنْ كَانَ صَادِقاً فَقَدْ أَخْطَأَ بِمَسِيرِهِ غَيْرَ مُسْتَكْرَهٍ، وَإِنْ كَانَ كَاذِباً فَقَدْ لَزِمَتْهُ التُّهَمَةُ. فَادْفَعُوا فِي صَدْرِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، وَخُذُوا مَهَلَ الْأَيَّامِ، وَحُوطُوا قَوَاصِيَ الْإِسْلَامِ. أَلَا تَرَوْنَ إِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى، وَإِلَى صَفَاتِكُمْ تُرْمَى؟ [۲]

۲۳۹

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

يذكر فيها آل محمد ﴿صلی الله علیه وآله﴾

هُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ، وَمَوْتُ الْجَهْلِ. يُخْبِرُكُمْ حِلْمُهُمْ عَنْ عِلْمِهِمْ، وَظَاهِرُهُمْ عَنْ بَاطِنِهِمْ، وَصَمْتُهُمْ عَنْ حِكَمِ مَنْطِقِهِمْ. لَا يُخَالِفُونَ الْحَقَّ وَلَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ. وَهُمْ دَعَائِمُ الْإِسْلَامِ، وَوَلَائِجُ الْاعْتِصَامِ. بِهِمْ عَادَ الْحَقُّ إِلَى نِصَابِهِ، وَانْزَاحَ الْبَاطِلُ عَنْ مُقَامِهِ، وَانْقَطَعَ لِسَانُهُ عَنْ مَنْبِتِهِ. عَقَلُوا الدِّينَ عَقْلَ وِعَايَةٍ وَرِعَايَةٍ، لَا عَقْلَ سَمَاعٍ وَرِوَايَةٍ. فَإِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيرٌ، وَرُعَاتَهُ قَلِيلٌ.

اوتار - کمان

شیموا - غلاف میں رکھ لو

ولائج - پناہ گاہ

نصاب - اصل

انزاح - زائل ہوگیا

منبت - اصل

وعایہ - محفوظ کرنا

رعایہ - خیال رکھنا

[۱] عبداللہ بن قیس - ابوموسیٰ اشعری کے نام سے مشہور ہے اور یہ روز اول سے منافق اور غدار تھا۔ پہلے جنگ جمل میں لوگوں کو جہاد سے روکا - اس کے بعد صفین میں معاویہ سے کھلم کھلا مل گیا

یہی حال عمرو عاص کا بھی تھا کہ وہ کسی قیمت پر حضرتؑ کا مخلص نہیں تھا اور اس کا مقابلہ ابن عباس کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن قوم نے ابن عباس کو ہٹا کر ابوموسیٰ کو معین کردیا اور اس طرح دونوں شاطر غدار ایک نقطہ پر جمع ہوگئے اور اسلام کو اس کے واقعی مرکز سے ہٹا دیا

[۲] واضح رہے کہ تحکیم کا قصہ جنگ کے بعد کا ہے لہٰذا یہ حصہ دوسرے خطبہ کا ہے یا اس میں تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے۔

مصادر خطبہ ۲۳۹ روضہ کافی ص۳۸۶، تحف العقول ص۱۶۳

۱۳۰

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

لأبي ذر رحمه الله لما أخرج إلى الربذة

يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ غَضِبْتَ لِلّٰهِ فَارْجُ مَنْ غَضِبْتَ لَهُ. إِنَّ ٱلْقَوْمَ خَافُوكَ عَلَىٰ دُنْيَا
وَخِفْتَهُمْ عَلَىٰ دِينِكَ، فَاتْرُكْ فِي أَيْدِيهِمْ مَا خَافُوكَ عَلَيْهِ، وَٱهْرُبْ بِمَا
خِفْتَهُمْ عَلَيْهِ؛ فَمَا أَحْوَجَهُمْ إِلَىٰ مَا مَنَعْتَهُمْ، وَمَا أَغْنَاكَ عَمَّا مَنَعُو
وَسَتَعْلَمُ مَنِ ٱلرَّابِحُ غَداً، وَٱلْأَكْثَرُ حُسَّداً. وَلَوْ أَنَّ ٱلسَّمَاوَاتِ وَٱلْأَرَضِينَ كَا
عَلَىٰ عَبْدٍ رَتْقاً، ثُمَّ ٱتَّقَى ٱللهَ، لَجَعَلَ ٱللهُ لَهُ مِنْهُمَا مَخْرَجاً. لَا يُؤْنِسَنَّكَ إِلَّا ٱلْحَقُّ
وَلَا يُوحِشَنَّكَ إِلَّا ٱلْبَاطِلُ، فَلَوْ قَبِلْتَ دُنْيَاهُمْ لَأَحَبُّوكَ، وَلَوْ قَرَضْتَ مِنْهَا لَأَمَّنُوكَ

۱۳۱

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

وفيه يبين سبب طلبه الحكم ويصف الإمام الحق

أَيَّتُهَا ٱلنُّفُوسُ ٱلْمُخْتَلِفَةُ، وَٱلْقُلُوبُ ٱلْمُتَشَتِّتَةُ، ٱلشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُ
وَٱلْغَائِبَةُ عَنْهُمْ عُقُولُهُمْ، أَظْأَرُكُمْ عَلَى ٱلْحَقِّ وَأَنْتُمْ تَنْفِرُونَ عَنْ
نُفُورَ ٱلْمِعْزَىٰ مِنْ وَعْوَعَةِ ٱلْأَسَدِ! هَيْهَاتَ أَنْ أَطْلَعَ بِكُمْ سِرَارَ ٱلْعَدْلِ
أَوْ أُقِيمَ ٱعْوِجَاجَ ٱلْحَقِّ. ٱللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِي كَانَ مِ
مُنَافَسَةً فِي سُلْطَانٍ، وَلَا ٱلْتِمَاسَ شَيْءٍ مِنْ فُضُولِ ٱلْحُطَامِ، وَلٰكِنْ لِنَرِدَ
ٱلْمَعَالِمَ مِنْ دِينِكَ، وَنُظْهِرَ ٱلْإِصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ، فَيَأْمَنَ ٱلْمَظْلُومُو
مِنْ عِبَادِكَ، وَتُقَامَ ٱلْمُعَطَّلَةُ مِنْ حُدُودِكَ. ٱللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَنَا
وَسَمِعَ وَأَجَابَ، لَمْ يَسْبِقْنِي إِلَّا رَسُولُ ٱللهِ ﴿صلى الله عليه وآله﴾ بالصلاة

وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ ٱلْوَالِي عَلَى ٱلْفُرُوجِ وَٱلدِّمَا
وَٱلْمَغَانِمِ وَٱلْأَحْكَامِ وَإِمَامَةِ ٱلْمُسْلِمِينَ ٱلْبَخِيلُ، فَتَكُونَ فِي أَمْوَالِهِ
نَهْمَتُهُ، وَلَا ٱلْجَاهِلُ فَيُضِلَّهُمْ بِجَهْلِهِ، وَلَا ٱلْجَافِي فَيَقْطَعَهُمْ بِجَفَائِهِ
وَلَا ٱلْحَائِفُ لِلدُّوَلِ فَيَتَّخِذَ قَوْماً دُونَ قَوْمٍ، وَلَا ٱلْمُرْتَشِي فِي ٱلْحُكْمِ فَيَذْهَبَ
بِٱلْحُقُوقِ، وَيَقِفَ بِهَا دُونَ ٱلْمَقَاطِعِ، وَلَا ٱلْمُعَطِّلُ لِلسُّنَّةِ فَيُهْلِكَ ٱلْأُمَّةَ

ربذہ - مدینہ کے قریب ایک مقام ہے جہاں عثمان نے حضرت ابوذر کو شہر بدر کرادیا تھا

قرضت منہا - ایک جزو الگ کرلیا

اظأرکم - مہربانی کرتا ہوں

سرار - مہینہ کی آخری رات - اندھیرا

نہمہ - بے پناہ لالچ

حائف - ظالم

دُوَل - جمع دُولہ - مال

مقاطع - حدود الٰہیہ

(۱) انسان کے شرف کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ لوگ اس کے دین سے خائف ہوں اور وہ لوگوں کی دنیا سے خوفزدہ ہو۔ ابوذر نے مولائے کائنات کی خدمت میں رہ کر وہ دولت دین حاصل کرلی جس سے تمام سلاطین دنیا محروم تھے اور یہی انسانیت کا عظیم ترین شرف ہے۔ ابوذر سے بڑا صادق اللہجہ تاریخ اسلام میں نہیں پیدا ہو سکا ہے اور ابوذر جیسا مجاہد تاریخ بشریت میں دیکھنے میں نہیں آیا ہے۔

(۲) اس مقام پر حضرت نے امامت و قیادت کے چند شرائط کا تذکرہ کیا ہے جن کے بغیر امت برباد تو ہو سکتی ہے منزل تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔

کاش امت اسلامیہ نے روز اول سے ان شرائط کا لحاظ رکھا ہوتا تو تاریخ خلفاء میں جاہلوں، احمقوں، ظالموں، رشوت خوروں اور بدکرداروں کے نام نہ ہوتے اور امت اسلامیہ کو اقوام عالم کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑتا

مصادر خطبہ نمبر ۱۳۰ روضہ کافی صفحہ ۲۰۶، کتاب السقیفہ الجوہری بحوالہ شرح نہج البلاغہ حدیدی ۲ صفحہ ۳۷۵ تاریخ یعقوبی، تذکرۃ الخواص صفحہ ۱۵۶

مصادر خطبہ نمبر ۱۳۱ تذکرۃ الخواص صفحہ ۱۲۰، دعائم الاسلام قاضی نعمان صفحہ ۵۳۱، نہایہ ابن اثیر ۳ صفحہ ۱۵۳ ۵ صفحہ ۲۸۰، مناقب ابن الجوزی، بحار الانوار

۲۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جب آپ کو خبر دی گئی کہ کچھ لوگوں نے آپ کی بیعت توڑ دی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کر دیا ہے اور فوج کو جمع کر لیا ہے تاکہ ظلم اپنی منزل پر پلٹ آئے اور باطل اپنے مرکز کی طرف واپس آجائے۔ خدا کی قسم ان لوگوں نے نہ مجھ پر کوئی سچا الزام لگایا ہے اور نہ میرے اور اپنے درمیان کوئی انصاف کیا ہے۔ یہ مجھ سے اس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں جو خود انھوں نے نظر انداز کیا ہے اور اس خون کا تقاضا کر رہے ہیں جو خود انھوں نے بہایا ہے۔ پھر اگر میں ان کے ساتھ شریک تھا تو ان کا بھی تو ایک حصہ تھا اور وہ تنہا مجرم تھے تو ذمہ داری بھی انھیں پر ہے۔ بیشک ان کی عظیم ترین دلیل بھی انھیں کے خلاف ہے۔ یہ اس ماں سے دودھ پینا چاہتے ہیں جس کا دودھ ختم ہو چکا ہے اور اس بدعت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جو مر چکی ہے[1]۔ ہائے کس قدر نامراد یہ جنگ کا داعی ہے[2]۔ کون پکار رہا ہے؟ اور کس مقصد کے لئے اس کی بات سنی جا رہی ہے؟ میں اس بات سے خوش ہوں کہ پروردگار کی حجت ان پر تمام ہو چکی ہے اور وہ ان کے حالات سے باخبر ہے۔

اب اگر ان لوگوں نے حق کا انکار کیا ہے تو میں انھیں تلوار کی باڑھ عطا کروں گا کہ وہی باطل کی بیماری سے شفا دینے والی اور حق کی واقعی مددگار ہے۔ حیرت انگیز بات ہے کہ یہ لوگ مجھے نیزہ بازی کے میدان میں نکلنے اور تلوار کی جنگ سہنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ رونے والیاں ان کے غم میں روئیں۔ مجھے تو کبھی بھی جنگ سے خوفزدہ نہیں کیا جا سکا ہے اور نہ میں شمشیر زنی سے مرعوب ہوا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کی طرف سے منزل یقین پر ہوں اور مجھے دین کے بارے میں کسی طرح کا کوئی شک نہیں ہے۔

۲۳۔ آپ کے ایک خطبہ کا ایک حصہ

جس میں فقراء کو زہد اور سرمایہ داروں کو شفقت کی ہدایت دی گئی ہے۔

امابعد! ــ انسان کے مقسوم میں کم یا زیادہ جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا امر آسمان سے زمین کی طرف بارش کے قطرات کی طرح نازل ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اہل و مال یا نفس کی فراوانی دیکھے تو اس کے لئے فتنہ نہ بنے۔

[1] تاریخ کا مسلم ہے کہ عثمان نے اپنے دور حکومت میں اپنے پیشرو تمام حکام کے خلاف اقرباپرستی اور بیت المال کی بے بنیاد تقسیم کا بازار گرم کر دیا تھا اور یہی بات ان کے قتل کا بنیادی سبب بن گئی۔ ظاہر ہے کہ ان کے قتل کے بعد یہ بدعت بھی مردہ ہو چکی تھی لیکن طلحہ نے امیرالمومنینؑ سے بصرہ کی گورنری اور زبیر نے کوفہ کی گورنری کا مطالبہ کر کے پھر اس بدعت کو زندہ کرنا چاہا جو ایک امام معصومؑ کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا ہے چاہے اس کی کتنی ہی بڑی قیمت کیوں نہ ادا کرنا پڑے۔

[2] ابن ابی الحدید کے نزدیک داعی سے مراد طلحہ، زبیر اور عائشہ ہیں جنھوں نے آپؑ کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکائی تھی لیکن انجام کار سب کو ناکام اور نامراد ہونا پڑا اور کوئی نتیجہ ہاتھ نہ آیا جس کی طرف آپؑ نے تحقیر آمیز لہجہ میں اشارہ کیا ہے اور صاف واضح کر دیا ہے کہ میں جنگ سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ تلوار میرا تکیہ ہے اور یقین میرا سہارا۔ اس کے بعد مجھے کس چیز سے خوفزدہ کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد امانتوں کی ادائیگی کا خیال رکھو کہ امانتداری نہ کرنے والا ناکام ہوتا ہے۔ امانت کو بلند ترین آسمانوں، فرش شدہ زمینوں اور بلند و بالا پہاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے جن سے بظاہر طویل و عریض اور اعلیٰ و ارفع کوئی شے نہیں ہے اور اگر کوئی شے اپنے طول و عرض یا قوت و طاقت کی بنا پر اپنے کو بچا سکتی ہے تو یہی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ سب خیانت کے عذاب سے خوفزدہ ہو گئے اور اس نکتہ کو سمجھ لیا جس کو ان سے ضعیف تر انسان نے نہیں پہچانا کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور ناواقف تھا۔

پروردگار پر بندوں کے دن و رات کے اعمال میں سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ وہ لطافت کی بنا پر خبر رکھتا ہے اور علم کے اعتبار سے احاطہ رکھتا ہے۔ تمہارے اعضاء ہی اس کے گواہ ہیں اور تمہارے ہاتھ پاؤں ہی اس کے لشکر ہیں۔ تمہارے ضمیر اس کے جاسوس ہیں اور تمہاری تنہائیاں بھی اس کی نگاہ کے سامنے ہیں۔

۲۰۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(معاویہ کے بارے میں)

خدا کی قسم معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں ہے۔ لیکن کیا کروں کہ وہ مکر و فریب اور فسق و فجور بھی کر لیتا ہے اور اگر یہ چیز مجھے ناپسند نہ ہوتی تو مجھ سے زیادہ ہوشیار کوئی نہ ہوتا لیکن میرا نظریہ یہ ہے کہ ہر مکر و فریب گناہ ہے اور ہر گناہ پروردگار کے احکام کی نافرمانی ہے۔ ہر غدار کے ہاتھ میں قیامت کے دن ایک جھنڈا دے دیا جائے گا جس سے اسے عرصۂ محشر میں پہچان لیا جائے گا۔

خدا کی قسم مجھے نہ ان مکاریوں سے غفلت میں ڈالا جا سکتا ہے اور نہ ان سختیوں سے دبایا جا سکتا ہے۔

۲۰۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں واضح راستوں پر چلنے کی نصیحت فرمائی گئی ہے)

ایہا الناس! دیکھو ہدایت کے راستہ پر چلنے والوں کی قلت کی بنا پر چلنے سے مت گھبراؤ کہ لوگوں نے ایک ایسے دسترخوان پر اجتماع کر لیا ہے جس میں سیر ہونے کی مدت بہت کم ہے اور بھوک کی مدت بہت طویل ہے۔

لوگو! یاد رکھو کہ رضامندی اور ناراضگی ہی سارے انسانوں کو ایک نقطہ پر جمع کر دیتی ہے۔ ناقۂ صالح کے پیر ایک ہی انسان نے کاٹے تھے لیکن اللہ نے عذاب سب پر نازل کر دیا کہ باقی لوگ اس کے عمل سے راضی تھے اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ناقہ کے پیر کاٹ ڈالے اور آخر میں ندامت کا شکار ہو گئے۔ ان کا عذاب یہ تھا کہ زمین جھٹکے سے گھر گھر ملنے لگی جس طرح کہ نرم زمین میں لوہے کی تپتی ہوئی بھالی چلائی جاتی ہے۔

لوگو! دیکھو جو روشن راستہ پر چلتا ہے وہ سرچشمہ تک پہونچ جاتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔

ل کھلی ہوئی بات ہے کہ جسے پروردگار نے نفس رسول قرار دیا ہو اور خود سرکار دو عالم نے باب مدینۂ علم قرار دیا ہو اس سے زیادہ ہوشیار، ہوشمند اور صاحب علم و ہنر کون ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض نادان افراد کا خیال ہے کہ معاویہ زیادہ ہوشیار اور زیرک تھا اور اسی لئے اس کی سیاست زیادہ کامیاب تھی۔ حالانکہ اس کا راز ہوشیاری اور ہوشمندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا راز مکاری اور غداری ہے کہ معاویہ مقصد کے حصول کے لئے ہر وسیلہ کو جائز قرار دیتا تھا اور اس کا مقصد بھی صرف حصول اقتدار اور تخت حکومت تھا اور مولائے کائنات کی نگاہ میں نہ مقصد وسیلہ کے جواز کا ذریعہ تھا اور نہ آپ کا مقصد اقتدار دنیا کا حصول تھا۔ آپ کا مقصد دین خدا کا قیام تھا اور اس راہ میں انسان کو ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھانا پڑتا ہے اور ہر سانس میں مرضی پروردگار کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

اَلْبَطْنِ، يَأْكُلُ مَا يَجِدُ، وَ يَطْلُبُ مَا لاَ يَجِدُ، فَاقْتُلُوهُ، وَلَنْ تَقْتُلُوهُ! أَلاَ وَإِنَّهُ سَيَأْمُرُكُمْ بِسَبِّي وَالْبَرَاءَةِ مِنِّي؛ فَأَمَّا السَّبُّ فَسُبُّونِي، فَإِنَّهُ لِي زَكَاةٌ، وَ لَكُمْ نَجَاةٌ؛ وَأَمَّا الْبَرَاءَةُ فَلاَ تَتَبَرَّأُوا مِنِّي؛ فَإِنِّي وُلِدْتُ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَ سَبَقْتُ إِلَى الْإِيمَانِ وَالْهِجْرَةِ.

۵۸

و من كلام له (عليه السلام)

كلم به الخوارج حين اعتزلوا الحكومة و تنادوا: ان لا حكم إلا لله

أَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَلاَ بَقِيَ مِنْكُمْ آثِرٌ (آبر). أَبَعْدَ إِيمَانِي بِاللهِ، وَ جِهَادِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ، أَشْهَدُ عَلَى نَفْسِي بِالْكُفْرِ! «لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذاً وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ»! فَأُوبُوا شَرَّ مَآبٍ، وَارْجِعُوا عَلَى أَثَرِ الْأَعْقَابِ. أَمَا إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي ذُلاًّ شَامِلاً، وَ سَيْفاً قَاطِعاً وَأَثَرَةً يَتَّخِذُهَا الظَّالِمُونَ فِيكُمْ سُنَّةً.

قال الشريف: قوله (عليه السلام) «و لا بقي منكم آبر» يروى على ثلاثة أوجه:

أحدها أن يكون كما ذكرناه: «آبر» بالراء، من قولهم للذي يأبر النخل - أي يصلحه - ويروى «آثر» و هو الذي يأثر الحديث و يرويه أي يحكيه، و هو أصح الوجوه عندي، كأنه (عليه السلام) قال: لا بقي منكم مخبر! و يروى «آبز» - بالزاي المعجمة - و هو الواثب. و الهالك أيضاً يقال له: آبز.

۵۹

و قال (عليه السلام)

لما عزم على حرب الخوارج، و قيل له:

إن القوم عبروا جسر النهروان!

مَصَارِعُهُمْ دُونَ النُّطْفَةِ، وَاللهِ لاَ يُفْلِتُ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ، وَلاَ يَهْلِكُ مِنْكُمْ عَشَرَةٌ.

قال الشريف: يعني بالنطفة ماء النهر، و هي أفصح كناية عن الماء و إن كان كثيراً جماً. و قد أشرنا إلى ذلك فيما تقدم عند مضي ما أشبهه.

سندحق - جس کا پیٹ بڑا ہوا
حاصب - تیز آندھی
آثر - داستان کا بیان کرنے والا
اوبوا شر مآب - بدترین واپسی کے ساتھ پلٹ جاؤ
اثرۃ - سرکاری فوائد کو مخصوص کر لینا

(۱) بعض بنی امیہ کے ہوا خواہوں نے اس بیان کا رُخ زیاد، حجاج اور مغیرہ بن شعبہ کی طرف موڑنا چاہا ہے حالانکہ اس کے خصوصیات بتا رہے ہیں کہ اس سے مراد معاویہ ہے اسی کا حلیہ بیان کیا گیا ہے اور اسی کو پیٹ نہ بھرنے کی سرکار نے بددعا دی تھی اور اسی نے آپ پر لعنت کا حکم دیا تھا ورنہ اس کے علاوہ کسی نے اس جسارت کی ہمت نہیں کی ہے۔
معاویہ کے قتل کا حکم بھی سرکار دوعالم ہی نے دیا تھا جب فرمایا تھا کہ جب بھی وہ منبر پر نظر آئے اسے قتل کر دینا۔ میزان الاعتدال تہذیب التہذیب - مگر افسوس کہ مسلمانوں نے مادی مصالح کے پیچھے سرکار کے کسی ارشاد کا کوئی احترام نہیں کیا۔

(۲) واضح رہے کہ اس برائت سے مراد قلبی بیزاری ہے ورنہ لفظ بیزاری کا اعلان اسی طرح جائز ہے جس طرح کہ سب و شتم کے الفاظ کا استعمال ہے اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت نے فطرت اسلام پر پیدائش کا حوالہ دیا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ فطرت اسلام برائت واقعی سے روک سکتی ہے کہ اس طرح انسان اسلام سے بیزار ہو جائے گا ورنہ لفظ بیزاری کے استعمال میں اسلام پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

مصادر خطبہ ۵۷ - تاریخ طبری، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص ۱۴۳، تذکرۃ الخواص ص ۱۱۵، المسترشد طبری امامی ص ۱۶۲، نہایۃ ابن اثیر کلمۃ آبر، انساب بلاذری ۲ ص ۳۶۹، کامل ۲ ص ۱۴۱

مصادر خطبہ ۵۹ - محاسن بیہقی ۱ ص ۳۱۵، مروج الذہب ۲ ص ۲۱۶، کامل مبرد ۲ ص ۱۳۰، کتاب الخوارج مدائنی، ارشاد مفید ص ۱۵۱

سید رضیؒ۔ آپ کا ارشاد گرامی "فاطاً ذکرہ" وہ کلام ہے جس میں ایجاز و فصاحت کی آخری حدوں کو پیش کر دیا گیا ہے اور جس کا مقصد یہ ہے کہ میرے پاس مسلسل سرکار کی خبریں پہونچ رہی تھیں اور میں انھیں خطوط پر آگے بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ مقام عروج پر پہونچ گیا۔

۲۳۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(عمل میں تیز رفتاری کی دعوت دیتے ہوئے)

تم لوگ ابھی عمل کرو جب کہ بقا کی وسعت حاصل ہے اور نامۂ اعمال کھلے ہوئے ہیں۔ توبہ کا دامن پھیلا ہوا ہے اور انحراف کرنے والوں کو برابر دعوت دی جارہی ہے اور بدعمل افراد کو مہلت دی جارہی ہے ــــ قبل اس کے کہ شعلۂ عمل بجھ جائے اور مہلت کی مدت ختم ہوجائے اور مدت عمل تمام ہوجائے۔ توبہ کا دروازہ بند ہوجائے اور ملائکہ آسمان کی طرف صعود کر جائیں۔

ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے نفس سے اپنے نفس کا انتظام کرے۔ زندہ سے مُردہ کے لئے اور فانی سے باقی کے لئے اور جانے والے سے رہ جانے والے کے لئے لے لے۔

جب تک موت تک کی زندگی مل رہی ہے اور عمل کی مہلت ملی ہوئی ہے خدا کا خوف پیدا کرے۔

اپنے نفس کو لگام لگائے اور اسے زمام دے کر معاصی خدا سے روک دے اور کھینچ کر اطاعت الٰہی تک لے آئے۔[۱]

۲۳۸۔ آپ کا ارشاد گرامی
(حکمین کے حالات اور اہل شام کی مذمت کے بارے میں)

یہ چند تند خو اور بدسرشت افراد ہیں اور غلامانہ ذہنیت کے بدقماش ہیں جنھیں ہر طرف سے جمع کر لیا گیا ہے اور ہر مخلوط نسب سے چن لیا گیا ہے۔ یہ لوگ اس قابل تھے کہ انھیں مذہب سکھایا جائے، مودب بنایا جائے۔ تعلیم دی جائے اور تربیت یافتہ بنایا جائے۔ ان پر لوگوں کو حاکم بنایا جائے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر چلایا جائے۔ یہ نہ مہاجرین میں تھے نہ انصار میں اور نہ ان لوگوں میں جنھوں نے مدینہ میں یا ایمان میں اپنی جگہ بنائی تھی۔

یاد رکھو کہ قوم نے اپنے لئے ان لوگوں کو منتخب کیا ہے جو ان کی پسند سے قریب تھے اور تم نے اپنے لئے ان افراد کا انتخاب کیا ہے جو تمھاری ناپسندیدگی سے قریب تھے۔ ابھی تمھارا اور عبداللہ بن قیس کا زمانہ کل ہی کا ہے جب وہ یہ کہہ رہا تھا

---

[۱] معاویہ کے لشکر اور امیرالمومنینؑ کے سپاہیوں کا ایک نمایاں بنیادی فرق یہ تھا کہ معاویہ کے لشکر میں تمام کے تمام افراد بدسرشت۔ بدنسل۔ بدکردار اور بے ایمان تھے۔ نہ ایک مہاجر نہ ایک ناصر ــ اور نہ ایک معروف ایمان و کردار والا ــ اور اس کے برخلاف امیرالمومنینؑ کے سپاہیوں میں ۲۸۰۰ مہاجرین اور انصار تھے اور ان میں سے ۸۰ تو وہ افراد تھے جو جنگ بدر میں شرکت کر چکے تھے اور جن کے ایمان کی شہادت دی جا چکی تھی اور ان سب سے بالاتر عمار یاسر جیسا صحابی موجود تھا جس کے قاتل کو سرکارؐ نے باغی قرار دیا تھا اور اویس قرنی جیسا جاں نثار موجود تھا جس کے علاقہ سے ایمان کی خوشبو آتی تھی۔

ایسے واضح حالات کے بعد بھی انسان نفسِ رسولؐ کو چھوڑ کر بنی امیہ کے بدسرشت انسان کا اتباع کرے تو اس کا انجام جہنم کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے اور اسے کس رخ سے مسلمان یا مومن کہا جا سکتا ہے۔

۴۰۵۔ آپ نے دیکھا کہ عمار یاسر مغیرہ بن شعبہ سے بحث کر رہے ہیں تو فرمایا عمار! اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس نے دین میں سے اتنا ہی حصہ لیا ہے جو اسے دنیا سے قریب تر بنا سکے اور جان بوجھ کر اپنے لئے امور کو مشتبہ بنا لیا ہے تاکہ انھیں شبہات کو اپنی لغزشوں کا بہانہ قرار دے سکے۔[1]

۴۰۶۔ کس قدر اچھی بات ہے کہ مالدار لوگ اجر الٰہی کی خاطر فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں لیکن اس سے اچھی بات یہ ہے کہ فقراء خدا پر بھروسہ کر کے دولتمندوں کے ساتھ تمکنت[2] سے پیش آئیں۔

۴۰۷۔ پروردگار کسی شخص کو عقل عنایت نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ ایک دن اسی کے ذریعہ اسے ہلاکت سے نکال لیتا ہے۔

۴۰۸۔ جو حق سے ٹکرائے گا حق بہر حال اسے پچھاڑ دے گا۔

۴۰۹۔ دل آنکھوں کا صحیفہ ہے۔

۴۱۰۔ تقویٰ تمام اخلاقیات کا راس و رئیس ہے۔

۴۱۱۔ اپنی زبان کی تیزی اس کے خلاف استعمال نہ کرو جس نے تمھیں بولنا سکھایا ہے اور اپنے کلام کی فصاحت کا مظاہرہ اس پر نہ کرو جس نے راستہ دکھایا ہے۔

۴۱۲۔ اپنے نفس کی تربیت کے لئے یہی کافی ہے کہ ان چیزوں سے اجتناب کرو جنھیں دوسروں کے لئے برا سمجھتے ہو۔

۴۱۳۔ انسان جوانمردوں کی طرح صبر کرے گا ورنہ سادہ لوحوں کی طرح چپ ہو جائے گا۔

[1] ابن ابی الحدید نے مغیرہ کے اسلام کی یہ تاریخ نقل کی ہے کہ یہ شخص ایک قافلہ کے ساتھ سفر میں جا رہا تھا۔ ایک مقام پر سب کو شراب پلا کر بیہوش کر دیا اور پھر قتل کر کے سارا سامان لوٹ لیا۔ اس کے بعد جب یہ خطرہ پیدا ہوا کہ ورثہ انتقام لیں گے اور جان کا بچانا مشکل ہو جائے گا تو بھاگ کر مدینہ آ گیا اور فوراً اسلام قبول کر لیا کہ اس طرح جان بچانے کا ایک راستہ نکل آئے گا۔

یہ شخص اسلام و ایمان دونوں سے بے بہرہ تھا۔ اسلام جان بچانے کے لئے اختیار کیا تھا اور ایمان کا یہ عالم تھا کہ برسر منبر "کل ایمان" کو گالیاں دیا کرتا تھا اور اسی بدترین کردار کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گیا جو ہر دشمن علیؑ کا آخری انجام ہوتا ہے۔

[2] تکبر اور تمکنت کوئی اچھی چیز نہیں ہے لیکن جہاں تواضع اور خاکساری میں فتنہ و فساد پایا جاتا ہو وہاں تکبر اور تمکنت کا اظہار بیحد ضروری ہو جاتا ہے۔ فقراء کے تکبر کا مقصد یہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اپنی بڑائی کا اظہار کریں اور بے بنیاد تمکنت کا سہارا لیں۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اغنیاء کے بجائے پروردگار پر بھروسہ کریں اور اسی کے بھروسہ پر اپنی بے نیازی کا اظہار کریں تاکہ ایمان و عقیدہ میں استحکام پیدا ہو اور اغنیاء بھی تواضع اور انکسار پر مجبور ہو جائیں اور اس تواضع سے انھیں بھی کچھ اجر و ثواب حاصل ہو جائے۔

يَمْنَعُونَ، حَيٌّ لَا يَمُوتُ

إِنَّكَ مَتَىٰ تَسِرْ إِلَىٰ هٰذَا ٱلْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ، فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبْ، لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ كَانِفَةٌ دُونَ أَقْصَىٰ بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ. فَٱبْعَثْ إِلَيْهِمْ رَجُلاً مِحْرَباً، وَ ٱحْفِزْ مَعَهُ أَهْلَ ٱلْبَلَاءِ وَ ٱلنَّصِيحَةِ، فَإِنْ أَظْهَرَ ٱللهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ، وَ إِنْ تَكُنِ ٱلْأُخْرَىٰ، كُنْتَ رِدْأً لِلنَّاسِ وَ مَثَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ

١٣٥

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

و قد وقعت مشاجرة بينه وبين عثمان فقال المغيرة بن الأخنس[١] لعثمان: أنا أكفيكه، فقال علي ﴿عليه السلام﴾ للمغيرة:

يَا ٱبْنَ ٱللَّعِينِ ٱلْأَبْتَرِ، وَ ٱلشَّجَرَةِ ٱلَّتِي لَا أَصْلَ لَهَا وَ لَا فَرْعَ، أَنْتَ تَكْفِينِي؟ فَوَاللهِ مَا أَعَزَّ ٱللهُ مَنْ أَنْتَ نَاصِرُهُ، وَ لَا قَامَ مَنْ أَنْتَ مُنْهِضُهُ. ٱخْرُجْ عَنَّا أَبْعَدَ ٱللهُ نَوَاكَ، ثُمَّ ٱبْلُغْ جَهْدَكَ، فَلَا أَبْقَىٰ ٱللهُ عَلَيْكَ إِنْ أَبْقَيْتَ!

١٣٦

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

في أمر البيعة

لَمْ تَكُنْ بَيْعَتُكُمْ إِيَّايَ فَلْتَةً[٢]، وَ لَيْسَ أَمْرِي وَ أَمْرُكُمْ وَاحِداً. إِنِّي أُرِيدُكُمْ لِلّٰهِ وَ أَنْتُمْ تُرِيدُونَنِي لِأَنْفُسِكُمْ

أَيُّهَا ٱلنَّاسُ، أَعِينُونِي عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ، وَ ٱيْمُ ٱللهِ لَأُنْصِفَنَّ ٱلْمَظْلُومَ مِنْ ظَالِمِهِ، وَ لَأَقُودَنَّ ٱلظَّالِمَ بِخِزَامَتِهِ، حَتَّىٰ أُورِدَهُ مَنْهَلَ ٱلْحَقِّ وَ إِنْ كَانَ كَارِهاً

١٣٧

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

في شأن طلحة و الزبير و في البيعة له

كانفہ - پناہ گاہ
حفز - تیزی سے ہنکانا
اہل البلاء - ماہرین جنگ
ردء - ملجاء
مثابہ - مرجع
ابتر - جس کی کوئی نسل نہ ہو
نویٰ - دور - گھر
فلتہ - بے سوچے سمجھے کام کرنا
خزامہ - نکیل

(١) مغیرہ کا باپ اخنس مشہور ترین منافقین میں تھا جس نے فتح مکہ کے موقع پر جبراً اسلام قبول کر لیا تھا ورنہ اس کا دوسرا بیٹا احد میں صاف صاف اسلام سے برسرپیکار تھا اور امیرالمومنینؑ کی تلوار سے قتل بھی ہوا تھا جس کے نتیجہ میں مغیرہ کو دونوں طرف سے آپ سے عداوت ہوگئی - بھائی کا قتل بھی سبب بنا اور باپ کا نفاق بھی
مغیرہ کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا جسے بروایتے سرکار دو عالمؐ نے ملعون قرار دیا ہے جب تک اس میں کسی کی شرافت کردار ثابت نہ ہو جائے -
امیرالمومنینؑ نے انھیں خصوصیات کا لحاظ کرکے اسے ملعون بھی قرار دیا اور اس کے باپ کو ابتر بھی کہ ایسی نسل کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے اور ایسی اصل کا وجود اس کے عدم کے مساوی ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے!

(٢) یہ حضرت عمر کے اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ ابوبکر کی بیعت ایک ناگہانی حادثہ تھی جس کے شر سے خدا نے بچا لیا لیکن اب کوئی اس طرح کی بیعت کرے گا تو واجب القتل ہو جائے گا

مصادر خطبہ ۱۳۵ الفتوح احمد بن اعثم کوفی ۲ ص ۱۶۵
مصادر خطبہ ۱۳۶ ارشاد مفیدؒ ص ۱۳۲، نہایۃ ابن اثیر ۳ ص ۴۶۷
مصادر خطبہ ۱۳۷ الاستیعاب ابن عبدالبر ۲ ص ۲۱۱، اسد الغابہ ص ۶۱، کتاب الجمل مفیدؒ ص ۱۳۳، نہایۃ ابن اثیر ۳ ص ۳۱۵، الامامۃ والسیاسۃ، الغارات ابن ہلال ثقفی - المسترشد طبری ص ۹۵، کشف المحجۃ السید ابن طاؤسؒ ص ۱۷۳، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت، تاریخ طبری ۶ ص ۳۴۳، ارشاد مفیدؒ ص ۱۱۸، العقد الفرید ۲ ص ۱۳۵

اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - مَنْ كَانَ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَفْهِمُهُ، حَتَّىٰ إِنْ كَانُوا لَيُحِبُّونَ أَنْ يَجِيءَ الْأَعْرَابِيُّ وَالطَّارِئُ، فَيَسْأَلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّىٰ يَسْتَمِعُوا، وَكَانَ لَا يَمُرُّ بِي مِنْ ذَٰلِكَ شَيْءٌ إِلَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ وَحَفِظْتُهُ. فَهَٰذِهِ وُجُوهُ مَا عَلَيْهِ النَّاسُ فِي اخْتِلَافِهِمْ، وَعِلَلِهِمْ فِي رِوَايَاتِهِمْ.

۲۱۱

و من خطبة له (ع)

في عجيب صنعة الكون

وَكَانَ مِنِ اقْتِدَارِ جَبَرُوتِهِ، وَبَدِيعِ لَطَائِفِ صَنْعَتِهِ، أَنْ جَعَلَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ (اليم) الزَّاخِرِ الْمُتَرَاكِمِ الْمُتَقَاصِفِ، يَبَساً جَامِداً، ثُمَّ فَطَرَ مِنْهُ أَطْبَاقاً، فَفَتَقَهَا سَبْعَ سَمَاوَاتٍ بَعْدَ ارْتِتَاقِهَا، فَاسْتَمْسَكَتْ بِأَمْرِهِ، وَقَامَتْ عَلَىٰ حَدِّهِ، وَأَرْسَىٰ أَرْضاً يَحْمِلُهَا الْأَخْضَرُ الْمُثْعَنْجِرُ، وَالْقَمْقَامُ الْمُسَخَّرُ (المسجر)، قَدْ ذَلَّ لِأَمْرِهِ، وَأَذْعَنَ لِهَيْبَتِهِ، وَوَقَفَ الْجَارِي مِنْهُ لِخَشْيَتِهِ. وَجَبَلَ جَلَامِيدَهَا، وَنُشُوزَ مُتُونِهَا وَأَطْوَادِهَا، فَأَرْسَاهَا فِي مَرَاسِيهَا، وَأَلْزَمَهَا قَرَارَاتِهَا، فَمَضَتْ رُؤُوسُهَا فِي الْهَوَاءِ، وَرَسَتْ أُصُولُهَا فِي الْمَاءِ، فَأَنْهَدَ جِبَالَهَا عَنْ سُهُولِهَا، وَأَسَاخَ قَوَاعِدَهَا فِي مُتُونِ أَقْطَارِهَا، وَمَوَاضِعِ أَنْصَابِهَا، فَأَشْهَقَ قِلَالَهَا، وَأَطَالَ أَنْشَازَهَا، وَجَعَلَهَا لِلْأَرْضِ عِمَاداً، وَأَرَّزَهَا فِيهَا أَوْتَاداً. فَسَكَنَتْ عَلَىٰ حَرَكَتِهَا مِنْ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا، أَوْ تَسِيخَ بِحِمْلِهَا، أَوْ تَزُولَ عَنْ مَوَاضِعِهَا. فَسُبْحَانَ مَنْ أَمْسَكَهَا بَعْدَ مَوَجَانِ مِيَاهِهَا، وَأَجْمَدَهَا بَعْدَ رُطُوبَةِ أَكْنَافِهَا، فَجَعَلَهَا لِخَلْقِهِ مِهَاداً، وَبَسَطَهَا لَهُمْ فِرَاشاً! فَوْقَ بَحْرٍ لُجِّيٍّ رَاكِدٍ لَا يَجْرِي، وَقَائِمٍ لَا يَسْرِي، تُكَرْكِرُهُ الرِّيَاحُ الْعَوَاصِفُ، وَتَمْخُضُهُ الْغَمَامُ الذَّوَارِفُ؛ ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشَىٰ﴾.

زاخر - بھرا ہوا
تقاصف - موجوں کا تہ و بالا ہونا
یبس - خشک
فطر - پیدا کیا
اطباق - طبقات
رتق - جوڑنا
متعنجر - بے حساب پانی
قمقام - سمندر
نشوز - بلندی
انہد - بلند کر دیا
اساخ - داخل کر دیا
انصاب - جمع نصب - سیدھا
اشہق - بلند تر بنا دیا
قلال - جمع قلہ - بلند کوہ
ارزہا - ثابت کر دیا
تمید - ادھر ادھر ہو جائے
اکناف - اطراف
مہاد - فرش
تکرکرہ - حرکت دیتی ہیں
ذوارف - بہانے والا

(۱) کس قدر حیرت انگیز صورت حال ہے کہ صحابہ کرام دن رات سرکار دو عالم کی خدمت میں رہیں اور ایک مسئلہ دریافت کرنے کی توفیق نہ ہو اور اس موقع کے منتظر رہیں جب کوئی باہر والا آکر مسئلہ دریافت کرے تو اور وہ بھی اس سے باخبر ہو جائیں ایسی صحابیت سے تو دیہاتیت ہی بہتر ہے کہ اس میں تحصیل علم دین کا جذبہ تو پایا جاتا ہے

اس لئے کہ میں ذاتی طور پر اپنے کو غلطی سے بالاتر نہیں تصور کرتا ہوں[1] اور نہ اپنے افعال کو اس خطرہ سے محفوظ سمجھتا ہوں مگر یہ کہ میرا پروردگار میرے نفس کو بچالے کہ وہ اس کا مجھ سے زیادہ صاحب اختیار ہے۔

دیکھو ہم سب ایک خدا کے بندے اور اس کے مملوک ہیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ وہ ہمارے نفوس کا اتنا اختیار رکھتا ہے جتنا خود ہمیں بھی حاصل نہیں ہے اور اسی نے ہمیں سابقہ حالات سے نکال کر اس اصلاح کے راستہ پر لگایا ہے کہ اب گمراہی ہدایت میں تبدیل ہوگئی ہے اور اندھے پن کے بعد بصیرت حاصل ہوگئی ہے۔

۲۱۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(قریش سے شکایت اور فریاد کرتے ہوئے)

خدایا! میں قریش سے اور ان کے مددگاروں سے تیری مدد چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری قرابت داری کا خیال نہیں کیا اور میرے ظرف عظمت کو الٹ دیا ہے اور مجھ سے اس حق کے بارے میں جھگڑا کرنے پر اتحاد کر لیا ہے جس کا میں سب سے زیادہ حقدار تھا اور پھر یہ کہنے لگے ہیں کہ آپ اس حق کو لے لیں تو یہ بھی صحیح ہے اور آپ کو اس سے روک دیا جائے تو یہ بھی صحیح ہے۔ اب چاہیں ہم و غم کے ساتھ صبر کریں یا رنج و الم کے ساتھ مر جائیں۔

ایسے حالات میں میں نے دیکھا کہ میرے پاس نہ کوئی مددگار ہے اور نہ دفاع کرنے والا سوائے میرے گھر والوں کے تو میں نے انھیں موت کے منھ میں دینے سے گریز کیا اور بالآخر آنکھوں میں خس و خاشاک کے ہوتے ہوئے چشم پوشی کی اور گلے میں پھندہ کے ہوتے ہوئے لعاب دہن نگل لیا اور غصہ کو پینے میں خنظل سے زیادہ تلخ ذائقہ پر صبر کیا اور چھریوں کے زخموں سے زیادہ تکلیف دہ حالات پر خاموشی اختیار کرلی۔

(سید رضیؒ۔ گذشتہ خطبہ میں یہ مضمون گذر چکا ہے لیکن روایتیں مختلف تھیں لہٰذا میں نے دوبارہ اسے نقل کر دیا)

۲۱۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(بصرہ کی طرف آپ سے جنگ کرنے کے لئے جانے والوں کے بارے میں)

یہ لوگ میرے عاملوں۔ میرے زیر دست بیت المال کے خزانہ داروں اور تمام اہل شہر جو میری اطاعت و بیعت میں تھے سب کی طرف وارد ہوئے۔ ان کے کلمات میں افتراق پیدا کیا۔ ان کے اجتماع کو برباد کیا اور میرے چاہنے والوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک جماعت کو دھوکہ سے قتل بھی کر دیا لیکن دوسری جماعت نے تلواریں اٹھا کر دانت بھینچ لئے اور باقاعدہ مقابلہ کیا یہاں تک کہ حق و صداقت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔

[1] حیرت انگیز بات ہے کہ مسلمان ابھی تک ان دو گروہوں کے بارے میں حق و باطل کا فیصلہ نہیں کر سکا ہے جن میں ایک طرف نفس رسولؐ علی بن ابیطالبؑ جیسا انسان تھا جو اپنی تعریف کو بھی گوارا نہیں کرتا تھا اور ہر لمحہ عظمت خالق کے پیش نظر اپنے اعمال کو حقیر و معمولی ہی تصور کرتا تھا اور ایک طرف طلحہ و زبیر جیسے وہ دنیا پرست تھے جن کا کام فتنہ پردازی۔ شر انگیزی۔ تفرقہ اندازی اور قتل و غارت کے علاوہ کچھ نہ تھا اور جو دولت و اقتدار کی خاطر دنیا کی ہر برائی کر سکتے تھے اور ہر جرم کا ارتکاب کر سکتے تھے۔

۸

و من كلام له (عليه السلام)

يعني به الزبير [۱] في حال اقتضت ذلک و يدعوه للدخول في البيعة ثانية

يَزْعُمُ أَنَّهُ قَدْ بَايَعَ بِيَدِهِ، وَ لَمْ يُبَايِعْ بِقَلْبِهِ، فَقَدْ أَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ، وَ ادَّعَى الْوَلِيجَةَ، فَلْيَأْتِ عَلَيْهَا بِأَمْرٍ يُعْرَفُ، وَإِلَّا فَلْيَدْخُلْ فِيمَا خَرَجَ مِنْهُ.

۹

و من كلام له (عليه السلام)

في صفته و صفة خصومه و يقال إنها في اصحاب الجمل

وَ قَدْ أَرْعَدُوا وَ أَبْرَقُوا، وَ مَعَ هٰذَيْنِ الْأَمْرَيْنِ الْفَشَلُ؛ وَ لَسْنَا نُرْعِدُ حَتَّى نُوقِعَ، وَ لَا نُسِيلُ حَتَّى نُمْطِرَ.

۱۰

و من خطبة له (عليه السلام)

يريد الشيطان او يكني به عن قوم

أَلَا وَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ جَمَعَ حِزْبَهُ، وَ اسْتَجْلَبَ خَيْلَهُ وَ رَجِلَهُ، وَ إِنَّ مَعِي لَبَصِيرَتِي: مَا لَبَّسْتُ عَلَى نَفْسِي، وَلَا لُبِّسَ عَلَيَّ. وَ ايْمُ اللّٰهِ لَأُفْرِطَنَّ لَهُمْ حَوْضاً أَنَا مَاتِحُهُ! لَا يَصْدُرُونَ عَنْهُ، وَلَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ [۲]

۱۱

و من كلام له (عليه السلام)

لابنه محمد بن الحنفية [۳] لما أعطاه الراية يوم الجمل

تَزُولُ الْجِبَالُ وَلَا تَزُلْ! عَضَّ عَلَى نَاجِذِكَ. أَعِرِ اللّٰهَ جُمْجُمَتَكَ. تِدْ فِي الْأَرْضِ قَدَمَكَ. ارْمِ بِبَصَرِكَ أَقْصَى الْقَوْمِ، وَ غُضَّ بَصَرَكَ، وَ اعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ.

---

(۱) دنیا کے چند ایک انتہائی افسوسناک اور شرمناک کرداروں میں سے ایک زبیر کا کردار بھی ہے جس نے رسول اکرمؐ کے بعد بیعت ابوبکر سے انکار کر کے امیرالمومنینؑ کا مکمل طور پر ساتھ دیا اور حکومت وقت سے بظاہر مقابلہ بھی کیا۔ لیکن جیسے ہی خلیفہ دوم نے شوریٰ کے افراد میں اس کا نام لے لیا اسے یہ خوش فہمی پیدا ہو گئی کہ میں خود بھی خلافت کے قابل ہوں لہٰذا دوسرے کی حمایت کرنے کی کیا ضرورت ہے اور حضرت علیؑ سے الگ ہونے کے راستے تلاش کرنے لگا۔ ادھر حضرت عائشہ نے بھی نگاہ کرم ڈال دی اور مزید حوصلہ افزائی فرما دی جس کے بعد بغاوت کا اظہار بھی ضروری ہو گیا لیکن اس قدر جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں تھی کہ میں نے کبھی بیعت نہیں کی ہے اسی لئے جھوٹ کے بجائے منافقت کا سہارا لیا اور منافقت کا انجام بہرحال برا ہوتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت نے فرمایا کہ بیعت ثابت ہے اور دل سے بیعت نہ کرنے کا ثبوت درکار ہے اور چونکہ دل کے معاملات کا اثبات ناممکن ہے لہٰذا بیعت میں واپس آجانا ہی ضروری ہے۔

زبیر کے بیان سے اتنا ضرور واضح ہو گیا کہ اس قوم کے دل و زبان کی دنیا الگ الگ ہے تو کیا بھروسہ ہے کہ اس کا اسلام بھی خیالی زبانی ہو اور دل نے ساتھ نہ دیا ہو جس کے قرائن تاریخ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

(۲) حقیقت امر یہ ہے کہ میدان جہاد حضرت علیؑ کا میدان ہے اور اس میدان میں آپ کے سامنے کوئی دشمن دین و مذہب نہیں ٹھہر سکتا ہے اور کبھی اس طرف آ گیا تو بچ کر جا نہیں سکتا ہے جو بعض دشمنان اسلام کا حشر ہوا یا دوبارہ آنے کا ارادہ نہیں کر سکتا ہے جو لشکر معاویہ کے بے غیرت افراد کا انجام ہوا جنھوں نے جان بچانے کے لئے ناقابل ذکر وسائل استعمال کئے اور پھر دوبارہ علیؑ کے مقابلہ میں آنے کا ارادہ نہیں کیا۔

(۳) محمد حنفیہ مولائے کائنات کے فرزند تھے۔ ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر تھا جو قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں اور گرفتار ہو کر آئی تھیں اور آپ نے انھیں آزاد کر کے ان سے عقد فرمایا تو محمد انھیں کی نسبت سے مشہور ہو گئے تھے۔

انتہائی بہادر اور فدائے اسلام شجاع تھے۔ کبھی اپنی امامت کا تصور بھی نہیں کیا اور واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدینؑ کے ساتھ حجر اسود کے پاس آکر ان کی امامت کا اعلان کر دیا تھا۔ جناب مختار کو انتقام کربلا کی اجازت ضرور دی تھی لیکن یہ بربنائے امامت نہیں تھا بلکہ امام سجادؑ کی مجبوری کی بنا پر تھا کہ وہ مسلح اقدام کی حمایت نہیں کر سکتے تھے۔ امیرالمومنینؑ انھیں اپنے دست شجاعت سے تعبیر فرماتے تھے جس کے ذریعہ آنکھوں (امام حسنؑ و امام حسینؑ) کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

مصادر خطبہ ۸ الجمل شیخ مفیدؒ ص۱۶۵، الجمل واقدی

مصادر خطبہ ۱۰ ارشاد مفیدؒ ص۱۱۹

مصادر ۹ الجمل واقدی - الجمل مفیدؒ ص۱۶۶، فتوح ابن اعثم

مصادر ۱۱ نزہۃ الابصار المطابری - ربیع الابرار زمخشری جزء چہارم باب القتال

قتل عثمان اور عبداللہ ابن سبا

حضرت عثمان نے جو بویا تھا وہ کاٹا، ان کے قتل کے اسباب نمایاں ہیں۔ مورخین نے بہت تفصیل سے انہیں بیان کیا ہے۔ خلافت عثمانی کے صوبوں کے حالات اور ان پر مسلط اموی گورنر اور ان کا فسق و فجور، ظلم و زیادتیاں، ان کے خلاف عوامی ردِعمل انقلابی تحریک کے رہنماؤں کا تذکرہ، ان کی جلاوطنی کے حالات۔ عمار یاسرؓ۔ ابوذرؓ غفاری اور عبداللہ بن مسعود جیسے نامی گرامی صحابہ کرام کا اموی گورنروں اور خلیفہء وقت کے خلاف آواز بلند کرنا اور پھر ان پر خلیفہ کا تشدد...... یہ سب باتیں پڑھنے کے بعد حضرت عثمان کے خلاف ہونے والے واقعات اور ان کے قتل کے بارے میں عبداللہ ابن سبا کے افسانہ پر کیسے یقین آسکتا ہے۔ یہ وہ افسانہ ہے کہ جس کی بنیاد طبری کی چند بے ربط روایات پر رکھی گئی ہے۔ ہم یہ تمام روایات درج کئے دیتے ہیں تاکہ صحیح صورتِ حال سمجھنے میں آسانی ہو۔ روایات یہ۔

۳۰ھ کے واقعات

(۱) حضرت معاویہ کے حامی بر روایت سیف بیان کرتے ہیں کہ جب ابن السودا (ابن سبا) شام آیا تو وہ حضرت ابوذرؓ سے ملا اور کہا "اے ابوذرؓ! کیا تمہیں معاویہ کے اس قول پر تعجب نہیں کہ وہ کہتے ہیں۔ بیت المال اللہ کا مال ہے" جب کہ ہر چیز اللہ کی ہے۔ ایسا اندیشہ ہے کہ کہیں وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر تمام مال اپنے لئے مخصوص نہ کرلیں اور مسلمانوں کا نام تک مٹا ڈالیں"۔

ابن السودا پھر حضرت ابوالدرداؓ کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے "تم کون ہو؟ بخدا میرے خیال میں تم یہودی ہو" پھر وہ عبادہ بن الصامت کے پاس گیا وہ اسے

بنت کریز تھی اور یہ وہی ولید ہے کہ جو عثمان کے دور میں کوفہ کا گورنر تھا جسے فاسق قرار دیا گیا۔

ایک روایت مسعودی نے لکھی ہے۔

"قال عقیل بن ابی طالب للولید (اخی عثمان من اُمّہ) کانک لا تدری انت و انت علج من اھل صفوریہ وھی قریۃ بین عکا ولجون من اعمال الاردن من بلاد طبریہ کان ذکوانَ اباہ کان یہودیا منہا (مروج الذہب ج دو ۳۴۵)

"عقیل بن ابی طالب نے ولید (عثمان کے بھائی) سے کہا: تو دوسروں کو کیا کہتا ہے، اپنے آپ پر نظر نہیں ڈالتا کہ تو خود کیا ہے، تو اہلِ صفوریہ (عکا دالجوف کے درمیان ایک گاؤں کا نام جو طبریہ میں اردن کا علاقہ ہے جہاں ولید کے یہودی آبا و اجداد رہتے تھے) کا لاڈو گدھا ہے۔" (مروج الذہب حصہ دوم، اردو ایڈیشن ص ۲۶۲)

اسی طرح کی ایک روایت مقتلِ حسینؑ میں ہے کہ حضرت امام حسنؑ نے ایک موقع پر ولید بن عقبہ سے فرمایا:

انما انت علج من اھل صفوریہ واقسم باللہ لا اکبر انک من ابیک الذی تدعی لہ

یعنی تو ایک صفوریہ والے کا نطفہ ہے اور تو جسے اپنا باپ سمجھتا ہے تو اس سے بڑا ہے۔"

(مقتل حسین جلد ا ص ۱۱۵ از اخطب خوارزم)

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ولید صفوریہ نامی گاؤں کے کسی یہودی کا نطفہ تھا اور چونکہ اس زمانے میں عقبہ بن ابی معیط اروٰی بنتِ کریز کا شوہر تھا لہٰذا ولید اس کے نام منسوب ہوا۔

جاہلیت کے زمانہ میں زنا کاری عام تھی اور بنی اُمیّہ کا تو یہ طرّہ امتیاز تھا لہٰذا حضرتِ عثمان کی والدہ کا عقبہ کی زوجیت کے دوران زنا کی اولاد پیدا کرنا کوئی خاص بات نہیں۔ یہ بات قابل تذکرہ صرف اس لئے ہوئی کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ جناب عثمان رسولؐ اللہ کی کسی صلبی بیٹی کے کفو نہ تھے، کیونکہ رسولؐ اللہ کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آپ کا پورا سلسلہ نسب پاک و پاکیزہ تھا۔

مقاصد کا حصول آسان اور جلد ممکن ہو سکے گا اور اگر خدانخواستہ یہ لوگ باز نہ آئیں کیونکہ کروڑوں عوام بیدار ہو چکے ہیں اور مسائل سے آگاہ اور میدان میں حاضر ہیں تو خداوند متعال کی مشیت سے انسانی اسلامی مقاصد بڑے پیمانہ پر جامۂ عمل پہنیں گے اور گمراہ لوگ اور معترضین اس طوفانی سیلاب کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے۔

موجودہ ایرانی قوم صدرِ اسلام کی حجازی، کوفی اور عراقی اقوام سے بہتر ہے

میں جرأت کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ آج کی ایرانی قوم اور اس کی کروڑوں کی آبادی آج کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کی حجازی اور امیرالمومنین (علی) وحسین ابن علی صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے دور کی کوفی وعراقی اقوام سے بہتر ہے۔

دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجاز میں مسلمان بھی ان کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور مختلف بہانے بنا کر محاذوں پر نہیں جاتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں کچھ آیات کے ذریعے ان کو سرزنش کرتے ہوئے عذاب کی وعید سنائی ہے اور اس حد تک ان کو جھوٹ کی نسبت دی کہ نقل شدہ روایت کے مطابق آپ نے منبر سے ان پر لعنت بھیجی اور عراق اور کوفہ والوں نے اس حد تک امیرالمومنینؑ کے ساتھ غلط سلوک اور ان کی نافرمانی کی کہ آنحضرتؑ کے شکوے نقل وتاریخ کی کتب میں مشہور ہیں اور عراق وکوفہ کے ان مسلمانوں نے سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ وہ سلوک کیا جو کیا اور جن لوگوں نے ان کی شہادت میں اپنے ہاتھوں کو آلودہ نہ کیا یا تو وہ میدان سے فرار ہوئے یا اس تاریخی جرم کے واقع ہونے تک بیٹھے رہے۔ لیکن آج دیکھتے ہیں کہ ایرانی قوم مسلح افواج، پولیس، سپاہ (پاسداران) اور بسیج کی مسلح فورسز سے لے کر قبائل اور رضاکاروں کی عوامی طاقتوں اور محاذوں پر موجود افواج سے لے کر محاذ کے پیچھے موجود عوام تک انتہائی جذبہ وشوق سے کس طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں اور کتنی رزمیہ داستان تخلیق کر رہے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ پورے ملک کے محترم عوام کتنی گرانقدر امداد کر رہے ہیں اور شہداء کے لواحقین اور جنگ سے متاثرہ افراد اور ان کے متعلقین بہادرانہ انداز کے چہروں اور اشتیاق واطمینان سے بھرپور گفتار وکردار کے ساتھ ہمارے سامنے آتے ہیں اور یہ

قال اللہ قدرہ علی ثم یعذبنی۔ قال نعم یا ابن اللخناء اما واللہ لو کان عندی انسان امرت ان یجاء انفک۔

ترجمہ:۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہا کہ کیا آپ کے نزدیک زنا تقدیر کا کام ہے جناب ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ کیا اللہ ہی نے اسے میری تقدیر میں لکھا ہے اور پھر وہی مجھے عذاب دے گا۔ ابوبکر بولے ہاں اے لخنا کے بیٹے (انوار اللغۃ کے مطابق ابن اللخنا ایسی عورت کے بیٹے کو کہتے ہیں کہ جس کا ختنہ نہیں ہوا یا جس کی شرم گاہ بدبودار ہو) خدا کی قسم اگر اس وقت میرے پاس کوئی بھی آدمی ہوتا تو میں حکم دیتا کہ تیری ناک کچل دی جائے۔ (کنز العمال جلد ا صفحہ ۵ تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۵ مطبوعہ در مطبع محمدی لاہور)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدکلامی اور بسیار گوئی آپ کی سرشت میں داخل تھی اور گالی بکنے کی عادت اتنی پختہ ہو چکی تھی کہ اسلام کی تعلیمات اور رسول اللہ کی صحبت (چاہے وہ کبھی کبھار ہی رہی) بھی اس قبیح عادت سے ان کا پیچھا نہ چھڑا سکی۔ آپ کو ان باتوں کا بڑا احساس تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ یہ عادتیں چھوٹ جائیں مگر اپنی زبان سے مجبور تھے اور کبھی کبھار تو آپ اس بات پر جھنجھلا اٹھتے۔ جناب شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء مقصد دوم مآثر ابوبکر صدیق میں لکھتے ہیں۔" ایک روز حضرت عمر فاروق حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے کہا جانے دیجئے اللہ آپ کی مغفرت کرے گا۔ حضرت صدیق نے فرمایا۔ اس نے مجھے بہت مہالک میں ڈالا ہے"

کبھی اپنی بسیار گوئی سے اس قدر پریشان ہو جاتے کہ اپنے منہ میں کنکریاں رکھ لیتے اور سوچتے کہ جب تک یہ منہ میں رہیں گی اس وقت تک تو وہ زبان کی ہلاکت خیزیوں سے محفوظ رہیں گے۔ اس روایت کو بھی جناب شاہ ولی اللہ نے نقل کیا ہے۔ احیا العلوم امام غزالی کے حوالے سے۔

رسول کی آواز پر آواز بلند کرنا

قرآن مجید کی یہ آیت یعنی اے ایمان والو

یہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں. تم کو دشمن کے نرغہ میں چھوڑ دیں۔ اس بات کو سن کر ابو بکر نے کہا کہ لات کی شرمگاہ کو چوس. کیا ہم بھاگ جائیں گے اور ان کو چھوڑ دیں گے۔

(تاریخ طبری حصہ اول نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۳۲۹)

اور صواعق محرقہ میں ہے کہ،

جب عروہ بن مسعود ثقفی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو آپ نے کہا جا کر لات کی شرمگاہ چوس! کیا ہم آپ سے بھاگ جائیں گے یا آپ کو چھوڑ دیں گے (برق سوزاں ترجمہ صواعق محرقہ، صفحہ ۱۲۳)

یہی عبارت تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں لکھی ہے، ملاحظہ ہو تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۷۶ اور مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۳۲۴۔ ہر کتاب میں گالی کے یہی الفاظ ہیں "امصص بظر اللات" اردو میں "شرم گاہ" بظر کا بڑا شریفانہ ترجمہ ہے اگر اس گالی کا صحیح لطف لینا ہے تو برق سوزاں کا صفحہ ۱۲۳ ملاحظہ ہو۔ اس میں اس گالی کی بڑی وضاحت کے ساتھ تشریح کی گئی ہے۔

جناب ابوبکر نے اللہ کے رسول کے پاس بیٹھ کر اتنی گندی گالی منہ سے نکالی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو آپ رسول اللہ کا دل سے احترام نہیں کرتے تھے اور یا گالی بکنے کی عادت اتنی پختہ تھی کہ آنحضرت کی صحبت بھی یہ عادت نہ چھڑا سکی اور آپ آنحضرت کی موجودگی کا بھی پاس و لحاظ نہ رکھ سکے۔

ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اس قسم کی قبیح عادتیں عام طور سے نچلے طبقے کے لوگوں میں ہوتی ہیں۔ جیسے ہمارے برصغیر کے کنجڑے کبڑیئے اور تانگے والے، آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ تانگہ والا گھوڑے کو قدم قدم پر گالیاں دیتا ہے اور اتنی سنجیدگی سے کہ جیسے گھوڑا ان گالیوں کی تلخی کو محسوس کر رہا ہو۔ یہی حالت چرواہے کی بھی ہوتی ہے کہ وہ بھی تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اپنے جانوروں کو گالیوں سے نوازتا رہتا ہے۔ جناب ابوبکر کی زبان پر جو گالیاں چڑھی ہوئی تھیں وہ دغفل کے بیان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر

ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ لاکھوں کی بھیڑ جو کہ مختلف حالات و کیفیات کے تحت اسلام لائی تھی رسول کی ایک جھلک دیکھتے ہی تمام انسانی کمزوریوں سے دُور ہو گئی ہو۔ اس صورتِ حال کا ایک پہلو قرآن پیش کر رہا ہے۔

بدوؤں نے کہا، ہم ایمان لائے (اے رسول) کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن تم (یہ) کہو (کہ) ہم اسلام لائے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ (الحجرات، آیت ۱۴)

بعض صحابی تو رسول اللہ کے بہت قریب تھے مگر ان قربت رکھنے والوں میں بھی بڑا فرق تھا، کچھ تو ایسے تھے کہ جنہوں نے رسول اللہ کے ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کیا، کبھی رسول کی آواز پر آواز نہیں بلند کی، میدانِ جہاد میں کبھی پیٹھ نہیں پھیری۔ رسول سے جو کچھ سُنا اُسے گرہ میں باندھ لیا اور ہمیشہ اس پر عمل کیا۔ ان کے پیشِ نظر صرف اطاعتِ رسول تھی۔ ان حضرات میں سرِ فہرست سلمان، ابوذر، عمار یاسر اور مقداد تھے۔

رسول اللہ کے قریب رہنے والوں کا ایک اور گروہ بھی تھا جس کے اپنے منصوبے تھے اپنی مصلحتیں تھیں لیکن بظاہر شمعِ رسالت کے پروانہ بنے ہوئے تھے۔ اس کے سرخیل حضرت ابوبکر اور عمر بن خطاب تھے، حضرت عمر کے بارے میں ہماری ایک کتاب "مقامِ عمر" شائع ہو چکی ہے اور اب ابوبکر کے بارے میں "شیخِ سقیفہ" پیشِ خدمت ہے۔

اس کتاب میں ہم نے حضرت ابوبکر کے بارے میں بے لاگ گفتگو کی ہے۔ اس گفتگو سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں، اور دل آزاری کی کوئی بات بھی نہیں ہے کہ ہم صحابہ کی حقیقت بتا چکے ہیں، چنانچہ ابوبکر کی کوئی دینی حیثیت نہیں تھی کہ ان پر تحقیق اور بے لاگ گفتگو کرنا جرم ہو یا اس سے دین میں نقص پیدا ہوتا ہو۔

تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی اور معاف بھی کیوں کرے اس کا تو کام ہی یہ ہے کہ ماضی کی سچائیوں کو پیش کرے تاکہ حال اور مستقبل سنور سکے، تاریخ نے ہر علاقہ اور ہر دور کی جہاں تک رسائی ہو سکی، سچائی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاریخ کے ہر پہلو پر تحقیق ہوتی رہی ہے ہر شخصیت زیرِ بحث آتی رہی ہے اور آتی رہے گی، لہٰذا جناب ابوبکر کی ذاتِ گرامی پر بھی تحقیق

بوڑھے باپ کو قید خانہ میں ڈلوا دیتا ہے، بڑے بھائی سے خونریز جنگ لڑتا ہے اور چھوٹے بھائی کو مہمان بلاتا ہے اور دھوکے سے گرفتار کروا آتا ہے، پھر آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائی پھروا کر اندھا کر دیتا ہے اور اسے قید تنہائی میں ایڑیاں رگڑنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے

ابوبکر نے صرف تخت ہی حاصل کرنے کے لئے بے رحم بادشاہوں کی سنت پر عمل نہیں کیا بلکہ آپ کے عمومی رویہ حکمرانی میں بھی مطلق العنان بادشاہوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ بعض موقعوں پر تو آپ ہلاکو خان اور چنگیز خان کے قبیلے والے لگتے ہیں۔

ہم نے اس کتاب "شیخ سقیفہ" میں مستند حوالوں اور مضبوط دلیلوں کے ساتھ جناب ابوبکر کے اسی رُخ کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے ہمیں امید ہے کہ ہم اس حد تک تو کامیاب ہوئے ہیں کہ انصاف پسند اور روشن خیال قاری حضرت ابوبکر کو کائنات کی سب سے بڑی شخصیت (بعد از انبیاء) سمجھنے کی حماقت نہیں کرے گا اور انہیں کوئی دینی حیثیت دینے میں بھی ہچکچائے گا، اگر بات سیاسی حوالہ سے ہوگی تو انہیں مطلق العنان بادشاہوں کی صف میں کھڑا کر کے ان کے مقام کا تعین کیا جائے گا۔

علی اکبر شاہ

جولائی ۱۹۸۹ء

اوراس کی تحریر کو مٹا دیا۔ وہ دونوں حضرات جناب ابوبکر کی خدمت میں واپس آ گئے اور پوچھا کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمر؟ پھر عمرؓ آ گئے اور جناب ابوبکر پر ناراض ہوئے۔

(ازالۃ الخفار مقصد دوم)

اس سے ملتی جلتی ایک روایت طبری میں بھی ہے، ملاحظہ ہو

"جب ابوبکر نے شام کی مہم کے لئے لشکر تیار کیا تو سب سے پہلے ایک چوتھائی حصہ پر خالد بن سعید کو امیر مقرر کیا مگر عمر نے اس کو ناپسند کیا اور ابوبکر سے کہا کہ آپ ایسے شخص کو امیر بناتے ہیں جس کے یہ اقوال و افعال ہیں۔ (خالد نے خلافتِ ابوبکر پر مخالفانہ روش اختیار کی تھی) اور اس پر ابوبکر کو بار بار ٹوکتے رہے۔ آخر کار ابوبکر نے خالد بن سعید کو معزول کر کے یزید بن ابوسفیان کو امیر مقرر کر دیا۔ (تاریخ طبری حصہ دوم صفحہ ۲۲۶ نفیس اکیڈمی کراچی)

جناب عمر خلیفہ کے ہر معاملہ میں مداخلت کرتے اور اپنی بات منوالیتے۔ صرف اکادکا مثالیں ہیں کہ جناب ابوبکر نے ان کے مشورے کو نظر انداز کر دیا۔ دراصل یہ ابوبکرؓ کے لئے بہت دشوار تھا کہ وہ عمر کی بات کو ٹال سکیں۔ سیاست میں تو طاقتور حمایتی کے ناز نخرے اٹھانا ہی پڑتے ہیں۔

حضرت ابوبکر کے بس دو کام تھے اور یہی ان کا نظام حکومت تھا یعنی جہاں جہاں ضروری سمجھو فوجیں بھیجتے رہو اور فوجیں اپنی لوٹ مار کا پانچواں حصہ مدینہ بھیجیں تو انہیں اہلِ مدینہ میں بانٹ دو —— باقی رہا پوری مملکت کا کاروبار تو وہ ہر علاقہ کے فاتح کی مرضی پر تھا کہ وہ جس طرح چاہے چلائے اور اس کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ مرکز کو اسکا پورا حصہ پہنچ بھی رہا ہے یا نہیں، اور اگر معلوم بھی ہو جاتا کہ فلاں شخص مال ہڑپ کئے لے رہا ہے تو بھی کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا مشہور صحابی معاذ بن جبل یمن بھیجے گئے، وہاں سے واپس آئے تو بہت سا مال بھی ساتھ لائے اور اس سے اپنی ذاتی تجارت شروع کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ معاذ بن جبل پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے مالِ

مکہ میں خالد بن عبداللہ القسری ـــــ خداوند تری دنیا ظلم سے بھر گئی ہے، اب لوگوں کو راحت دے"۔ (خلافت و ملوکیت از مودودی صـ۱۸۷، ابن اثیر جلد ۴ صـ۱۳۲)

یہ تو خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ کی حالت تھی، مگر اور دوسرے خلفائے آل مروان بھی کچھ کم سفاک نہیں تھے ان سب کے مظالم قلمبند کیے جائیں تو ایک کتاب تیار ہو جائے حضرت ابوبکرؓ اور ان کے نامزد کردہ خلیفہ عمر کے دورِ حکومت میں ظلم کی اتنی نظیریں موجود تھیں کہ ان کے بعد آنے والا ہر ظالم و غاصب حکمراں بڑے اطمینان کے ساتھ ظلم و جور کا بازار گرم رکھتا ـــــ اور یہ سارے سفاک ابوبکرؓ اور عمرؓ کے لائے ہوئے انوکھے سامراج کے ورثہ دار تھے اور ان کے پاس ہر نوعیت کے ظلم کا ایک ہی جواب تھا کہ یہ سب کچھ تو ابوبکرؓ و عمرؓ جیسے یارانِ رسول کر چکے ہیں۔

کتاب کے آخر میں بنتِ رسولؐ شہزادی فاطمہ زہراؑ کا خطاب مسلمانوں کے سامنے ہے اسمیں بی بیؑ کے کرب کو محسوس کیجئے اور اسمیں سموئی ہوئی تاریخ پر غور کیجئے، ہوسکتا ہے کہ آپ ظلم سے نفرت کرنا سیکھ جائیں اور ظالموں کے لئے اللہ کی رضا کے طلب گار نہ ہوں یہ خطاب اسوقت کا ہے جب مہاجرین و انصار کی کچھ عورتیں جنابِ فاطمہؑ کے مرض الموت کے دوران حاضر ہوئیں اور مزاج پرسی کی۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا: بخدا میں نے اِس حال میں صبح کی کہ اب تمھاری دنیا سے کراہت اور تمھارے مردوں سے نفرت ہوگئی۔ میں نے ان خُموں کو دانت لگانے سے پہلے ہی تھوک دیا (دربارِ ابن ابی قحافہ میں) تجربے کے بعد اُن سے بیزار ہو چکی ہوں۔ اللہ بُرا کرے اس تلوار کا جو کُند ہو چکی ہو اور اس نیزے کا جو چٹخ چکا ہو اور اُس رائے کا جو فاسد ہو جائے "کتنی بُری عاقبت اُن لوگوں نے اپنے لیے فراہم کرلی۔ اُن پر اللہ کا غضب نازل ہو اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں۔ لامحالہ پھر ہم نے بھی اُن کی مہار اُن کی گردن میں ڈال دی اور انھیں بالکل منتشر ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور ان کا بوجھ اُن ہی کے کاندھوں پر رکھ دیا، اب یہ ظالم قوم خواہ اپنے کان، ناک کٹوائے، پاؤں تڑوائے یا پیس (روند) دی جائے، ہم بری الذمہ ہیں۔ مگر ان پر افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ رسالت کی بلند چوٹیوں اور نبوت کی مضبوط چہار دیواریوں نیز منزلِ وحی والہام اور امورِ دین و دنیا کے ماہر سے اس امرِ خلافت کو ہٹا کر کہاں لے گئے۔ وہ آگاہ ہوں کہ اس میں اُن کا کھُلا گھاٹا ہے اور خدا کی قسم یہ انتقام ابوالحسنؑ سے اس لیے لیا گیا ہے کہ اُن کی تلوار نے ان لوگوں کے حُلیے بگاڑ دیے تھے، اُنھوں نے اُن لوگوں کو کچل ڈالا تھا، ان کی جنگ ان لوگوں کے لیے عذاب بن گئی تھی وہ خدا کی راہ میں بالکل شیر بن جاتے تھے۔

ظاہر ہے کہ وہ تو مدینہ کا واحد قبرستان تھا اگر کہیں اور دفن ہونا معلوم نہیں تو انہیں وہیں دفن ہونا چاہیئے اور اس کا بھی کوئی جواب نہیں ہے کہ آپ اپنے محبوب شوہر کے پہلو میں کیوں نہیں دفن کی گئیں۔ اِن حالات میں یہ روایت بھی قابلِ غور ہے کہ ۵۶ھ میں معاویہ مدینہ آیا تو اس نے بی بی عائشہ کو اپنی قیام گاہ پر مدعو کیا اور ایک کنواں کھدوا کر اسے خس و خاشاک سے بھر دیا اور اس پر ایک کرسی رکھوادی۔ جب بی بی عائشہ تشریف لائیں تو انہیں اس کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ جیسے ہی آپ نے وہاں قدم رکھا۔ کنویں میں گر پڑیں۔ معاویہ نے اس کنویں کو چونے سے بھروا دیا۔ (حبیب السیر جلد اجزء سوم ص۵۰ بمبئی)

آپ کی وفات ۱۷ رمضان بروز منگل ۵۶ھ میں ہوئی۔

اُم کلثوم یہ حضرت ابوبکر کی سب سے چھوٹی صاحب زادی ہیں۔ اِن کی والدہ محترمہ اسماء بنت عمیس ہیں اور محمد بن ابی بکر ان کے ماں جائے۔ اِن کی ولادت جناب ابوبکر کی وفات کے چند دن بعد ہوئی تھی۔

اسماء بنت عمیس سے حضرت علیؑ نے شادی کی تو حضرت ابوبکرؓ کے یہ دونوں بچے ان کی کفالت میں آ گئے۔ انہوں نے اِن کی پرورش اپنی اولاد کی طرح کی۔ طبری کی ایک روایت کے مطابق حضرت عمر بن خطاب نے بی بی عائشہ سے اُم کلثوم کے ساتھ عقد کی خواہش کی مگر اُم کلثوم نے انکار کر دیا۔

اُم کلثوم نے کہا "میں ان کے ساتھ شادی نہیں کروں گی۔ اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تم امیر المومنین کے ساتھ نکاح سے انکار کرتی ہو؟ وہ بولیں ہاں! وہ بہت کھردری زندگی بسر کرتے ہیں اور خواتین کے ساتھ سخت مزاج ہیں۔ (طبری اردو جلد سوم ص۲۹)

اُم کلثوم بنتِ ابی بکر نے علیؑ کے گھر میں پرورش پائی تھی اور خود حضرت علیؑ کی ایک صاحب زادی کا نام بھی اُم کلثوم تھا لہٰذا اس کا فائدہ اٹھایا گیا اور بعض مورخین نے مغالطہ یا سازش کے تحت اُم کلثوم بنتِ ابی بکر کے بجائے اُم کلثوم بنتِ علیؑ لکھ کر عمر بن خطاب کے ساتھ ان کے نکاح کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا۔ واضح رہے کہ یہ نکاح جبریہ ہوا تھا۔

ہیں عمر نے کہا ہوا کریں مجھے پرواہ نہیں" یہ تو یہ ہے کہ عمر کو بنت رسول کسی درجہ
محبوب نہیں تھیں۔ کیونکہ انہیں ان کے والد رسول اللہ صلعم بھی محبوب نہ تھے۔ ان
طور طریقے خاص طور سے علالتِ رسولؐ کے دوران اور وفات کے بعد سے اب تک
کی ان کی کارگذاریاں اس بات کی گواہ ہیں کہ انہیں خلافت سب سے زیادہ محبوب

ہم حیران ہیں کہ اتنے بڑے محقق کو اس روایت کے راویوں کے بارے میں کیا
نہ معلوم ہو سکا۔ بہرحال ان کا یہی بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے روایت کے
اعتبار سے انکار نہیں کیا۔

مصر کے مشہور صحافی اور دانشور محمد حسین ہیکل اپنی کتاب "ابوبکر" میں انکار
کے حوالے سے کئی روائتیں تحریر فرماتے ہیں مگر اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں۔ انہی روا
یں سے مسلم بن قتیبہ کی ایک روایت کو انکارِ بیعت کی مشہور ترین روایت قرار دیتے
نقل کرتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

"حضرت علی اور دیگر بنی ہاشم کے بیعت نہ کرنے سے متعلق مشہور ترین روایت
ہے جو ابن قتیبہ نے اپنی کتاب "الامامۃ والسیاست" میں درج کی ہے وہ یہ کہ حضرت
ابوبکر کی بیعت کے بعد حضرت عمر چند لوگوں کو ساتھ لے کر بنی ہاشم کے پاس گئے جو اس
حضرت علی کے پاس جمع تھے تاکہ ان سے بھی بیعت کا مطالبہ کریں لیکن سب لوگوں نے
عمر کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ زبیر بن عوام تو ہاتھ میں تلوار لے کر مقابلے کے
باہر نکل آئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"زبیر کو پکڑ لو"

لوگوں نے زبیر کو پکڑ کر ان کے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ اس پر مجبوراً زبیر نے
کر حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی۔

حضرت علی سے بھی بیعت کرنے کا مطالبہ کیا گیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ا
"میں تمہاری بیعت نہیں کروں گا کیونکہ میں تم سے زیادہ خلافت کا حق د

کی بڑی خلیج یہی مسئلہ خلافت ہے۔ جنگِ جمل، صفین، نہروان، واقعہ کربلا، بنو عباس و بنو امیہ کی رزم آرائی اور آج تک کے شیعہ سنی فسادات محض اس لئے ہوئے ہیں کہ مسئلہ خلافت طے نہ ہوا۔ کوئی ابوبکر والا ہوا تو کوئی علیؑ والا۔ کوئی پہلے نمبر کا نعرہ لگاتا ہے کوئی چوتھے نمبر کا۔ اگر یہی بات حضورؐ بقلم خود لکھ کر صاف کر دیتے تو کوئی جھگڑا ہوتا نہ فساد۔ ایک غیر جانبدار قاری کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ علیؑ خلیفہ نامزد کر دیئے جاتے یا ابوبکر۔ اگر اعتراض ہے تو یہ ہے کہ رسولؐ جیسے مناسب خیال فرماتے مقرر کر دیتے اور رسولؐ کے مقرر کردہ نائب پر تمام امت متفق ہو جاتی۔ اب چونکہ حضرت عمر اور اُن کے ساتھیوں کی وجہ سے حضورؐ وہ تحریر صفحۂ قرطاس پر رقم نہ فرما سکے لہٰذا شروع سے لے کر آخر تک جتنے بھی مسلمانوں میں باہمی فسادات ہیں اور جو بھی اس میں خون بہایا گیا ہے اس کی تمام ذمہ داری حضرت عمر کی ذاتِ گرامی پر عائد ہوتی ہے۔

باوجودیکہ مسلمانوں میں محض اسی مسئلہ خلافت کے باعث لاکھوں جنگ و فساد ہوئے اور کئی لاکھ جانیں تلف ہوئیں پھر بھی تحفہ میں شاہ عبدالعزیز کی ہٹ دھرمی دیکھئے کہ کہتے ہیں "کسی صورت سے ان نوشتہ کے منع کرنے میں حق امت کا باطل نہیں ہوا۔" یہ جملہ ایک طرف اعتراف اور اقرارِ حقیقت ہے کہ نوشتہ نہ لکھنے دیا گیا۔ تو دوسری طرف انکارِ حقیقت ہے کہ امت اسی وقت سے اب تک مسلسل باطل میں گھرتی جا رہی ہے۔ نیز یہ کہ مانعین قرطاس قلم کے حامیوں کا واضح فیصلہ یہی ہے کہ آنحضرتؐ سامانِ کتابت طلب کرنے میں غلطی کی (معاذ اللہ)۔

تمام راوی تیسری وصیت بھول گئے ہیں۔ یہ بھول بھی معنی خیز ہے اور اس سے بہت سی بھول بھلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ "وصیت سوم وے را فراموش شدہ بود یا در اظہار آں مصلحت ندید" (معارج النبوۃ رکن چہارم باب ۱۴ فصل ۳ صفحہ ۲۲۹) یعنی تیسری وصیت راوی بھول گیا یا اس کے اظہار میں مصلحت نہ دیکھی۔

امر حقیقی یہی ہے کہ اس نے مصلحت نہ دیکھی کیونکہ جس بات سے حضرت عمر روکیں گے اس کے بیان کرنے سے بے شمار مصائب کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا اس کے بیان نہ کرنے ہی میں مصلحت تھی۔

علامہ غزالی لکھتے ہیں کہ "جب آنحضرتؐ نے انتقال فرمایا تو اپنی وفات سے پہلے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس دوات و کاغذ لاؤ تا کہ میں امر خلافت کے متعلق تمہارے شبہات دور کر دوں اور بیان کر دوں کہ میرے بعد اور کون خلافت کا مستحق ہے۔ لیکن حضرت عمر یہ کہہ کر مانع ہوئے کہ یہ شخص (رسول اکرمؐ) بکواس کر رہا ہے یا یہ کہا کہ ہذیان بک رہا ہے۔" (سر العالمین مطبوعہ مصر صفحہ ۱)

امام غزالی کی اس عبارت سے تصریحاً ثابت ہوتا ہے کہ مطلوبہ تحریر مسئلہ خلافت سے متعلقہ تھی۔ تاہم راوی کی بھولی ہوئی تیسری وصیت بھی ہم تک صریح الفاظ کے ساتھ پہنچی ہے۔

روایت ہے کہ حضورؐ نے مرض موت میں فرمایا کہ اے لوگو غالباً میں بہت جلد رحلت کر جاؤں اور خدا کا فرستادہ مجھ کو لے جائیگا۔ پہلے بھی میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ اور اب پھر کہتا ہوں تا کہ تمہیں کوئی عذر باقی نہ رہے۔ خبردار میں تمہارے درمیان کتاب خدا اور اپنی عترت چھوڑے جاتا ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا۔ یہ علیؑ قرآن کے ساتھ

ذمہ بارِ ثبوت بدستور باقی رہے گا۔ اگر حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اس حدیث سے واقف ہوتے یا حضرت ابوبکر کی بات کو قابلِ اعتبار سمجھتے تو ہرگز بار بار دربارِ خلافت میں مطالبہ لے کر نہ جاتے۔ اور شیخین کو کاذب، آثم، غادر اور خائن کے مذموم القابات سے ملقب نہ کرتے۔

تیسری بات قابلِ جواب یہ ہے کہ شاہ صاحب نے نو صحابہ کے نام لکھے ہیں جن سے یہ لاوارث حدیث بقول ان کے مرقوم ہے لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے مثال کے طور پر ایک بھی نمونہ نقل نہیں کیا ہے۔ تاہم شاہ صاحب کے ہم مسلک حضرات سے ہم بصد ادب درخواست کرتے ہیں کہ وہ کتب صحاح میں سے کوئی ایسی روایت نشان کرا دیں جو مرفوع و متواتر ہو اور ان کے رواۃ میں حضرات ابوبکر، عمر و عائشہ موجود نہ ہوں۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں سند کے لحاظ سے یہ روایت سوائے حضرت ابوبکر کے کسی سے بھی مروی نہیں ہے۔ جو روایت شاہ جی نے حضرت عمر کی نقل کی ہے وہ غیر مستند ہے اور اس کے خلاف صحیحین سے ہم نے اوپر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ نے اس قولِ منسوبہ کو قبول نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت عمر کا اپنا خود کا عمل اس حدیث کے خلاف ثابت ہے کہ بخاری ہی کے مطابق حضرت عمر نے مدینہ کا ورثہ حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ کو دیدیا مگر فدک و خیبر اپنے پاس رکھا۔

فاما صدقتہ بالمدینہ فدفعھا عمر الی علی وعباس فاما خیبر وفدک فامسکھا عمر وقال ھما صدقتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانتا لحقوقہ التی تعروہ ونوائبہ وامرھما الی من ولی الامر قال فھما علی ذلک الی الیوم۔" (صحیح بخاری باب فرض الخمس الجز الثانی صفحہ ۱۲۴)

(حضرت ابوبکر کے بعد) حضرت عمر نے مدینہ کا ورثہ حضرت علیؑ و عباسؓ کو دیدیا مگر خیبر و فدک اسی طرح اپنے پاس رکھا اور کہا کہ یہ رسول اللہ کا صدقہ ہیں۔ یہ دونوں

الاول است مستحب است که برای شکر این نعم عظیمه روزه بدارند و هر چند علما در این روز زیارت ذکر نکرده اند اما زیارت حضرت رسول و حضرت امیر المؤمنین صلوات الله علیهما در این روز مناسبت بجهت که مذکور شد و شیخ طوسی ره در مصباح گفته است که در روز اول اینماه حضرت امام حسن عسکری ع بعالم بقا رحلت نمود و حضرت صاحب الامر ع بمنصب جلیل امامت فایض گردید پس زیارت آن دو امام عالی مقام در این روز نیز مناسبست اما شیخ ره در تهذیب و کلینی و محمد بن جریر طبری و ابن الخشاب و شیخ مفید رحمة الله علیهم و غیر ایشان گفته اند که وفات حضرت امام حسن عسکری صلوات الله علیه در روز هشتم اینماه بود پس در آن روز زیارت آن دو امام علیهما السلم انسبست و از روز نهم اینماه بدانکه میان علمای خاصه و عامه در تاریخ قتل عمر بن الخطاب علیه اللعنة و العذاب خلافست و مشهور میان فریقین آنست که قتل آن ملعون در روز بیست و ششم ماه ذی الحجة واقع شد چنانچه سابقا اشاره بان شد و بعضی بیست و هفتم نیز گفته اند و مستند این دو قول نقل مورخانست و از کتب معتبره چنان معلوم میشود که چنانچه الحال میان عوام شیعه مشهور آنست که قتل او در نهم ماه ربیع الاول واقع شده است و سابقا میان جمعی از محدثین شیعه نیز چنین مشهور بوده است و سید بزرگوار علی بن طاوس ره در کتاب اقبال اشاره نموده است بانکه ابن بابویه ره روایتی از حضرت امام جعفر صادق ع روایت کرده است که آن ملعون در روز نهم ماه ربیع الاول بدرک اسفل جحیم متوجه شده است و از نقل او چنان معلوم و مفهوم میشود که شیخ صدوق چنین اعتقاد داشته است هر چند سید خود آن حدیث را تاویل نموده است و ایضا سید ذکر کرده است که جماعتی از شیعیان عجم پیوسته این روز را باین سبب تعظیم و تکریم مینموده اند و خلف بزرگوار سید علی بن طاوس در کتاب زواید الفواید این مذهب را تقویت کرده است و روایتی معتبری در این

الحرام و هذا را ببینند در بهشت باشند **فصل پنجم در بیان فضایل و اعمال**
نصف آخر ماه رجب است و شیخ طوسی و دیگران گفته‌اند که در روز
هیجدهم این ماه ابراهیم پسر رسول خدا صلی الله علیه و آله از دنیا رفت پس
حزن و اندوه و لعن بر آنها که در این مصیبت شماتت کردند مناسبت
خصوصاً عایشه علیها اللعنة و ابن عیاش که یکی از محدثان شیعه است گفته
است که حضرت فاطمه زهراء صلوات الله علیها در روز بیست و یکم ماه رجب
بعالم قدس ارتحال نموده اگرچه خلاف مشهور است اما لعن بر قاتلان و ظالمان
آن جگر گوشه حضرت رسالت پناه که عمده آنها عمر بن الخطاب علیه اللعنة و
العذاب الشدید است و زیارت آنحضرت احتیاطاً مناسبت بنحوی که مذکور
خواهد شد انشاء الله تعالی و شیخ مفید ره گفته است که در روز بیست و دوم
اینماه معویة علیه اللعنة بجهنم واصل شد است مستحب است که این روز را
روزه بدارند بشکرانه این نعمت و در روز بیست و سیم اینماه خارجیان
خنجر زهر آلود بر ران مبارک حضرت امام حسن مجتبی صلوات الله علیه
زدند زیارت آنحضرت و لعن بر ظالمان و قاتلان آنحضرت مناسبت و در
روز بیست و چهارم این ماه فتح خیبر بر دست معجز نمای اسد الله الغالب علی
بن ابی طالب جاری شد و مرحب یهودی بر دست آنحضرت کشته شد گفته
اند روزه آنروز بشکرانه این نعمت و زیارت آنحضرت مستحب است و شیخ ره
ذکر کرده است که شهادت حضرت امام موسی کاظم علیه السلام در روز بیست
و پنجم ماه رجب واقع شد اما احادیث بسیار در فضیلت این روز و ثواب
روزه اش وارد شده است و روایتی نقل کرده اند از ابن بابویه و غیر او
که حضرت رسول در روز بیست و هفتم ماه رجب مبعوث برسالت شد و این
مخالف مشهورست و احادیث بسیار است که بعد از این مذکور خواهد شد
اما در فضیلت روزه اش شکی نیست چنانچه از حضرت امیر المؤمنین صلوات
الله علیه منقول است که روزه اش کفاره دویست سال گناه است و بسند
بسیار معتبر از حضرت امام رضا علیه السلام منقول است که هر که روز بیست
و هفتم را روزه دارد حق تعالی روزه او را کفاره هفتاد سال گناه گرداند

عمر کو پلایا گیا۔

نوٹ :۔

نبیذ وہ شراب ہے جو انگور یا کھجور کا رس نچوڑ کر تیار کیا جاتا ہے۔ ثبوت کے لئے المنجد لغت کی کتاب ملاحظہ کریں۔ کیا کہنا اُس پارسا خلیفے کا جن کی دُنیا سے جاتے وقت آخری غذا شراب تھی پس ایسے پارسا خلیفے کو اگر بیچارے شیعہ خلیفہ برحق تسلیم نہ کریں تو قصور شیعوں کا ہی ہے ورنہ خلیفہ کی اعلیٰ شان میں تو کوئی کمی نہیں ہے۔

جواب ۳۰ :۔

مخنث کو رشتہ نہ دیا جائے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱۔ اہلِ شیعہ کی کتاب عروۃ الوثقیٰ کتاب النکاح ص ۵۵

۲۔ اہلِ شیعہ کی کتاب وسیلۃ النجاۃ کتاب النکاح ص ۳۰۰

وسیلۃ النجاۃ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

لاینبغی للمرأۃ ان تختار زوجا سیٔ الخلق و المخنث والفاسق و شارب الخمر۔

عروۃ الوثقیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

یکرہ تزویج سیٔ الخلق والمخنث والفاسق و شارب الخمر۔

دونوں عبارتوں کا ترجمہ :۔

جس مرد میں یہ چار عیب ہوں ۱ بدخلق ۲ مخنث ۳ فاسق

آیا ہے اور اس کے لکھنے اور پڑھنے سے ڈر لگتا ہے اور شرم آتی ہے ہم اس مولانا سے عرض کرتے ہیں کہ تم اپنی کتاب المعارف میں نسب عمر بھی پڑھتے ہو اور اُسے امام بھی مانتے ہو تو اُس وقت نہ تو آپکو ڈر لگتا ہے اور نہ ہی شرم آتی ہے حالانکہ بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ میں ہوش ہو۔

نوٹ ۶

ہم اپنے مخاطب مولانا صدیق سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے صرف عمر کی دادی صحاکہ کی پاکدامنی پر روشنی ڈالی ہے اور آپ سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں عمر کی ماں حنتمہ کے ذکر کو چھیڑا ہی نہیں ہے آپ کی وہی مثال ہے کہ "آپ ڈوبن لڈیں" "فِہ لی حجی پونڑیاں ویلے" نکاحِ عمر پر بحث کے علاوہ آپ کو خدمتِ دین کا اور کوئی مقام نظر نہ آیا خیر! آپ بڑے باہمت انسان ہیں کیونکہ آپ نے شیعوں کی دُکھتی ہوئی رگ کو دبایا ہے پس اوکھلیوں میں سر دینا اور مُوسلوں سے کیا ڈرنا۔ جب آپ نے شیعوں کی غیرت کو للکارا ہے تو شیعہ بے غیرت نہیں تھے کہ چُپ بیٹھے رہتے جنابِ والا کو مزاجِ شریف کے خلاف باتیں تو سُننی پڑیں گی کان کھول کر ہماری اس گذارش پر غور کر دکہ آپ کے فاروقِ اعظم اُس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس میں مجوسیوں کی طرح ماں، بہن کو بیوی بنایا جاتا تھا پس اس خاندان کا کوئی فرد رسول اللہ کے پاکیزہ خاندان کی کسی عورت کا کفو نہیں ہو

۱۷۔ جناب عمر جنگ خیبر میں کفار کے مقابلے سے بھاگ آئے تھے اور لشکر نے ان کی بزدلی کی شکایت کی تھی۔ المستدرک للحاکم صـ۳۷ کتاب المغازی ازالۃ الخفا صـ۲۷۱

۱۸۔ جناب عمر جنگ حنین سے بھی بھاگ گئے تھے اور اسلام کے لئے رسوائی کا باعث بنے۔
بخاری صـ۹۲ کتاب الجہاد

۱۹۔ جناب عمر نے جنگ خندق میں نبیؐ کے اس حکم کی کہ "جاؤ کفار کی خبر لاؤ" نافرمانی کی تھی
تفسیر در منثور صـ۱۹۵ س الاحزاب

۲۰۔ جناب عمر نبیؐ کی بیویوں پر آوازے کستا تھا جبکہ وہ رات کے وقت رفع حاجت کے لئے مدینے سے باہر جاتی تھیں۔ صحیح بخاری صـ۳۷ کتاب الوضو

۲۱۔ جناب عمر شراب حرام ہونے کے بعد بھی شراب پیتے رہے المستطرف فی کل فن مستظرف صـ۲۷ باب تحریم خمر

۲۲۔ جناب عمر کو شراب کے حرام ہونے کا یقین نہ آتا تھا اور کلام خدا پر اعتبار نہ آتا تھا۔
مسند امام احمد حنبل صـ۱۳۱ مسند عمر سنن نسائی حـ۲۸ باب تحریم خمر

۲۳۔ جناب عمر کی دنیا سے جاتے وقت آخری غذا شراب تھی۔
ریاض النضرۃ صـ۲ ذکر وفات عمر

۲۴۔ جناب عمر کا ایمان پر مرنا مشکوک ہے۔ شرح فقہ اکبر صـ۱۰۸ مطبوعہ مصر

۲۵۔ جناب عمر کو گالیاں دینا کفر نہیں ہے شرح فقہ اکبر صـ۶۲ مطبوعہ مصر

۲۶۔ جناب عمر کا نام ابن مسعود نے خلافت کی خاطر نبی پاک کے سامنے پیش کیا تھا لیکن نبی کریم نے اسے ناپسند فرما کر ٹھکرا دیا فتاویٰ عبدالحق صـ۱۴۲

۲۷۔ جناب عمر کا آرزو کرنا کہ کاش میں پاخانہ ہوتا (یہ آرزو کرنا ناشکری اور کفر ہے)
نور الابصار صـ۸۶ ذکر عمر

۲۸۔ جناب عمر جہنم کا تالا ہے (اور بہتر تو یہ تھا کہ جہنم کا گیٹ ہوتا)

متعلق بھی وہی خبر نہ آئے جو ولید بن مغیرہ کے متعلق آئی ہے تو عدد کتب اہل سنت گواہ ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ مرض اُبنہ جس طرح ولید بن مغیرہ میں تھی اسی طرح حضرت عمر میں بھی تھی ان دونوں کے بڑے گہرے مراسم تھے اور جب تک کسی کے ساتھ صفات میں شراکت نہ ہو اُس وقت تک اُس سے پیار و محبت نہیں ہوتی۔ یہ دونوں لنگوٹیئے یار یقیناً صفات میں ایک دوسرے کے شریک تھے مرض اُبنہ کو علمائے اہل سنت کی اصطلاح میں علت المشائخ بھی کہا جاتا ہے اور مذکورہ مرض کو یہ دوسرا نام دینا اس میں بھی کوئی خاص راز ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا تنفعہ الف عبارۃ۔

نوٹ ۲:۔

شریعت پاک کا حکم ہے کہ مخنث یعنی جس میں مرض اُبنہ ہو علت المشائخ کا شکار ہو اُسے عام لوگ بھی رشتہ نہ دیں اور ارباب شرف کے لئے تو سخت توہین ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو رشتہ دیں۔ پس جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علۃ المشائخ کے مریض تھے تو ناممکن ہے کہ خاندان نبوت کی کسی شہزادی کا اُن سے رشتہ ہوا ہو کیونکہ خاندان نبوت وہ پاکیزہ خاندان ہے کہ جن پر تمام خوبیوں اور شرافتوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

نوٹ ۳:۔

ہمارے مخاطب مولانا صدیق نے مظلوم شیعوں کی مذہبی غیرت کو للکارا تھا اور اپنے ایک چمچے کے ذریعے واجب الادا قرضے کا طعنہ دیا تھا اور عوالم جات کی بارش برسانے پہ ناز کیا تھا پس اہل حدیث کے آئے روز طعنوں سے تنگ آ کر ہم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اُن کے مرض

﴿ باب ﴾

☼(التزويج بغير بينة)☼

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة بن أعين قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن الرّجل يتزوّج المرأة بغير شهود فقال : لا بأس بتزويج البتّة فيما بينه وبين الله إنّما جعل الشهود في تزويج البتّة من أجل الولد لولا ذلك لم يكن به بأس .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إنّما جعلت البيّنات للنّسب والمواريث ؛ وفي رواية اُخرى والحدود .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يتزوّج بغير بيّنة قال : لا بأس .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن داود النّهديّ ، عن ابن أبي نجران عن محمّد بن الفضيل قال : قال أبو الحسن موسى عليه السلام لأبي يوسف القاضي : إنّ الله تبارك و تعالى أمر في كتابه بالطلاق وأكّد فيه بشاهدين ولم يرض بهما إلّا عدلين [1] وأمر في كتابه بالتزويج فأهمله بلا شهود فأثبتّم شاهدين فيما أهمل و أبطلتم الشاهدين فيما أكّد .

﴿ باب ﴾

☼(ما احل للنبي صلى الله عليه و آله من النساء)☼

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن قول الله عزّ وجلّ : «يا أيّها النبيّ إنّا أحللنا لك أزواجك [2]» قلت : كم أحلّ له من النّساء ؟ قال : ماشاء من شيء

(١) في بعض النسخ [لم يرض بهما الاعدلين] .
(٢) الاحزاب : ٥٠ .

عن ابن أبي يعفور قال ، سألت أبا عبدالله عليه السلام أيتجرّد الرجل عند صبّ الماء ترى عورته أو يصبّ عليه الماء أو يرى هو عورة الناس ؟ فقال : كان أبي يكره ذلك من كلّ أحد[1].

٢٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل حليلته الحمّام[2].

٣٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يرسل حليلته إلى الحمّام .

٣١ـ عنه ، عن إسماعيل بن مهران ، عن محمّد بن أبي حمزة ، عن عليّ بن يقطين قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : أقرء القرآن في الحمّام وأنكح ؟ قال : لا بأس .

٣٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعيّ بن عبدالله ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام أكان أمير المؤمنين عليه السلام ينهى عن قراءة القرآن في الحمّام ؟ قال : لا إنّما نهى أن يقرء الرجل وهو عريان فأمّا إذا كان عليه إزار فلا بأس .

٣٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس للرجل أن يقرء القرآن في الحمّام إذا كان يريد به وجه الله ولا يريد ينظر كيف صوته .

٣٤ ـ بعض أصحابنا ، عن ابن جمهور ، عن محمّد بن القاسم ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : [قال :] لا تضطجع في الحمّام فإنّه يذيب شحم الكليتين .

٣٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن عمر بن عليّ بن عمر بن يزيد ، عن عمّه محمّد بن عمر ، عن بعض من حدّثه أنّ أبا جعفر عليه السلام كان يقول : من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمّام إلّا بمئزر ، قال : فدخل ذات يوم الحمّام فتنوّر فلمّا أن

---

(١) حمل على الحرمة . (آت) .

(٢) حمل على ما اذا لم تدع اليه الضرورة كما في البلاد الحارة او على ما اذا بعثه الى الحمامات للتنزه والتفرج أو على ما اذا كانت الرجال والنساء يدخلون الحمام معاً من غير تناوب (آت) .

٢٢ - عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن عيسى، عن إسماعيل بن يسار، عن عثمان بن عفّان السدوسيّ، عن بشير النبّال قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن الحمّام فقال: تريد الحمّام؟ فقلت: نعم قال: فأمر باسخان الحمّام ثمّ دخل فاتّزر بإزار وغطّى ركبتيه وسرّته ثمّ أمر صاحب الحمّام فطلى ما كان خارجاً من الإزار ثمّ قال: اخرج عنّي ثمّ طلى هو ما تحته بيده ثمّ قال: هكذا فافعل.

٢٣ - سهل رفعه قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: لا يدخل الرّجل مع ابنه الحمّام فينظر إلى عورته.

٢٤ - عليّ بن محمّد بن بندار، عن إبراهيم بن إسحاق، عن يوسف بن السخت رفعه قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: لاتتّك في الحمّام فإنّه يذيب شحم الكليتين، ولاتسرّح في الحمّام فإنّه يرقّق الشعر، ولا تغسل رأسك بالطين فانّه يذهب بالغيرة، ولا تتدلّك بالخزف فإنّه يورث البرص، ولا تمسح وجهك بالإزار فإنّه يذهب بماء الوجه.

٢٥- عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عليّ بن أسباط، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لا تغسلوا رؤوسكم بطين مصر فإنّه يذهب بالغيرة و يورث الدياثة.

٢٦ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن أبي يحيى الواسطيّ، عن بعض أصحابنا، عن أبي الحسن الماضي عليه السلام قال: العورة عورتان القبل و الدبر، فأمّا الدبر مستور بالأليتين فإذا سترت القضيب والبيضتين فقد سترت العورة.

وقال في رواية اُخرى: و أمّا الدّبر فقد سترته الأليتان و أمّا القبل فاستره بيدك.

٢٧ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن غير واحد، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: النظر إلى عورة من ليس بمسلم مثل نظرك إلى عورة الحمار[1].

٢٨ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن أبان بن عثمان،

(١) يظهر من المؤلف وابن بابويه - رحمهما الله - القول بمدلول الخبر ويظهر من الشهيد و جماعة عدم الخلاف في التحريم. (آت)

وقوله عليه السلام المجمع علیه من أصحابك الظاهر انّ المراد بهذا الاجماع الاتفاق فی نقل الروایة لا الاتّفاق فی الفتوی کما ذهب الیه جماعة من الاصحاب بقرینة ما سیأتی، ولأنّ الکلام انّما هی فی تعارض الروایات وترجیحها لافی تعارض الاقوال

و قوله عليه السلام و شبهات بین ذلك الظاهر انّ المراد بالشّبهات هنامّا تعارض فیه الدلیلان من غیر إهتداء الی التّرجیح بینهما کما یقع کثیرا فی کتب الحدیث ، و قوله عليه السلام ما خالف العامّة ففیه الرشاد ممّا لاریب فیه حتی انّه روی انّ رجلا من اهل الاهواز کتب الیه عليه السلام وهو فی المدینة انّه ربّما أشکل علینا الحکم فی المسئلة التی یحتاج الیها ولا تصل الأیدی الیك فی کل وقت فماذا نصنع ؟ فکتب الیه عليه السلام اذا کان الحال علی ما ذکرت فأت القاضی البلدوسله عن تلك المسئلة ، فما قال لك فخذبخلافه

☆ فی الحقیقة عبارة عن تشخیص الموضوعات ولذا یحتاج الی ملکة و قریحة و عبقریة فذة وذکاء وحدة ذهن و سرعة فی الخاطر اکثر مما تحتاجه الفتوی واستنباط الاحکام الکلیة بکثیر ولو تصدی له غیر الحائز لمرتبة النظر والاستنباط و غیرالواجد لملکة الاجتهاد مع اجتماع سائر الشرائط اللازمة فیه کما فصل فی محله کان ضرره اعظم من نفعه وخطاؤه اکثر من صوابه واما تصدی غیر المجتهد العادل الذی له اهلیة الفتوی فهو عند الامامیة من اعظم المحرمات واکبر الکبائر الموبقة بل هو علی حدالکفر بالله تعالی فان الحکومة بین الناس والتصدی لولایة القضاء بینهم عند الامامیة نیابة عن صاحب الرسالة والامامة ومرتبة من الریاسة العامة وخلافة الله فی الارضین قال تعالی : (یا داود انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالعدل) قال امیرالمؤمنین (ع) : یا شریح قد جلست مجلسا لایجلسه الانبی او وصی نبی او شقی .

فکیف یدعی الاسلام من یتصدی للقضاء فی هذه المحاکم الرسمیه (العدلیة) وهولم یتعلم الا نبذة یسیرة من علم الحقوق واخذ شهادة رسمیة لنفسه من بعض هذه المدارس الرسمیة الفاقدة للفضائل کلها من دون أحراز مرتبة الاجتهاد و من غیر حصول ملکة الاستنباط له بل یحکم علی ما یرید و یفعل ما یشاء ولذا ضاعت الحقوق وشاع الظلم و ارتفع العدل والامة الایرانیة حیاری سکاری ولیس سبب ذلك الا الامة انفسهم فانهم أموات فی صورة الاحیاء والی الله المشتکی

لبس الخشن وأكل الجشب على من يعرف من نفسه النخوة والعجب وجماحة (١) النفس فيكون ذلك المأكل والملبس سوطا تخوفها به وتسوقها الى موافاة الأخيار ؛ وامّا من عرف من نفسه عكس هذا فيكون الأولى له إستعمال نعم الله عليه من الملابس والملاذّ ونحوهما ؛ فانّ حالات النفس عجيبة فهي كحمار السوء إن جاع نهق وان شبع زقط ،فان أردت ان تعرفها فانظرها وقت إرادتها شهوتها فانّك لو توسّلت اليها بالأنبياء والمرسلين وعرضت عليها الجنّة والنار ، وقلت لها هذه الجنّة ان تركت هذا الذنب فهي مهيّأة لك وان فعلتها فأنت من الداخلين الى هذه النار كانت حريصة على الاتيان بذلك الذنب وتركت كلّ تلك الوسائل ، ولو كانت جايعة و(ع) عوضتها عن(على خ) تلك الوسائل رغيفا من خبز الشعير أقلعت عن ذلك الذنب و رضيت بذلك الرغيف ، فانظر كيف صار عندها رغيف الشعير أحسن من وسيلة الأنبياء و الجنّة والنار و الحور العين، ما هذا الاّ عجب عجيب وأمر غريب

وأمّا الناصبي وأحواله وأحكامه فهو مما يتمّ ببيان أمرين :الأوّل في بيان معنى الناصب الذي ورد في الأخبار أنّه نجس و أنّه شرّ من اليهودي والنصراني والمجوسي وانّه كافر نجس باجماع علماء الإماميّة رضوان الله عليهم ؛فالّذي ذهب اليه اكثر الأصحاب هو انّ المراد به من نصب العداوة لآل بيت محمد ﷺ وتظاهر ببغضهم كما هو الموجود في الخوارج وبعض ماوراء النهر؛ورتّبوا الاحكام في باب الطهارة والنجاسة والكفر والايمان وجواز النكاح وعدمه على الناصبي بهذا المعنى

وقد تفطّن شيخنا الشهيد الثاني قدّس الله روحه من الإطّلاع على غرائب الاخبار فذهب الى انّ الناصبي هو الّذي نصب العداوة لشيعة اهل البيت عليهم السلام وتظاهر بالوقوع فيهم؛ كما هو حال اكثر المخالفين لنافي هذه الأعصار في كلّ الأمصار،وعلى

---

(١) جمع جمحا وجماحا وجموحا الفرس : تغلب على راكبه وذهب به لا يثني استعصى فهو جامح بلفظ واحد للمذكر وا لمؤنث جمع جوامح و منه جمحت المراة زوجها اذا تركته وغادرت بيتها الى اهلها

۱۳ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن ربعي ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : التقيّة في كلّ ضرورة وصاحبها أعلم بها حين تنزل به .

۱۴ - علي ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن محمّد بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : [كان] أبي عليه السلام يقول: وأيّ شيء أقرّ لعيني من التقيّة ؛ إنّ التقيّة جُنّة المؤمن.

۱۵ - علي ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير، عن جميل، عن محمّد بن مروان قال: قال لي أبو عبدالله عليه السلام : ما منع ميثم رحمه الله من التقيّة ، فوالله لقد علم أنّ هذه الآية نزلت في عمّار وأصحابه «إلّا من اُكره وقلبه مطمئنّ بالايمان» .

در حضورشان باعبورشان واز آن استفاده میشود که در موردعدم تقیه اینگونه احترام برای آنهاجائز نیست ولی برای مؤمنان بطریق اولی جائزاست وآن مورد تأمل است و گفته‌اند مقصود قیام بامور آنهااست و اجراء دستور آنها وآن تقیه‌است.

۱۳ـ ازامام صادق(ع) فرمود: تقیه در هربیچارگی است و خود گرفتار بدان داناتر است بآن هنگامیکه برای‌اورخ دهد.

شرحـ از مجلسی ره- این حدیث دلالت دارد بروجوب تقیه در هرچه انسان بیچاره گردد جز آنجا که دلیل دیگر آن‌را استثناء کرده و دلالت دارد که خود شخص بهترمیتواند بفهمد که بیچاره است یا نه؟

۱۴ـ ازامام‌صادق(ع) فرمود که پدرم میفرمود کدام‌چیزچشمم را از تقیه روشن‌تر میکند‌براستی تقیه سپر مؤمن است.

۱۵ـ ازمحمدبن مروان گوید. امام صادق (ع) بمن فرمود چه چیزی میثم رحمه‌الله رابازداشت از تقیه (میثم ره ازتقیه ممنوع نبودخ‌ل) بخداسوگند که او میدانست این‌آیه درباره عماروواصحابش نازل‌شده (۱۰۶ـ النحل) جز کسیکه درفشار است ودلش‌مطمئن است بایمان.

شرحـ از مجلسی ره ممکن است این‌طور معنی کرد که میثم دیگران را از تقیه منع نکرده است گرچه خودش آنرا ترك کرده و در راه حق جانبازی نموده است یااز آن سودی نبرده استو در هرحال ازچون میثم ورشید وقنبر وامثال آنان رفع‌الله درجاتهم دور استکه باوجود اینکه امیر- المؤمنین از عاقبت آنها بآن‌ها خبر داده و بآنها دستور تقیه داده باشد فرمان او را ترك کرده و مخالفت آنحضرترا کرده باشند و احتمال اینکه آنحضرت برای‌آنها تکلیفی بیان نکرده باشددور تر است و ظاهر آنستکه مخیر بودند میان تقیه و فداکاری و آنچه را سخت‌تر بود بر گزیدند ومؤید آنست آنچه کشی روایتکرده از میثم ره گوید امیرالمؤمنین (ع) مرا خواست و فرمود : ای‌میثم چه‌حالی داری وقتی بخود بسته بنی‌امیه عبیدالله بن‌زیادتورابه بیزاری جستن ازمن دعوت کندمن گفتم یا امیرالمؤمنین بخدا من از تو بیزاری نجویم فرمود: دراین صورت تورا میکشد وبدار میزند گفتم من صبرمیکنم این مطلب درراه رضای خدااندکی است فرمود ای‌میثم دراین‌صورت‌توبامنی درمقامی که دارم پایان نقل ازمجلسی ره.

من گویم- چنانچه در پیش اشاره کردیم تقیه برای حفظ جان وآبرو ومال یك حکم عمومی

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّدبن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، ع
أبي بصير قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : التقيّة من دين الله ، قلت : من دين الله ؟ قال : إي وا
من دين الله ولقدقال يوسف عليه السلام : «أيّتها العير إنّكم لسارقون» والله ما كانوا سرقوا شيئاً ولقد قا
إبراهيم عليه السلام : «إنّي سقيم» والله ما كان سقيماً .

٤ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّدبن عيسى ، عن محمّدبن خالد؛ والحسين بن سعيد جمي
عن النضر بن سويد ، عن يحيى بن عمران الحلبيّ ، عن حسين بن أبي العلاء ، عن حبيب بن بشر قال
قال أبوعبدالله عليه السلام : سمعت أبي يقول: لا والله ماعلى وجه الأرض شيء أحبّ إليّ من التقيّة، ياحبي
إنّه من كانت له تقيّة رفعه الله ، ياحبيب من لم تكن له تقيّة وضعه الله ، ياحبيب إنّ الناس إنّ
هم في هدنة فلوقدكان ذلك كان هذا .

٥ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن العبّاس بن عامر ، عن جا
المكفوف ، عن عبدالله بن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اتّقوا على دينكم فاحجبوه بالتقي
فانّه لا إيمان لمن لاتقيّة له ، إنّما أنتم في الناس كالنحل في الطير لو أنّ الطير تعلم ما في أجوا
النحل ما بقي منها شيء إلاّ أكلته ولو أنّ الناس علموا ما في أجوافكم أنّكم تحبّونا أهل البيت لأكلوك
بألسنتهم و لنحلوكم في السرّ والعلانية ، رحم الله عبداً منكم كان على ولايتنا .

٣ـ از ابوبصير كه امام صادق(ع) فرمود تقيه از دين خدا است گفتم: از دين خدا؟ فرمود
آرى بخدا هرآينه يوسف فرمود (٧٠ـ يوسف) أيا كاروان راستى شما دزد هستيد ـ بخدا كه چيز
ندزديده بودند و ابراهيم فرمود (٨٩ـ الصافات)راستى من بيمارم بخدا بيمار نبود.

٤ـ ازحبيب بن بشر كه فرمود (ع): ازپدرم شنيدم ميفرمود: نه بخدا درروى زمين چيزى نيس
كه نزد من محبوبتر ازتقيه باشد، اى حبيب راستش اينستكه هر كه تقيه كند خدا اورا بالا بردا ى حبيب
هر كه تقيه نكند خدا اورا پست كند، اى حبيب راستيكه مردم همانا درحال صلح وسازشند واگر آن
باشد اين هم هست (يعنى اگر امام قائم ظهور كند و فرمان جهاد دهد بامخالفان،ترك تقيه هم كه آرما
شما است عملى شود ـ ازمجلسى ره) .

٥ـ ازعبدالله بن ابى يعفور ازامام صادق(ع) فرمود براى حفظ دين خودتان تقيه كنيد آن ر
زير پرده تقيه بداريد زيرا هر كه تقيه ندارد ايمان ندارد، همانا شما درميان مردم چون زنبور عسل
باشيد ميان پرندگان اگر پرندهها ميدانستند درون زنبورعسل چيست؟ چيزى از آن نميماند كه آنر
نخورند واگر مردم بدانند كه دردرون دل شما چيست وبفهمند كه شما ما خاندانرا دوست ميداريد، شم
را باهمان زبان خود بخورند وتمام كنند و شمارا درنهان وعيان بد گويند، خدا رحمت كند بنده اى
كه ازشماها بردوستى وولايت ما باشد.

شرح ـ شمارا بازبان خود بخورند يعنى دشنام وناسزا گويند وباسخن چينى در نزد حكومت

عام مسلمانوں اور شیعہ مسلمانوں میں فرق

عام مسلمان کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں لیکن شیعہ اس کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل بھی پڑھتے ہیں۔

منطقی لحاظ سے شیعہ مسلمانوں اور عام مسلمانوں میں فرق عام خاص مطلق کا ہے یعنی نسبت عام خاص مطلق کی ہے مومن اور مسلمان میں۔ ہمارے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول پڑھنے سے انسان صرف مسلمان بنتا ہے اور اس کے ساتھ آگے علی ولی اللہ الآخر تک پڑھنے سے انسان مسلمان سے مومن کے درجے پر فائز ہوتا ہے یعنی شیعہ علی بنتا ہے

عام خاص مطلق دو کلیوں میں سے ایک دوسرے کے ہر فرد پر صادق آئے اور دوسری اس کے بعض افراد پر صادق آئے۔ مثلاً مومن اور مسلمان میں نسبت عام خاص مطلق کی ہے:

یعنی ہر مومن مسلمان ہو سکتا ہے لیکن یہ بات ضروری نہیں کہ ہر مسلمان مومن ہو مثلاً سنی ہیں تو مسلمان کیونکہ کلمہ رسول کا ورد کرتے ہیں لیکن آگے علی ولی اللہ کے قائل نہیں لہذا یہ مومن نہیں ہیں۔

اب اگر سنی حضرات کہیں کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کو امام مانتے ہیں تو ان کا یہ کہنا صرف زبان سے ہوگا نہ کہ وہ دل سے جناب علی کو امام مانتے ہیں اگر وہ دل سے امام مانتے تو پہلے اپنے آپ کو مومن بناتے کیونکہ علی امیر المومنین ہیں علی مومنین کے امام ہیں۔

شراب کو حرام کیا اور اس کے بدلے میں متعہ کو جائز قرار دیا۔

امام علیہ السلام کا دوسرا فرمان ہے کہ متعہ کرنے والے کے غسل کے ہر قطرہ سے خدا ستر فرشتے خلق فرماتا ہے جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور اس پر لعنت کرتے ہیں جو متعہ سے پرہیز کرتا ہے۔

ہمارے اماموں نے متعہ کی اتنی فضیلت بتائی جو کہ بیان سے باہر ہے۔ کیونکہ رسول کی سنت ہے۔ اور پھر یہ سنت رسولؐ ختم ہو چکی تھی۔ اور مردہ سنت کو زندہ کرنے کا بہت ثواب ہے۔

دعائیہ الفاظ

اللہ تبارک تعالی تمام مسلمانوں کو سنت رسول پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ اور ان لوگوں پر لعنت کرنے کی توفیق دے جنہوں نے رسول کریم کی سنت کو پامال کرکے رکھ دیا۔ اللہ تعالے تمام مسلمانوں کو رسول کی مردہ سنت کو زندہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

عقیدہ ماتم

ماتم امام حسین علیہ السلام نہ تو شیعہ کے اصول دین میں ہے اور نہ ہی فروع دین میں بلکہ ماتم اصول دین کے متعلقات میں سے ہے۔ یعنی امامت ہے اصول دین میں۔ اسطرح اگر امام کی ولایت کا اعلان ہوا تو عید غدیر منالی۔ اور اگر مظلوم حسین کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے اور خانہ سادات پر ظلم ہوئے تو ماتم اور عزاداری کر لی۔

اہل سنت بھائی ماتم کے بارے شیعوں پر رنگ رنگ کے فتاوے صادر کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً ماتم حرام ہے۔ شہیدوں کا ماتم نہیں کیا جاتا۔ شہید زندہ ہے اور زندوں کا ماتم جائز نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب ہم اہلسنت کی معتبر کتب سے ماتم کو ثابت کرتے ہیں کہ!

این دین باشد آنرا داند مگر نادری مثل کسیکه تازه مسلمان شده باشد و هنوز نزد او ضروری نشده باشد مانند نماز وروزهٔ ماه‌مبارك رمضان وحج و زکوة و امثال اینها کسیکه ترك اینها کند کافر نیست و کسیکه ترك اینهارا حلال داند کافراست و مستحق قتل است و همچنین اگر فعلی از اوصادرشود که‌متضمن استخفاف بدین یامحرمات الهی باشدعمداً مثل آنکه عمداً مصحف‌مجیدرا بسوزاند یادر قاذورات اندازد یالگدبر آن بزندیاحقتعالی یاملائکه یا یکی از انبیاءرا دشنام‌دهد یاسخنی بگوید که متضمن استخفاف باشد خواه در نظم وخواه درنثر یا کعبهٔ معظمه‌را خراب کند بیجهت یاعمداً در آن بول کند یاغائط و همچنین نسبت بروضات مقدسه‌حضرت رسول‌الله‌وائمه استخفافی کند بقول یابفعل یاتربت‌شریف‌حسین عليه‌السلام را استخفافی کند قولاً یافعلاً مثل آنکه العیاذبالله بآن استنجاءنماید یانسبت بکتب‌حدیث شیعه استخفاف کند وبعضی کتب فقه‌شیعه‌رانیز چنین‌میدانند یا بیکی ازعبادات که‌ضروری دین‌است استهزاء واستخفاف نماید یابت‌یاغیربت را معبودخود قراردهد وآنرا بقصدعبادت سجده کند یاشعار کفاررا که متضمن‌اظهار کفرباشدظاهر گرداند مثل آنکه زناربنددباین قصد و یا پیشانی‌خودرا بروش‌هنود زرد کند بقصد اظهار شعار ایشان وبعضی دیگردر ضمن ضروریات دین مذکور خواهدشد انشاءالله واما غیرشیعه امامیه از زیدیه وسنیان وفطحیه‌و واقفیه‌و کیسانیه‌وناووسیه وسایر فرق مخالفین اگرانکار یکی از ضروریات دین‌اسلام کنند آنها نیز کافر ونجس‌ومخلددرجهنم‌اند مانندخوارج که برامام‌زمان خروج کرده‌اندوناسزا نسبت بائمه‌میگویندمانندخارجیان‌عمان یاغلات که ائمه‌را خدادانند یا بهتراز پیغمبر دانند یا گویند خدا درایشان حلول کرده است یاایشان‌را خالق عالم‌دانند بنابر بعضی‌ازاحادیث و نواصب که‌عداوت باهمه ائمه یابعضی ازایشان داشته باشند زیرا که وجوب محبت ایشان ضروری دین اسلام است وازحضرت صادق عليه‌السلام منقولست که‌غسل مکن درجائیکه در آن جمع‌میشود غسالهٔ حمام زیرا که در آن غسالهٔ ولدزنا میباشد و غسالهٔ ناصبی میباشد و آن بدتراست ازولدزنا بدرستیکه حق‌تعالی خلقی بدتر ازسگ نیافریده‌است وناصبی نزدخدا خوارتراست از سگ ومجسمه که‌خدارا جسم‌میدانند ازبلوریا بصورت پسر ساده میدانند ایشان نیز کافر ومخلد درآتشند ودرغیراینها ازفرق‌مخالفان دوقسمند (اول) متعصبی‌چندند که‌حجت برایشان تمام شده است وعلم ببطلان مذهب خود نیز دارند و ازبرای تعصب و اغراض دنیویه انکار حق‌مینمایند یا باعتبار متابعت آباء واسلاف بدین باطل قائل‌شده‌اندو قوت تمیز میان‌حق‌و باطل‌ندارند وخودرا ازاغراض‌باطله‌خالی نمی کنند که‌حق برایشان

رفت حضرت رسول صلی الله علیه و آله فاطمه را طلب فرمود که شوهر خود علی را بطلب پس چون حاضر شدند حضرت امیرالمؤمنین علیه السلام را درجانب راست نشانید ودستش را گرفت وبر دامن خود گذاشت وحضرت فاطمه را درجانب چپ نشانید ودستش را گرفت وبر دامن خود گذاشت پس فرمود که میخواهید شمارا خبر دهم بآنچه جبرئیل مرا بآن خبرداد گفتند بلی یارسول الله فرمود که جبرئیل گفت که درقیامت من درجانب راست عرش خواهم بود وخدای تعالی دو جامه بمن پوشاند یکی سبز ودیگری سرخ برنگ گل وتو یا علی درجانب راست عرش باشی ودوجامهٔ چنین درتو پوشانند پس راوی عرض کرد که مردم رنگ سرخ چنین را مکروه میدانند حضرت فرمود که چون خدا حضرت عیسی را بآسمان برد دوجامهٔ چنین براو پوشانید وبسند معتبر ازحضرت امیرالمؤمنین منقولستکه شخصی ازحضرت صادق علیه السلام پرسید که در کلاه سیاه نماز بکنم فرمود که درآن نماز مکن که لباس اهل جهنم است واز حضرت رسول منقولستکه مکروه است سیاه مگر در سه چیز در موزه وعمامه وعبا .

فصل پنجم در بعضی از آداب جامه پوشیدن جامه‌های دراز پوشیدن وآستین جامه رادراز کردن وجامه را ازروی تکبر برروی خاك کشیدن مکروه و

مذموم است وازحضرت امام جعفر صادق علیه السلام منقولستکه حضرت امیرالمؤمنین علیه السلام رفت ببازار وسه جامه برای خود خرید بیك اشرفی پیراهن را تا نزدیك بندپا ولنگ را تا نیمه ساق و ردا را ازپیش تا پستان وازعقب تا پائین تر ازکمر پس دست بآسمان برداشت وپیوسته حمد الهی مینمود براین نعمت تا بخانه بازگشت وحضرت صادق فرمود که جامه آنچه ازغوزك پا میگذرد درآتش جهنم است وازحضرت امام موسی کاظم علیه السلام منقولستکه حقتعالی بپیغمبرش فرمود که **وثیابك فطهر** که ترجمهٔ لفظش آنستکه جامه‌های خود را پس پاك گردان حضرت فرمود که جامه‌های آنحضرت پاك بود ولیکن مراد الهی آنستکه جامه را کوتاه کن که آلوده نشود ودرروایت دیگر یعنی بردار که بزمین کشیده نشود ودرروایت حسن ازحضرت باقر علیه السلام منقولستکه حضرت رسول صلی الله علیه و آله شخصی را وصیت فرمود زینهار که پیراهن وازار خود را بلند میاویز که این ازتکبر است وخدا تکبر را دوست نمیدارد ودرحدیث معتبر منقولستکه حضرت امیرالمؤمنین چون پیراهن می‌پوشیدند آستین را میکشیدند آنچه ازسر انگشتشان میگذشت میبریدند وحضرت رسول صلی الله علیه و آله بابوذر فرمود که هر که ازروی تکبر جامه‌اش را بزمین کشد حقتعالی درقیامت نظر رحمت باو نفرماید وازار مرد تا نصف ساق است وتا بندپا هم جایز است وزیاده درآتش است.

٩ — وقال رسول الله صلى الله عليه وآله: كل شيء يجتر «١» فسؤره حلال ولعابه حلال.

١٠ — وأتى أهل البادية رسول الله صلى الله عليه وآله فقالوا يارسول الله إن حياضنا هذه تردها السباع والكلاب والبهائم فقال لهم صلى الله عليه وآله: لها ما أخذت افواهها ولكم سائر ذلك.

وإن شرب من الماء دابة أو حمار أو بغل أو شاة أو بقرة أو بعير فلا بأس باستعماله والوضوء منه، فإن وقع وزغ في اناء فيه ماء أهريق ذلك الماء، وإن وقع فيه كلب أوشرب منه أهريق الماء وغسل الاناء ثلاث مرات مرة بالتراب ومرتين بالماء ثم يجفف، واما الماء الأجن «٢»، فيجب التنزه عنه إلا أن يكون لا يوجد غيره، ولا بأس بالوضوء بماء يشرب منه السنور ولا بأس بشربه.

١١ — وقال الصادق عليه السلام: إني لا أمتنع من طعام طعم منه السنور ولا من شراب شرب منه.

ولا يجوز الوضوء بسؤر اليهودي والنصراني وولد الزنا والمشرك وكل من خالف الاسلام وأشد من ذلك سؤر الناصب، وماء الحمام سبيله سبيل الماء الجاري إذا كانت له مادة.

١٢ — وقال الصادق عليه السلام: في الماء الذي تبول فيه الدواب وتلغ «٣» فيه الكلاب ويغتسل فيه الجنب انه إذا كان قدر كر لم ينجسه شيء.

«١» يجتر: جر وأجتر البعير اعاد الاكل من بطنه فمضغه ثانية، والجر بالكسر لدى الخف والظلف كالمعدة للانسان.

«٢» الآجن: أجن الماء أجنا وأجونا من بابي ضرب وقعد: تغير إلا انه يشرب فهو آجن.

«٣» تلغ فيه الكلاب أى باطراف ألسنتها.

ـ ٩ ـ التهذيب ج ١ ص ٦٤. ـ ١٠ ـ التهذيب ج ١ ص ١١٧.

عليه السلام عن المحرم يتزوّج ؟ قال : لا ولا يزوّج المحرم المحل

١٢٣٤ ١٩ — وفي خبر آخر : إن زوّج أو تزوّج فنكاحه باطل .

١٢٣٥ ٢٠ — وروى الحسن بن محبوب عن عبدالله بن سنان عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل تكون عنده الجارية يجرّدها وينظر إلى جسمها نظر شهوة هل تحل لأبيه ؟ وإن فعل أبوه هل تحل لابنه ؟ قال : إذا نظر اليها نظر شهوة ونظر منها إلى ما يحرم على غيره لم تحل لابنه وإن فعل ذلك الابن لم تحل للأب .

١٢٣٦ ٢١ — وروى الحسن بن محبوب عن علي بن رئاب عن أبي عبيدة الحذاء قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها ولا على أختها من الرضاعة ، قال وقال عليه السلام : إن علياً عليه السلام ذكر لرسول الله صلى الله عليه وآله ابنة حمزة فقال : أما علمت أنها ابنة أخي من الرضاعة ، وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وحمزة قد رضعا من لبن امرأة .

١٢٣٧ ٢٢ — وروى الحسن بن محبوب عن مالك بن عطية عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تتزوّج المرأة على خالتها وتزوّج الخالة على ابنة أختها .

١٢٣٨ ٢٣ — وفي رواية محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال : لا تنكح ابنة الأخ ولا ابنة الأخت على عمتها ولا على خالتها إلا باذنهما ، وتنكح العمة والخالة على ابنة الأخ وابنة الأخت بغير إذنها .

١٢٣٩ ٢٤ — وسأل عبدالله بن سنان أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل يريد أن يتزوّج المرأة أينظر إلى شعرها ؟ قال : نعم إنما يريد أن يشتريها بأغلا الثمن .

ـ ١٢٣٥ ـ الاستبصار ج ٣ ص ٢١٢ التهذيب ج ٢ ص ٣٠٨ .

ـ ١٢٣٦ ـ الاستبصار ج ٣ ص ١٧٨ التهذيب ج ٢ ص ١٩٧ الكافي ج ٢ ص ١٣٥ وفي الأول والأخير صدر الحديث فقط .

ـ ١٢٣٨ ـ الكافي ج ٢ ص ٣٥ بتفاوت يسير .

ـ ١٢٣٩ ـ التهذيب ج ٢ ص ٢٣٥ الكافي ج ٢ ص ١٦ بسند آخر .

تعرفه فانه بمنزلة الجبن فكل ولا تسأل عنه .

٩٨٨ ٧٨ — وسأل محمد بن مسلم أبا جعفر عليه السلام عن لحوم الخيل والدواب والبغال والحمير فقال : حلال ولكن الناس يعافونها .

وإنما نهى رسول الله صلى الله عليه وآله عن أكل لحوم الحمر الإنسية بخيبر لئلا تفنى ظهورها ، وكان ذلك نهي كراهة لا نهي تحريم ، ولا بأس بأكل لحوم الحمر الوحشية ولا بأس بأكل الأمص(١) وهو اليحامير ولا بأس بألبان الأتن والشيراز المعدّ (٢) منها .

ولا يجوز أكل شيء من المسوخ وهي القردة والخنزير والكلب والفيل والذئب والفأرة والأرنب والضب والطاووس والنعامة والدعموص(٣) والجرّي والسرطان والسلحفاة والوطواط والعيقيفا (٤) والثعلب والدب واليربوع والقنفذ مسوخ لا يجوز أكلها .

٩٨٩ ٧٩ — وروي أن المسوخ لم تبق أكثر من ثلاثة أيام فان هذه مُثل لها فنهى الله عز وجل عن أكلها .

٩٩٠ ٨٠ — وروى الوشا عن داود الرقي قال قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إن رجلاً من أصحاب أبي الخطاب نهاني عن البخت (٥) وعن أكل لحم الحمام المسرول(٦)

---

(١) الأمص : والأميص طعام يتخذ من لحم عجل بجلده أو مرق السكباج المصفى من الدهن معرب وروي أنها اليحامير .

(٢) نسخة في الجميع (المتخذ منها) .

(٣) الدعموص : كبرغوث دويبة سوداء تغوص في الماء وتكون في الغدران .

(٤) في هامش المخطوطات والمطبوعة (العيقفا) و(العقعاء) وفسرت هذه بهامش نسخة ج بالغراب الأبقع .

(٤) البخت : نوع من الإبل واحده بختي .

(٥) المسرول : وهو من الحمام ما وجد في رجليه ريش .

— ٩٨٨ — الاستبصار ج ٤ ص ٧٤ التهذيب ج ٢ ص ٣٤٩ الكافي ج ٢ ص ١٥٢ بتفاوت .

— ٩٩٠ — الاستبصار ج ٤ ص ٧٩ التهذيب ج ٢ ص ٣٥٠ الكافي ج ٢ ص ١٦٨ .

١٧ — وقال أمير المؤمنين عليه السلام فيما علّم أصحابه لا تلبسو السواد فانه لباس فرعون .

١٨ — وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يكره السواد إلا في ثلاثة العمامة والخف والكساء .

١٩ — وروي أنه هبط جبرئيل عليه السلام على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في قباء اسود ومنطقة فيها خنجر فقال صلى الله عليه وآله ياجبرئيل ماهذا الزي فقال : زي ولد عمك العباس يامحمد ، ويل لولدك من ولد عمك العباس فخرج النبي صلى الله عليه وآله الى العباس فقال : ياعم ويل لولدي من ولدك فقال يارسول ال أفأجب نفسي قال جرى القلم بما فيه .

٢٠ — وروى اسماعيل بن مسلم عن الصادق عليه السلام أنه قال : أوحى الله عز وجل إلى نبي من انبيائه قل للمؤمنين لايلبسوا لباس اعدائي ، ولا يطعمو مطاعم اعدائي ، ولا يسلكوا مسالك اعدائي فيكونوا اعدائي كما هم اعدائي .

فاما لبس السواد للتقية فلا إثم فيه .

٢١ — فقد روي عن حذيفة بن منصور أنه قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام بالحيرة (١) فأتاه رسول أبي العباس الخليفة يدعوه فدعا بممطر (٢) أح وجهيه اسود والآخر أبيض فلبسه ، ثم قال عليه السلام أما اني البسه وأنا اعلم أ لباس أهل النار .

٢٢ — وقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لايصلي الرجل وفي يده خاتم حديد .

---

(١) الحيرة : البلد القديم بظهر الكوفة كان يسكنه النعمان بن المنذر وهي عاصمة المناذرة .

(٢) الممطر : كثير مايلبس في المطر يتوقى به منه .

☆ ـ ٧٦٧ ـ الكافي ج ١ ص ١١٢ .

ـ ٧٧١ ـ التهذيب ج ١ ص ٢٠٠ الكافي ج ١ ص ١١٢ .

تتزوّج وكانت بكراً ، فان كانت ثيباً فلا يجوز عليها تزويج أبيهـا إلا بأمرها ، وإن كان لها أب وجد فالجد عليها ولاية ما دام أبوها حياً لأنه يملك ولده وما ملك فاذا مات الأب لم يزوّجها الجد إلا باذنها .

٥ — وروى حنان بن سدير عن مسلم بن بشير عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن رجل تزوّج امرأة ولم يُشهد فقال : اما فيما بينه وبين الله عز وجل فليس عليه شيء ، ولـكن إن أخذه سلطان جائر عاقبه . ٤

٦ — وروي عن عبدالحميد بن عواض عن عبدالخالق قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة الثيّب تخطب إلى نفسها قال : هي أملك بنفسها تولي أمرها من شاءت إذا كان كفواً بعد أن تكون قد نكحت زوجاً قبل ذلك . ٥

٧ — وروي عن داود بن سرحان عن أبي عبدالله عليه السلام أنه قال في رجل يريد أن يزوّج أخته قال : يؤامرها فان سكتت فهو إقرارها ، فان أبت لم يزوّجها فان قالت : زوجني فلاناً فليزوّجها ممن ترضى ، واليتيمة في حجر الرجل لا يزوّجها إلا ممن ترضى . ١٦

٨ — وروى الفضيل بن يسار ومحمـد بن مسلم وزرارة وبريد بن معاوية عن أبي جعفر عليه السلام قال : المرأة التي قد ملـكت نفسها غير السفيهة ولا المولّى عليها تزويجها بغير ولي جائز . ٩٧

٩ — وخطب أبو طالب رحمـه الله لما تزوّج النبي صلى الله عليه وآله خديجة بنت خويلد رحمها الله بعد أن خطبها إلى أبيها ، ومن الناس من يقول إلى عمها ، فأخذ بعضادتي الباب ومَن شاهده من قريش حضور فقال : الحمد لله الذي جعلنا ٩٨

ـ ١١٩٥ ـ الاستبصار ج٣ ص٢٣٣ التهذيب ج٢ ص٢٢١ الكافي ج٢ ص٢٥ بسند آخر في الجميع

ـ ١١٩٦ ـ الاستبصار ج ٣ ص ٢٣٩ التهذيب ج ٢ ص ٢٢٣ الكافي ج ٢ ص ٢٥ .

ـ ١١٩٧ ـ الاستبصار ج ٣ ص ٢٣٢ التهذيب ج ٢ ص ٢٢٠ الكافي ج ٢ ص ٢٥ .

٨٩٥ ٣٣ — وسأل معاوية بن وهب أبا عبدالله عليه السلام عن التثويب (١) الذي يكون بين الاذان والاقامة فقال: ما نعرفه.

٨٩٦ ٣٤ — وكان علي عليه السلام يقول: لا بأس أن يؤذن الغلام قبل أن يحتلم، ولا بأس أن يؤذن المؤذن وهو جنب ولا يقيم حتى يغتسل.

٨٩٧ ٣٥ — وروى أبو بكر الحضرمي وكليب الاسدي عن أبي عبدالله عليه السلام أنه حكى لهما الاذان فقال الله أكبر الله أكبر الله أكبر الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمداً رسول الله أشهد أن محمداً رسول الله، حي على الصلاة حي على الصلاة، حي على الفلاح حي على الفلاح. حي على خير العمل حي على خير العمل الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله لا إله إلا الله، والاقامة كذلك ولا بأس أن يقال في صلاة الغداة على أثر حي على خير العمل الصلاة خير من النوم مرتين للتقية.

وقال مصنف هذا الكتاب: هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه والمفوضة (٢) لعنهم الله قد وضعوا أخباراً وزادوا في الاذان محمد وآل محمد خير البرية مرتين. وفي بعض رواياتهم بعد اشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن علياً ولي الله مرتين ومنهم من روى بدل ذلك أشهد ان عليا أمير المؤمنين حقاً مرتين، ولا شك في أن عليا ولي الله وأنه أمير المؤمنين حقا وأن محمد اواله صلوات الله عليهم

---

(١) التثويب: ثوب الداعي تثويبا ردد صوته، والمراد به قول المؤذن في اذان الصبح « الصلاة خير من النوم »

(٢) المفوضة: فرقة ضالة قالت بان الله خلق محمدا (ص) وفوض اليه خلق الدنيا فهو الخلاق، وقيل بل فوض ذلك الى علي عليه السلام، وهم غير الذين يقولون بتفويض اعمال العباد اليهم — كالمعتزلة واضرابهم.

* — ٨٩٥ — الاستبصار ج ١ ص ٣٠٨ التهذيب ج ١ ص ١٥١.

— ٨٩٦ — التهذيب ج ١ ص ٢١٦.

— ٨٩٧ — الاستبصار ج ١ ص ٣٠٦ التهذيب ج ١ ص ١٥٥.

١٢٢٣ ٨ — وروى الحسن بن محبوب عن العلا بن رزين عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن الرجل المسلم يتزوّج المجوسية ؟ فقال : لا ولكن إن كانت له أمة مجوسية فلا بأس أن يطأها ويعزل عنها ولا يطلب ولدها .

١٢٢٤ ٩ — وروى الحسن بن محبوب عن سليمان الحمّار عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا ينبغي للرجل المسلم منكم أن يتزوّج الناصبية ، ولا يزوّج ابنته ناصبياً ولا يطرحها عنده .

قال مصنف هذا الكتاب ـ رحمه الله ـ من نصب حرباً لآل محمد صلوات الله عليهم فلا نصيب له في الاسلام فلهذا حرم نكاحهم .

١٢٢٥ ١٠ — وقال النبي صلى الله عليه وآله : صنفان من أمتي لا نصيب لهم في الاسلام الناصب لأهل بيتي حرباً وغال في الدين مارق منه .

ومن استحل لعن أمير المؤمنين عليه السلام والخروج على المسلمين وقتلهم حرمت مناكحته لأن فيها الالقاء بالأيدي إلى التهلكة ، والجهال يتوهمون أن كل مخالف ناصب وليس كذلك .

١٢٢٦ ١١ — وروى صفوان عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال : تزوّجوا في الشكاك ولا تزوّجوهم لأن المرأة تأخذ من أدب زوجها ويقهرها على دينه .

١٢٢٧ ١٢ — وروى الحسن بن محبوب عن يونس بن يعقوب عن حمران بن أعين وكان بعض أهله يريد التزويج فلم يجد امرأة يرضاها فذكر ذلك لأبي عبد الله عليه السلام فقال : أين أنت من البلها واللواتي لا يعرفن شيئاً ؟ قلت إنا نقول : إن الناس على وجهين كافر ومؤمن فقال : فأين الذين خلطوا عملاً صالحاً وآخر سيئاً ؟ !

ـ ١٢٢٣ ـ التهذيب ج ٢ ص ٣٠٨ الكافي ج ٢ ص ١٤ بدون الذيل .
ـ ١٢٢٦ ـ الاستبصار ج ٣ ص ١٨٤ التهذيب ج ٢ ص ٢٠٠ الكافي ج ٢ ص ١١ .
ـ ١٢٢٧ ـ الكافي ج ٢ ص ١١ بدون قوله (قلت إنا نقول) الخ .

فلا أصيب الماء وقد أصاب يدي شيء من البول فأمسحه بالحائط وبالتراب ثم تعرق
يدي فأمسح (١) وجهي أو بعض جسدي أو يصيب ثوبي ، فقال : لا بأس به .

١١ — وسأل ابراهيم بن أبي محمود الرضا عليه السلام عن الطنفسة والفراش
يصيبها البول كيف يصنع وهو ثخين كثير الحشو ؟ فقال : يغسل منه ما ظهر في وجهه

١٢ — وسأل حنان بن سدير أبا عبد الله عليه السلام فقال إني ربما بلت
فلا أقدر على الماء ويشتد ذلك علي ، فقال : اذا بلت وتمسحت فامسح ذكرك بريقك
فإن وجدت شيئاً فقل هذا من ذاك .

١٣ — وسئل عليه السلام عن امرأة ليس لها إلا قميص واحد ولها مولود فيبول
عليها كيف تصنع ؟ قال : تغسل القميص في اليوم مرة .

١٤ — وقال محمد بن النعمان لأبي عبد الله عليه السلام : أخرج من الخلاء فأستنجي
بالماء فيقع ثوبي في ذلك الماء الذي استنجيت به ، فقال : لا بأس به وليس عليك شي

١٥ — وقال أبو الحسن موسى بن جعفر عليهما السلام : في طين المطر أنه لا بأس
به أن يصيب الثوب ثلاثة أيام إلا أن يعلم أنه قد نجسه شيء بعد المطر فان أصا
بعد ثلاثة أيام غسله وإن كان طريقاً نظيفاً لم يغسله .

١٦ — وسأل أبو الأغر النخاس أبا عبد الله عليه السلام فقال إني اعالج الدواب
فربما خرجت بالليل وقد بالت وراثت فتضرب إحداها بيدها أو برجلها (٢) فينض
على ثوبي ، فقال : لا بأس به .

ولا بأس بخرء الدجاجة والحمامة لو أصاب الثوب ، ولا بأس بخرء ما طار وبوله

(١) نسخة في ج والمطبوعة (فأمس) . (٢) في المطبوعة (بيديها ورجليها

* ـ ١٥٩ ـ التهذيب ج ١ ص ٧١ الكافي ج ١ ص ١٧ .
ـ ١٦٠ ـ التهذيب ج ١ ص ١٠١ الكافي ج ١ ص ٧ .
ـ ١٦١ ـ التهذيب ج ١ ص ٧١ .
ـ ١٦٣ ـ التهذيب ج ١ ص ٧٦ الكافي ج ١ ص ٥ . ـ ١٦٤ ـ الكافي ج ١ ص ١٨

بالکل غلط ہے۔ صوفی لوگ جوان کو ہادئ اسلام اور پیشوائے اولیائے کرام کہتے ہیں یہ ان کا دھوکا ہے۔

(کتاب مذکورہ صفحہ ۱۴۰-۱۳۹)

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو "ایمان کل" اور خیر البریہ کے القابات سے نوازیں اور ان کی سنت کی پیروی کے جھوٹے دعویدار ان کے بغض کو شرط ایمان کہیں اور ان سے دشمنی کو اہل تسنن کی شرط قرار دیں۔ میرے ضمیر نے "ایمان کل" کو پسند کیا اور اہل تسنن کو چھوڑ دینے پر شدید دباؤ ڈالا۔ لہٰذا بے اختیار ایمان پر ایمان لے آیا۔ اور نفاق کے بت کو توڑ کر اعلان کر دیا کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہٗ بلا فصل"

سنی کلمہ پر اعتبار نہیں ہے

میں نے خدا کی عطا کردہ عقلی صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے بغور فیصلہ کر لیا کہ جب سنیوں کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ لینا دلیل ایمان نہیں بلکہ اس کے اقرار پر بھی خدا نے صحابہ کو منافق قرار دے دیا اور دور حاضر میں احمدی اس کلمہ گوئی کے باوجود کافر ہیں لہٰذا سمجھ لیا کہ اس کلمے کا کوئی اعتبار نہیں کلمہ حق وہی ہے جو قبول و مقبول ہو۔ لہٰذا قرآن میں "الکلمہ طیبہ" میرے لئے رہنما بنا کہ کلمہ جمع ہے اور تین سے کم پر جمع کا اطلاق نہیں لہٰذا طیب کلمات تین ہوں گے پس

﴿ ١٨٤٠ ﴾ ٤٨ — وعنه عن أحمد بن محمد عن الحسن عن الحسين اخيه عن ابيه علي بن يقطين عن ابي الحسن الماضي عليه السلام انه سئل عن المملوك أيحل له ان يطأ الامة من غير تزويج إذا احل له مولاه ؟ قال : لا يحل له .

﴿ ١٨٤١ ﴾ ٤٩ — وعنه عن معاوية بن حكيم عن معمر بن خلاد عن الرضا عليه السلام انه قال : أي شيء يقولون في اتيان النساء في اعجازهن ؟ فقلت له : بلغني ان اهل الكتاب لا يرون بذلك بأساً فقال : ان اليهود كانت تقول : إذا أتى الرجل المرأة من خلفها خرج الولد احول فانزل الله تعالى : ﴿ نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم ﴾ قال : من قُبل ومن دبر خلافاً لقول اليهود ولم يعن في ادبارهن .

وهذا الخبر قد قدمناه وليس فيه تناف لجواز ما قدمناه في هذه المسألة ، لأنه انما تضمن ان تأويل الآية على ما ذكر ، وليس فيه ان من فعل الفعل المخصوص فقد ارتكب محظوراً والذي يكشف عن جواز ذلك ايضاً مارواه :

﴿ ١٨٤٢ ﴾ ٥٠ — محمد بن أحمد بن يحيى عن ابي اسحق عن عثمان بن عيسى عن يونس بن عمار قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : أو لأبي الحسن عليه السلام : اني ربما أتيت الجارية من خلفها يعني دبرها ونذرت فجعلت على نفسي ان عدت الى امرأة هكذا فعليّ صدقة درهم وقد ثقل ذلك علي قال : ليس عليك شيء وذلك لك .

﴿ ١٨٤٣ ﴾ ٥١ — وعنه عن أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن رجل عن ابي عبد الله عليه السلام قال : إذا أتى الرجل المرأة في الدبر وهي صائمة لم ينقض صومها وليس عليها غسل .

---

* - ١٨٤٠ - الاستبصار ج ٣ ص ١٣٧

- ١٨٤١-١٨٤٢ - الاستبصار ج٣ ص ٢٤٤ بتفاوت في الاول وقد تقدم الاول بتسلسل ١٦٦٠

عن الحسن عن الحسين اخيه عن أبيه علي بن يقطين عن ابى الحسن الماضي عليه السلام انه سئل عن المملوك يحل له ان يطأ الأمة من غير تزويج إذا احل له مولاه؟ قال: لا يحل له.

وينبغي ان يراعى في هذا الضرب من النكاح لفظة التحليل ولا يسوغ فيه لفظة العارية، يدل على ذلك ما رواه:

﴿ ١٠٦٣ ﴾ ١٥ — محمد بن يعقوب عن علي عن أبيه عن ابن ابي عمير قال: اخبرني قاسم بن عروة عن ابى العباس البقباق قال: سأل رجل اباعبدالله عليه السلام ونحن عنده عن عارية الفرج فقال: حرام، ثم مكث قليلا ثم قال: لكن لا بأس بأن يحل الرجل جاريته لأخيه.

ومتى جعل الرجل اخاه في حل من شيء من مملوكته مثل النظر أو الخدمة أو القبلة أو الملامسة فلا يحل له غير ما احل له، ومتى احل له فرجها حل له ما سواه، يدل على ذلك ما رواه:

﴿ ١٠٦٤ ﴾ ١٦ — محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيي عن أحمد بن محمد وعلي بن ابراهيم عن أبيه جميعاً عن ابن محبوب عن جميل بن صالح عن الفضيل بن يسار قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: جعلت فداك ان بعض اصحابنا قد روى عنك انك قلت إذا أحل الرجل لأخيه جاريته فهي له حلال؟ قال: نعم يا فضيل، قلت له: ما تقول فى رجل عنده جارية نفيسة وهي بكر أحل لأخيه ما دون فرجها أله ان يفتضها قال: لا ليس له إلا ما احل له منها، ولو احل له قبلة منها لم يحل له سوى ذلك قلت: أرأيت ان احل له ما دون الفرج فغلبته الشهوة فافتضها؟ قال: لا ينبغي له ذلك، قلت: فان فعل أيكون زانياً؟ قال: لا ولكن يكون خائناً ويغرم لصاحبها عشر قيمتها

ـ ١٠٦٣ - الاستبصار ج ٣ ص ١٤٠ الكافي ج ٢ ص ٤٩

- ١٠٦٤ - الكافي ج ٢ ص ٤٨ الفقيه ج ٣ ص ٢٨٩

﴿ ١١٠٣ ﴾ ٢٨ — روى أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن علي ابن فضال عن بعض اصحابنا عن ابي عبدالله عليه السلام قال: لا بأس أن يتمتع الرجل باليهودية والنصرانية وعنده حرة .

﴿ ١١٠٤ ﴾ ٢٩ — وعنه عن محمد بن سنان عن ابان بن عثمان عن زرارة قال : سمعته يقول : لا بأس بان يتزوج اليهودية والنصرانية متعة وعنده امرأة .

﴿ ١١٠٥ ﴾ ٣٠ — وعنه عن اسماعيل بن سعد الاشعري قال : سألته عن الرجل يتمتع من اليهودية والنصرانية قال: لا ارى بذلك بأساً قال: قلت بالمجوسية؟ قال : واما المجوسية فلا .

قوله عليه السلام : واما المجوسية فلا. ورد مورد الكراهية ، وعند التمكن من غيرها ، فاما في حال الاضطرار فليس به بأس روى ذلك :

﴿ ١١٠٦ ﴾ ٣١ — أحمد بن محمد بن عيسى عن محمد بن سنان عن الرضا عليه السلام قال : سألته عن نكاح اليهودية والنصرانية ؟ فقال : لا بأس فقلت : فمجوسية ؟ فقال : لا بأس به يعني متعة .

﴿ ١١٠٧ ﴾ ٣٢ — وعنه عن ابي عبدالله البرقي عن ابن سنان عن منصور الصيقل عن ابي عبد الله عليه السلام قال : لا بأس بالرجل ان يتمتع بالمجوسية .

﴿ ١١٠٨ ﴾ ٣٣ — وعنه عن البرقي عن فضيل بن عبد ربه عن حماد بن عيسى عن بعض اصحابنا عن ابي عبد الله عليه السلام مثله .

والتمتع بالمؤمنة افضل على كل حال روى ذلك :

﴿ ١١٠٩ ﴾ ٣٤ — أحمد بن محمد بن عيسى عن معاوية بن حكيم عن

* - ١١٠٢ - الاستبصار ج ٣ ص ١٤٦ الكافي ج ٢ ص ٤٦ الفقيه ج ٣ ص ٢٩٣
- ١١٠٣ - ١١٠٤ - ١١٠٥ - ١١٠٦ - ١١٠٧ - ١١٠٨ - الاستبصار ج ٣ ص ١٤٤

ويسمي من الاجل ما تراضيا عليه قليلا كان أو كثيراً ،فاذا قالت نعم فقد رضيت فهي امرأتك وانت اولى الناس بها ، قلت : فاني استحي ان اذكر شرط الايام فقال : هو أضر عليك قلت : وكيف ؟ قال : انك ان لم تشترط كان تزوج مقام لزمتك النفقة في العدة وكانت وارثا ولم تقدر على ان تطلقها إلا طلاق السنة .

واما الاجل فانه يشترط عليها ما شاء بعد ان يكون اياماً معلومة أو شهوراً أو سنين ، يدل على ذلك ما رواه :

﴿ ١١٤٦ ﴾ ٧١ — محمد بن يعقوب عن عدة من اصحابنا عن سهل بن زياد عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن عمر بن حنظلة عن ابي عبد الله عليه السلام قال: ويشارطها ما شاء من الايام .

﴿ ١١٤٧ ﴾ ٧٢ — وعنه عن محمد بن يحيي عن أحمد بن محمد عن محمد بن اسماعيل عن ابي الحسن الرضا عليه السلام قال : قلت له : الرجل يتزوج متعة سنة أو اقل أو اكثر قال : إذا كان شيء معلوم الى اجل معلوم قال : قلت وتبين بغير طلاق ؟ قال : نعم .

﴿ ١١٤٨ ﴾ ٧٣ -- محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيي عن أحمد بن محمد عن ابن فضال عن ابن بكير عن زرارة قال : قلت له هل يجوز ان يتمتع الرجل من المرأة ساعة أو ساعتين ؟ فقال : الساعة والساعتين لا يتوقف على حدهما ولكن العود والعودين (١) واليوم واليومين والليلة واشباه ذلك .

فما تضمن هذا الخبر من مرة واحدة فانما ورد مورد الرخصة والاحوط ما

---

* (١) نسخة في الجمع (العرد والعردين) والعرد الذكر المنتشر المنتصب وليس له معنى مناسب للمقام ولعله من باب الكناية عن المواقعة مرة ومرتين

- ١١٤٦ - ١١٤٧ - ١١٤٨ - الاستبصار ج ٣ ص ١٥١ الكافي ج ٢ ص ٤٥

﴿ ١٠٨٩ ﴾ ١٤ — واما ما رواه أحمد بن محمد عن ابي الحسن عن بعض اصحابنا يرفعه الى ابي عبد الله عليه السلام قال : لا تتمتع بالمؤمنة فتذلها .

فهذا حديث مقطوع الاسناد شاذ ، ويحتمل ان يكون المراد به إذا كانت المرأة من اهل بيت الشرف فانه لا يجوز التمتع بها لما يلحق اهلها من العار ويلحقها هي من الذل ويكون ذلك مكروهاً دون ان يكون محظوراً .

وقد رويت رخصة في التمتع بالفاجرة إلا انه يمنعها من الفجور .

﴿ ١٠٩٠ ﴾ ١٥ — روى محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن علي ابن حديد عن جميل عن زرارة قال : سأل عمار وانا عنده عن الرجل يتزوج الفاجرة متعة قال : لا بأس وان كان التزويج الآخر فليحصن بابه .

﴿ ١٠٩١ ﴾ ١٦ — عنه عن سعدان عن علي بن يقطين قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : نساء اهل المدينة قال : فواسق قلت : فأتزوج منهن ؟ قال : نعم.

ومتى اراد الرجل تزويج المتعة فليس عليه التفتيش عنها بل يصدقها في قولها .

﴿ ١٠٩٢ ﴾ ١٧ — روى محمد بن أحمد بن يحيى عن علي بن السندي عن عثمان بن عيسى عن اسحاق بن عمار عن فضل مولى محمد بن راشد عن ابي عبد الله عليه السلام قال : قلت اني تزوجت امرأة متعة فوقع في نفسي أن لها زوجاً ففتشت عن ذلك فوجدت لها زوجاً قال : ولم فتشت ؟ !.

﴿ ١٠٩٣ ﴾ ١٨ — وعنه عن أيوب بن نوح عن مهران بن محمد عن بعض اصحابنا عن ابي عبد الله عليه السلام قال : قيل له ان فلاناً تزوج امرأة متعة فقيل له ان لها زوجاً فسألها فقال ابو عبد الله عليه السلام : ولم سألها ؟ .

﴿ ١٠٩٤ ﴾ ١٩ — وعنه عن الهيثم بن ابي مسروق النهدي عن أحمد بن

* - ١٠٨٩ - ١٠٩٠ - ١٠٩١ - الاستبصار ج ٣ ص ١٤٣

عدتها فان اسلمت أو اسلم قبل انقضاء عدتها فهما على نكاحهما الاول ، وان هي لم تسلم حتى تنقضي العدة فقد بانت منه .

والذي يدل على انه متى كان بشرائط الذمة لا تبين منه وان انقضت عدتها ما رواه :

﴿ ١٢٥٩ ﴾ ١٧ — محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن ابي عمير عن بعض اصحابه عن محمد بن مسلم عن ابي جعفر عليه السلام قال : ان اهل الكتاب وجميع من له ذمة إذا اسلم احد الزوجين فهما على نكاحهما وليس له ان يخرجها من دار الاسلام الى غيرها ولا يبيت معها ولكنه يأتيها بالنهار ، واما المشركون مثل مشركي العرب وغيرهم فهم على نكاحهم الى انقضاء العدة فان اسلمت المراة ثم اسلم الرجل قبل انقضاء عدتها فهي امرأته ، وان لم يسلم إلا بعد انقضاء العدة فقد بانت منه ولا سبيل له عليها ، وكذلك جميع من لا ذمة له ، ولا ينبغي للمسلم ان يتزوج يهودية ولا نصرانية وهو يجد حرة أو امة .

قال الشيخ رحمه الله ولا يجوز نكاح الناصبية المظهرة لعداوة آل محمد عليهم السلام ولا بأس بنكاح المستضعفات منهن .

يدل على ذلك ما ثبت من كون هؤلاء كفاراً بادلة ليس هذا موضع شرحها ، وإذا ثبت كفرهم فلا تجوز مناكحتهم حسب ما قدمناه ، ويزيد ذلك بياناً ما رواه :

﴿ ١٢٦٠ ﴾ ١٨ — علي بن الحسن بن فضال عن الحسن بن محبوب عن جميل بن صالح عن الفضيل بن يسار عن ابي عبد الله عليه السلام قال : لا يتزوج المؤمن بالناصبية المعروفة بذلك .

﴿ ١٢٦١ ﴾ ١٩ — الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله

---

* - ١٢٥٩ - الاستبصار ج ٣ ص ١٨٣ الكافي ج ٢ ص ١٤

- ١٢٦٠ - ١٢٦١ - الاستبصار ج ٣ ص ١٨٣ الكافي ج ٢ ص ١١

ابن سنان قال : سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الناصب الذي عرف نصبه وعداوته هل يزوجه المؤمن وهو قادر على رده وهو لا يعلم برده قال : لا يتزوج المؤمن الناصبية ولا يتزوج الناصب مؤمنة ولا يتزوج المستضعف مؤمنة .

﴿ ١٢٦٢ ﴾ ٢٠ — محمد بن يعقوب عن عدة من اصحابنا عن أحمد بن محمد عن ابن فضال عن ابن بكير عن زرارة عن ابي جعفر عليه السلام قال : دخل رجل على علي بن الحسين عليهما السلام فقال : ان امرأتك الشيبانية خارجية تشتم علياً عليه السلام فان سرك ان أسمعك ذاك منها اسمعتك ؟ فقال : نعم قال : فاذا كان غداً حين تريد أن تخرج كما كنت تخرج فعد واكمن في جانب الدار قال : فلما كان من الغد كمن في جانب الدار وجاء الرجل فكلمها فتبين ذلك منها فخلى سبيلها وكانت تعجبه.

﴿ ١٢٦٣ ﴾ ٢١ — علي بن الحسن بن فضال عن محمد بن علي عن ابي جميلة عن سندي عن الفضيل بن يسار قال : سألت ابا جعفر عليه السلام عن المرأة العارفة هل ازوجها الناصب ؟ قال : لا لأن الناصب كافر قال : فأزوجها الرجل غير الناصب ولا العارف ؟ فقال : غيره احب إلي منه .

﴿ ١٢٦٤ ﴾ ٢٢ — وعنه عن أحمد بن الحسن عن ابيه عن علي بن الحسن بن رباط عن ابن اذينة عن فضيل بن يسار عن ابي جعفر عليه السلام قال : ذكر الناصب فقال : لا تناكحهم ولا تأكل ذبيحتهم ولا تسكن معهم .

﴿ ١٢٦٥ ﴾ ٢٣ — فاما الذي رواه الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان قال : سألت ابا عبد الله عليه السلام بم يكون الرجل مسلماً يحل مناكحته وموارثته وبم يحرم دمه ؟ فقال : يحرم دمه بالاسلام إذا أظهر ويحل مناكحته موارثته.

---

* - ١٢٦٢ - الاستبصار ج ٣ ص ١٨٣ الكافي ج ٢ ص ١٢
- ١٢٦٣ - ١٢٦٤ - ١٢٦٥ - الاستبصار ج ٣ ص ١٨٤

قدمناه ان يكون يوماً أو ليلة بحسب ما يختاره .

وقد روي إذا شرط دفعة أو دفعتين فانه يصرف بوجهه عنها عند الفراغ منها .

﴿ ١١٤٩ ﴾ ٧٤ — روى ذلك محمد بن يعقوب عن عدة من اصحابنا عن سهل بن زياد عن ابن فضال عن القاسم بن محمد عن رجل سماه قال : سألت اباعبدالله عليه السلام عن الرجل يتزوج المرأة على عود واحد قال : لا بأس ولكن إذا فرغ فليحول وجهه ولا ينظر .

ومتى تمتع بالمرأة شهراً غير معين كان العقد باطلا ، يدل على ذلك ما رواه :

﴿ ١١٥٠ ﴾ ٧٥ — أحمد بن محمد عن بعض رجاله عن عمر بن عبدالعزيز عن عيسى بن سليمان عن بكار بن كردم قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الرجل يلقى المرأة فيقول لها : زوجيني نفسك شهراً ولا يسمي الشهر بعينه ثم يمضي فيلقاها بعد سنين قال : فقال له : شهره ان كان سماه وان لم يكن سمى فلا سبيل له عليها .

ومتى عقد عليها متعة على مرة واحدة مبهماً كان العقد دائماً ، يدل على ذلك ما رواه :

﴿ ١١٥١ ﴾ ٧٦ — محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن موسى ابن سعدان عن عبد الله بن القاسم عن هشام بن سالم الجواليقي قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : اتزوج المرأة متعة مرة مبهمة قال فقال : ذلك اشد عليك ترثها وترثك ولا يجوز لك أن تطلقها إلا على طهر وشاهدين ، قلت : اصلحك الله فكيف اتزوجها ؟ قال : اياماً معدودة بشيء مسمى مقدار ما تراضيتم به فاذا مضت ايامها كان طلاقها في شرطها ولا نفقة ولا عدة لها عليك ، قلت : ما اقول لها ؟ قال : تقول لها اتزوجك

---

* - ١١٤٩ - الاستبصار ج ٣ ص ١٥١ الكافي ج ٢ ص ٤٦
- ١١٥٠ - الكافي ج ٢ ص ٤٧ الفقيه ج ٣ ص ٢٩٧
- ١١٥١ - الاستبصار ج ٣ ص ١٥٢

کے قصد سے ہو یا بغیر لذت کے قصد کے حرام ہے اور ان کے منہ اور ہاتھوں کو لذت کے قصد سے دیکھنا بھی حرام ہے بلکہ احتیاط واجب اسی میں ہے کہ لذت کے قصد کے بغیر بھی ان کو نہ د [illegible] پر نامحرم [illegible] بھی حرام ہے۔

● عیسائی اور یہودی عورتوں کے بدن کو بغیر قصد لذت دیکھنا اگر حرام میں پڑنے کا موجب نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

● عورت کو اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپانا چاہیئے بلکہ احتیاط واجب اسی میں ہے کہ ایسے نابالغ لڑکے سے بھی جو اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہے بدن اور بالوں کو چھپائے۔

● کسی دوسرے انسان کے آگے اور پیچھے کو دیکھنا بلکہ ایک ممیز بچے کے بھی جو اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہے، حرام ہے۔ یہاں تک کہ شیشے کے پیچھے یا صاف پانی وغیرہ میں بھی ان کا دیکھنا حرام ہے البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کے تمام بدن کو دیکھ سکتے ہیں۔

● وہ مرد اور عورت جو آپس میں محرم ہیں لذت کے بغیر سوائے آگے پیچھے کے مقام کے ایک دوسرے کا باقی بدن دیکھ سکتے ہیں۔

● ایک مرد دوسرے کے بدن کو لذت کے قصد سے نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح ایک عورت کا دوسری عورت کے بدن کو لذت کے قصد سے دیکھنا حرام ہے۔

● مرد نامحرم عورت کا فوٹو نہیں اتار سکتا اور اگر نامحرم عورت کو پہچانتا ہو

الأنوار النعمانية

تأليف

الجزء الأول

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابچي حقيقت
شارع تربيت

الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع

تبريز ايران

مطبعة «شركت چاپ»

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین مُلا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہا و مترجمہ علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی مقدمہ و حاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھرلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین مُلا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہا و مترجمہ علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی مقدمہ و حاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

تاریخ اسلام
مؤلفہ: علامہ محمد بشیر انصاری
ناشر شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس ریلوے روڈ۔ لاہور

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین مُلّا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہما و مترجمہ علامہ سیّد عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی مقدمہ و حاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

الأنوار النعمانية

تأليف

الجزء الأول

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابچي حقيقت
شارع تربيت

الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع

تبريز ايران

مطبعة «شركت چاپ»

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

حق الیقین

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

حق تالیف وطباعت محفوظ ہے

بار سوم

اندھیروں کے نقیب ہفت روزہ تکبیر کا جواب

متعہ اور صلاح الدین ایوبی

علی اکبر شاہ

شیخ سقیفہ

حضرت ابوبکر کی حیات و کردار

علی اکبر شاہ

شیخ سقیفہ

حضرت ابوبکر کی حیات و کردار

علی اکبر شاہ

ذکاء الاذہان بجواب جلاء الاذہان

ہزار تمہاری دس ہماری

مصنف عبدالکریم مشتاق

رحمت اللہ بک ایجنسی ناشران و تاجران کتب

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی – تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

---

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

کتاب مستطاب

❁ حیوة القلوب ❁

در احوالات حضرت

(خاتم انبیاء محمد مصطفی)

(صلی الله علیه و آله و سلم)

(جلد دوم)

از مؤلفات :

علامه مجلسی رحمة الله علیه

با تصحیح کامل

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری تلفن ۵۳۱۹۶۶

(چاپ اسلامیه)

کتاب مستطاب

❁ حیوة القلوب ❁

در احوالات حضرت

(خاتم انبیاء محمد مصطفی)

(صلی الله علیه و آله و سلم)

(جلد دوم)

از مؤلفات :

علامه مجلسی رحمة الله علیه

با تصحیح کامل

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری تلفن ۵۳۱۹۶۶

(چاپ اسلامیه)

جلاء العیون

جلد اوّل

تالیف

خاتم المحدثین مُلّا محمّد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمّد تقی مجلسیؒ
طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہما

ترجمہ

علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

رفیق احمد مکان نمبر 139 گلی 2
چاہ بوہڑ والہ ملتان چھاؤنی

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی

ایرانی اعلی اللہ مقامہا و مترجمہ علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظرثانی مقدمہ و حاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان

مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی

ایرانی اعلی اللہ مقامہما و مترجمہ علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظرثانی مقدمہ و حاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان

مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

جلد اوّل

تالیف

خاتم المحدثین ملّا محمد باقر مجلسیؒ بن علّامہ محمد تقی مجلسیؒ

طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہما

ترجمہ

علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

رفیق احمد مکان نمبر 139 گلی 2

چاہ بوہڑوالہ ملتان چھاؤنی

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہما و مترجمہ علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی مقدمہ و حاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

هٰذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

کتاب مستطاب حمایت نصاب مونس
شیخ و شاب مدلل بدلائل سنت و کتاب

المسمّی بہ

کلید مناظرہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین [illegible]آبادی (پنجاب)

مصححہ

مولانا مولوی ابو الصفا مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین امرتسری الکربلائی لاہور

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور موچی دروازہ

علی اکبر شاہ

نعثل کو قتل کردو

حضرت عثمان کی شخصیت و کردار

حمایت حق پبلی کیشنز ۱۳

مصنف عبدالکریم مشتاق

الحركة الاسلامية في ايران
الحكومة الاسلامية
المرجع الديني الأعلى
الامام المجاهد السيد روح الله الخميني

ہمارے شعبہ تبلیغ کی پانچویں پیشکش

حقیقت فقہ حنفیہ

درجواب

حقیقت فقہ جعفریہ

اس رسالہ میں مولوی عبدالستار تونسوی ۔ مولوی اللہ یار خاں چکڑالوی
مولوی فیض احمد اویسی ۔ امان اللہ ملک ۔ اور چاریاری مذہب کے
دیگر بلا اجرت وکلاء کے فقہ جعفریہ پر کئے گئے تمام الزامات کا
ٹھوس جواب دیا گیا ہے ۔ نیز امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے
بھانت بھانت کے فتوؤں پر بھی کسی قدر جرح کی گئی ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن
لاہور

ہمارے شعبہ تبلیغ کی پانچویں پیشکش

حقیقت فقہ حنفیہ

در جواب

حقیقت فقہ جعفریہ

اس رسالہ میں مولوی عبدالستار تونسوی - مولوی اللہ یار خاں چکڑالوی
مولوی فیض احمد اویسی - امان اللہ ملک - اور چار یاری مذہب کے
دیگر بلا اجرت وکلاء کے فقہ جعفریہ پر کئے گئے تمام الزامات کا
ٹھوس جواب دیا گیا ہے - نیز امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اور دیگر
بھانت بھانت کے فتووں پر بھی کسی قدر تبصرہ کیا گیا ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن

لاہور

ہمارے شعبہ تبلیغ کی پانچویں پیشکش

حقیقت فقہ حنفیہ

در جواب

حقیقت فقہ جعفریہ

اس رسالہ میں مولوی عبدالستار تونسوی ۔ مولوی اللہ یار خاں چکڑالوی
مولوی فیض احمد اویسی ۔ امان اللہ ملک ۔ اور چاریاری مذہب کے
دیگر بلا اجرت وکلاء کے فقہ جعفریہ پر کیے گئے تمام الزامات کا
ٹھوس جواب دیا گیا ہے ۔ نیز امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے
بھانت بھانت کے فتوؤں پر بھی کسی قدر جرح کی گئی ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن

لاہور

الفروع

من

الكافي

تأليف

ثقة الإسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق

الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي أكبر الغفاري

- نام كتاب : الفروع من الكافى ـ جلد پنجم
- نويسنده : الكلينى الرازى
- ناشر : دارالكتب الاسلاميه ـ بازار سلطانى تهران ـ تلفن ٥٢٠٤١٠
- تيراژ : ٣٠٠٠
- نوبت چاپ : دوم
- تاريخ انتشار : ١٣٦٢
- چاپ از : چاپخانه حيدرى

الأنوار النعمانية

تأليف

الجزء الأول

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابچي حقيقت
شارع تربيت
تبريز

الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع
ايران

مطبعة «شركت چاپ»

الأنوار النعمانية

الجزء الأول

تأليف

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابچي حقيقت
شارع تربيت

الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع

تبريز
ايران

مطبعة «شركت چاپ»

آثارِ حیدری

یعنی

تفسیر امام حسن عسکری

مکتبۂ عمرانیہ
نیو شالیمار ٹاؤن لاہور

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو نے ایک بام پہ دالان پہ سجا تھا — چودہ چودہ ستارے ہیں بتلاتے مجھ کو کیا
بتلاتے دریا ہو جیسے محتاجوں کا پتا — بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا

خورشید مجد عامر ادریس شرف میں ہے!
اک کربلا میں اک عراق میں نجف میں بجا ہے!

چودہ (۱۴) ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم الواعظین مؤرخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی واعظ

ناظم اعلیٰ، پاکستان مجلسِ علماء، ممبر حج کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو نے ایک یوم پہ اداں پہ بتاتا — چودہ چمکتے ہیں بتلاتے مجھ کو کیا
بتلائے تو یہ جو ہے معانوں کا پتا — بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا

خورشید مدینہ عامر او برج شرف میں ہے!
اک کربلا میں اک عراق اک نجف میں ہے!

چودہ (۱۴) ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم الواعظین مورخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی واعظ
ناظم اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ
لاہور

ہمارے شعبہ تبلیغ کی پانچویں پیشکش

حقیقت فقہ حنفیہ

در جواب

حقیقت فقہ جعفریہ

اس رسالہ میں مولوی عبدالستار تونسوی۔ مولوی اللہ یار خاں چکڑالوی
مولوی فیض احمد اویسی۔ امان اللہ ملک۔ اور چاریاری مذہب کے
دیگر بلا اجرت وکلاء کے فقہ جعفریہ پر کیے گئے تمام الزامات کا
ٹھوس جواب دیا گیا ہے۔ نیز امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
بھانت بھانت کے فتووں پر بھی کسی قدر جرح کی گئی ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن
لاہور

ہمارے شعبہ تبلیغ کی پانچویں پیشکش

حقیقت فقہ حنفیہ

در جواب

حقیقت فقہ جعفریہ

اس رسالہ میں مولوی عبدالستار تونسوی ۔ مولوی اللہ یار خاں چکڑالوی
مولوی فیض احمد اویسی ۔ امان اللہ ملک ۔ اور چار یاری مذہب کے
دیگر بلا اجرت وکلاء کے فقہ جعفریہ پر کیے گئے تمام الزامات کا
ٹھوس جواب دیا گیا ہے ۔ نیز امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
بھانت بھانت کے فتووں پر بھی کسی قدر جرح کی گئی ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)
سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن
لاہور

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی – تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه **۱۳۵۷** شمسی ه) *

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

کتاب مستطاب

حیوة القلوب

در احوالات حضرت

(خاتم انبیاء محمد مصطفی)

(صلی الله علیه و آله و سلم)

(جلد دوم)

از مؤلفات :

علامه مجلسی رحمة الله علیه

با تصحیح کامل

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری تلفن ٥٣١٩٦٦

(چاپ اسلامیه)

جملہ حقوق طبع بحق مصنف محفوظ ہیں

لولا ان عمر نہی عن المتعۃ لما زنی الا شقی

اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتے تو کوئی زنا نہ کرتا مگر شقی

جوازِ متعہ

از قرآن و حدیث

شہید علامہ اثیر جاڑوی فاضل قم

ناشر مکتبہ انوار النجف دریا خان ضلع بھکر

قیمت ۲۰/- روپے

حضرت عائشہ
کی تاریخی حیثیت
مولف:۔ فروغ کاظمی

حضرت عائشہ
کی تاریخی حیثیت
مولف:۔ فروغ کاظمی

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہما و مترجمہ علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی مقدمہ و حاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

حق تالیف وطباعت محفوظ ہے

بار سوم

علی اکبر شاہ

نعثل کو قتل کر دو

حضرت عثمان کی شخصیت و کردار

حمایت حق پبلی کیشنز ⑬

شیخ سقیفہ

حضرت ابوبکر کی حیات و کردار

علی اکبر شاہ

شیخ سقیفہ

حضرت ابوبکر کی حیات و کردار

علی اکبر شاہ

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغ مصطفوی
اور
شرار بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ اول

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغ مصطفوی
اور
شرار بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ
اول

حق الیقین

تألیف

علامہ مولیٰ محمد باقر مجلسی رہ

دراصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیہ

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

---

*(چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

---

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

حلیۃ المتقین
از تالیفات
عالم ربانی مرحوم ملا محمد باقر مجلسی

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین مُلّا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہا و مترجمہ علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی مقدمہ و حاشیہ

سید ابو اعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھرپلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین مُلا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی ایرانی اعلی اللہ مقامہا و مترجمہ علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی مقدمہ و حاشیہ

سید ابو اعظیین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

الأنوار النعمانية

الجزء الأول

تأليف

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابجي حقيقت
شارع تربيت

الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع

تبريز ايران

مطبعة «شركت چاپ»

الأصول
من
الكافي
تأليف
ثقة الإسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق
الكليني الرازي رحمه الله
الجزء الثالث
بقلم الأستاذ العلامة آية الله
من منشورات المكتبة الإسلامية
طهران - شارع البوذرجمهري

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو نے اک بام پہ [illegible] تھا — چودہ چمکتے ہیں یہ تارے مجھ کو کہا
بتلانے کو [illegible] مہمانوں کا پتا — بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا
خورشید [illegible] ہے!
اک کربلا میں اک [illegible] نجف میں [illegible] ہے!

چودہ (۱۴) ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم الواعظین مؤرخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی واعظ

ناظم اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو نے ایک بام پہ دادا لیے دیا تھا ۔ چودہ چودہ تارے ہیں یہ بتائے مجھ کو کیا
بتلا دے تو روح ہے یہ مکانوں کا پتا ۔ بطحا کا طیبہ و خراسان و سامرا
خورشید محمد عامر ادیش و شرف میں ہے!
اک کربلا میں اک عراق نجف میں ہے!

(۱۴) چودہ ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم الواعظین مؤرخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی واعظ

ناظم اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تونے اک بام پہ دالان ہے سجا یا — چودہ چمکتے ہوئے ہیں ستارے مجھ کو دکھا
بتلائے دنیا کو رہے جہاں کا پتا — بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا

خورشید مگر سامرا کے برج شرف میں ہے
اک کربلا میں اک عراق نجف میں ہے

(۱۴) چودہ ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم الواعظین مؤرخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی واعظ

ناظم اعلیٰ، پاکستان مجلسِ علماء۔ ممبر حج کمیٹی مرکزی حکومتِ پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

الأنوار النعمانية

تأليف

الجزء الأول

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابچي حقيقت
شارع تربيت

الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع

تبريز ايران

مطبعة «شركت چاپ»

الأنوار النعمانية

تأليف

الجزء الأول

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابچي حقيقت
شارع تربيت

الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع

تبريز ايران

مطبعة «شركت چاپ»

اے ایس ایس
علی اکبر شاہ

اے ایس ایس
علی اکبر شاہ

گوهر معرفت اندوز که با خود ببری
که نصیب دگرانست نصاب زر و سیم
حافظ

عین الحیوة

از تألیفات

عالم ربانی مرحوم ملا محمد باقر مجلسی

علیه الرحمة و الرضوان

در وصایای حضرت رسول (ص) بابوذر غفاری

بسرمایه

انتشارات علمیه اسلامیه

بازار شیرازی - جنب نوروزخان

گوهر معرفت اندوز که با خود ببری
که نصیب دگرانست نصاب زر و سیم
حافظ

عین الحیوة

از تألیفات

عالم ربانی مرحوم ملا محمد باقر مجلسی

علیه الرحمة و الرضوان

در وصایای حضرت رسول (ص) بابوذر غفاری

بسرمایه
انتشارات علمیه اسلامیه

بازار شیرازی - جنب نوروزخان

قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغ مصطفوی
شرار بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چہرۂ مصطفوی
اور
شرار بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ اول
شتاق کاظمی

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغ مصطفوی
شرار بولہبی
و من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ اول
مشتاق کاظمی

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغ مصطفوی
اور
شرار بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ اول

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغ مصطفوی
اور
شرار بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ
اول

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغ مصطفوی
اور
شرار بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ
اول

مصنف عبدالکریم مشتاق

مصنف عبدالکریم مشتاق

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو نے اک یوم یہ نادان سے پوچھا تھا — چودہ جو تارے ہیں بتلا مجھے کیا
بتلائے دیتا ہوں میں مضمون کا پتا — بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا
خورشید محمد و علی برج شرف میں ہے!
اک کربلا میں اک عراسانی نجف میں ہے!

(۱۴) چودہ ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم الواعظین مورخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی واعظ

ناظم اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر حج کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

ہمارے شعبہ تبلیغ کی پانچویں پیشکش

حقیقت فقہ حنفیہ

در جواب

حقیقت فقہ جعفریہ

اس رسالہ میں مولوی عبدالستار تونسوی۔ مولوی اللہ یار خاں چکڑالوی
مولوی فیض احمد اویسی۔ امان اللہ ملک۔ اور چار یاری مذہب کے
دیگر بلا اجرت وکلاء کے فقہ جعفریہ پر کیے گئے تمام الزامات کا
ٹھوس جواب دیا گیا ہے۔ نیز امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
بھانت بھانت کے فتووں پر بھی کسی قدر جرح کی گئی ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن
لاہور

ہمارے شعبہ تبلیغ کی پانچویں پیشکش

حقیقت فقہ حنفیہ

درجواب

حقیقت فقہ جعفریہ

اس رسالہ میں مولوی عبدالستار تونسوی - مولوی اللہ یار خاں چکڑالوی مولوی فیض احمد اویسی - امان اللہ ملک - اور چار یاری مذہب کے دیگر بلا اجرت وکلاء کے فقہ جعفریہ پر کیے گئے تمام الزامات کا ٹھوس جواب دیا گیا ہے - نیز امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے بھانت بھانت کے فتووں پر بھی کسی قدر جرح کی گئی ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن

لاہور

ہمارے شعبہ تبلیغ کی پانچویں پیشکش

حقیقت فقہ حنفیہ

در جواب

حقیقت فقہ جعفریہ

اس رسالہ میں مولوی عبدالستار تونسوی - مولوی اللہ یار خاں چکڑالوی مولوی فیض احمد اویسی - امان اللہ ملک - اور چار یاری مذہب کے دیگر بلا اجرت وکلاء کے فقہ جعفریہ پر کئے گئے تمام الزامات کا ٹھوس جواب دیا گیا ہے - نیز امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے بھانت بھانت کے فتووں پر بھی کسی قدر جرح کی گئی ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن

لاہور

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی – تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

حق الیقین

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

کتاب مستطاب

حیوة القلوب

در احوالات حضرت

(خاتم انبیاء محمد مصطفی)

(صلی الله علیه و آله و سلم)

(جلد دوم)

از مؤلفات :

علامه مجلسی رحمة الله علیه

با تصحیح کامل

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری تلفن ۵۳۱۹۶۶

(چاپ اسلامیه)

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

کتاب مستطاب بہ ہدایت نصاب مومن

شیخ و شاب مدلل بدلائل سنت و کتاب

المسمّٰی بہ

کلید مناظرہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین نیر آبادی (پنجاب)

مصححہ

مولانا مولوی ابو الصمصام مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین امرتسری الکربلائی لاہور

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور موچی دروازہ

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

کتاب مستطاب ہدایت نصاب مونس

شیخ و شاب مدلل بدلائل سنت و کتاب

المسمّٰی بہ

کلید مناظرہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین دیرہ آبادی (پنجاب)

مصححہ

مولانا مولوی ابو الصفا مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین الامرتسری الکربلائی لاہور

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور موچی دروازہ

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

کتاب مستطاب ہدایت نصاب مونس

شیخ و شاب مدلل بدلائل سنت و کتاب

المسمّٰی بہ

کلید مناظرہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین نیر آبادی (پنجاب)

مصححہ

مولانا مولوی ابو الصفا مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین الامرتسری الکربلائی لاہور

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور موچی دروازہ

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

کتاب مستطاب حمایت نصاب مونس

شیخ وشاب مدلل بدلائل سنت وکتاب

المسمیٰ بہ

کلید مناظرہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین یرآبادی (پنجاب)

مصححہ

مولانا مولوی ابوالصمصام مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین الامرتسری الکربلائی لاہور

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور موچی دروازہ

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

کتاب مستطاب ہدایت نصاب مونس

شیخ و شاب مدلل بدلائل سنت و کتاب

المسمٰی بہ

کلید مناظرہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین تیرآبادی (پنجاب)

مصححہ

مولانا مولوی ابو الصفا مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین امرتسری الکربلائی لاہور

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور موچی دروازہ

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

کتاب مستطاب ہدایت نصاب مونس

شیخ و شاب مدلل بدلائل سنت و کتاب

المسمّٰی بہ

کلیدِ مناظرہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین میرآبادی (پنجاب)

مصححہ

مولانا مولوی ابو الصمصام مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین الامرتسری الکربلائی لاہور

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور موچی دروازہ

حق تالیف وطباعت محفوظ ہے

بار سوم

مناظرہ
حسینیہ
مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل
مرزا پوری
ناشران:- امامیہ کتب خانہ لاہور
مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

اندھیروں کے نقیب ہفت روزہ تکبیر کا جواب

متعہ اور صلاح الدین علیبی

علی اکبر شاہ

بسمہ سبحانہ
نہج البلاغہ
تالیف:
علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثراہ)
ترجمہ، تشریح، تقدیم
علامہ السید ذیشان حیدر جوادی
ناشر
رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارگاہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰
فون 2431577

بسمہ سبحانہ
نہج البلاغہ
تالیف:
علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثراہ)
ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم
علامہ السید ذیشان حیدر جوادی
ناشر
رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی ۷۴۰۰۰
فون 2431577

علی اکبر شاہ

نعثل کو قتل کردو

حضرت عثمان کی شخصیت و کردار

حمایت حق پبلی کیشنز (۱۲)
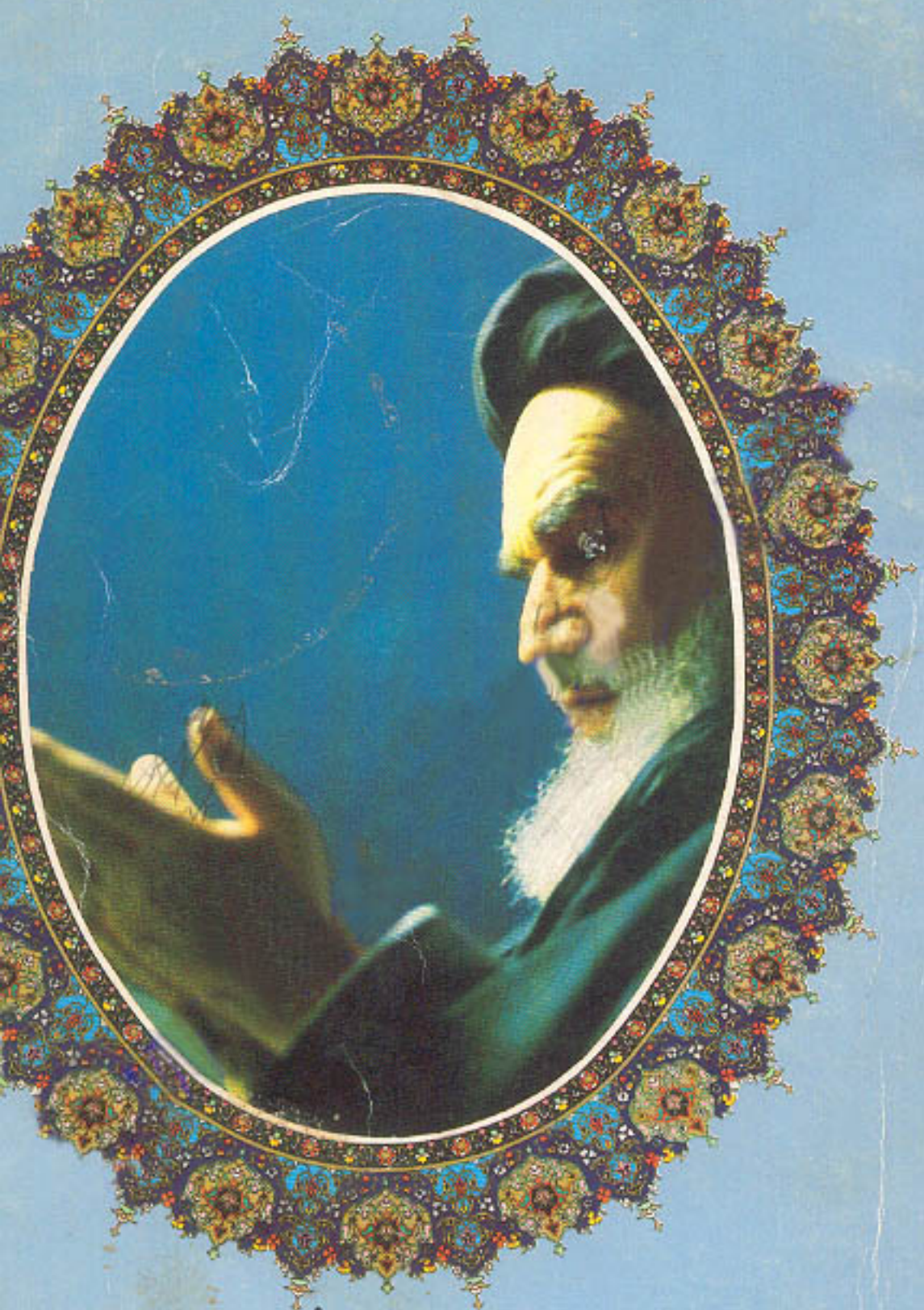
صحیفۂ انقلاب
حضرت امام خمینیؒ کا سیاسی الٰہی وصیتنامہ

شیخ سقیفہ

حضرت ابو بکر کی حیات و کردار

علی اکبر شاہ

کتے کی تصویر
(نعوذ باللہ)

www.kr-hcy.com

شیخ سقیفہ

حضرت ابو بکر کی حیات و کردار

علی اکبر شاہ

واقعہ قرطاس اور کردارِ عمرؓ
www.kr-hcy.com
مصنف :- عبدالکریم مشتاق

واقعۂ قرطاس اور کردارِ عمرؓ
مصنف:- عبدالکریم مشتاق

مقدمہ باغِ فدک
مجرم، وہی منصف
مصنف
عبدالکریم مشتاق

زاد المعاد
تألیف
علامهٔ مجلسی قده
کتابفروشی
تهران - خیابان بوذرجمهر

زاد المعاد
تألیف
علامهٔ مجلسی قدّه
کتابفروشی
تهران - خیابان بوذرجمهری

ہمارے شعبہ تبلیغ کی چوتھی پیش کش 2.3.1983

سہمٌ مسمُوم

فی

جوابِ نکاحِ اُمِّ کلثومؓ

اس کتاب میں عمر صاحب کی بناوٹی فضیلت (افسانہ نکاح ام کلثوم بنت علیؑ عمر کے ساتھ) کو قرآن و سنت اور تاریخ و عقل کی روشنی میں جھوٹا ثابت کیا گیا ہے اور عمر صاحب کے بلا اجرت وکلاء مولوی محمد صدیق تاندلوی، غلام رسول ناروو والی، عبدالستار تونسوی، احسان الٰہی ظہیر، محمد نافع جھنگوی فیض احمد اویسی۔ احتشام مراد آبادی، عبدالعزیز ملتانی، عبدالعزیز دہلوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے یہ کتاب صرف شیعوں کے لئے ہے غیر نہ ہی خریدیں اور نہ ہی پڑھیں —

(از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسینؑ صاحب نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

ہمارے شعبہ تبلیغ کی چوتھی پیش کش 2.3.1983

سہم مسموم
فی
جواب نکاح ام کلثوم

اس کتاب میں عمر صاحب کی بناوٹی فضیلت (افسانہ نکاح ام کلثوم بنت علیؑ عمر کے ساتھ) کو قرآن و سنت اور تاریخ و عقل کی روشنی میں جھوٹا ثابت کیا گیا ہے اور عمر صاحب کے بلا اجرت وکلاء مولوی محمد صدیق تاندلوی، غلام رسول ناروو والی، عبد الستار تونسوی، احسان الٰہی ظہیر، محمد نافع جھنگوی فیض احمد اویسی۔ احتشام مراد آبادی، عبد العزیز ملتانی، عبد العزیز دھلوی رشید احمد گنگوہیؒ وغیرہ کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے یہ کتاب صرف شیعوں کے لئے ہے غیر نہ ہی خریدیں اور نہ ہی پڑھیں۔

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین صاحب نجفی (فاضل عراق)
سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاون لاہور

2.3.1983. ہمارے شعبہ تبلیغ کی چوتھی پیش کش

سہمِ مسموم

فی

جوابِ نکاحِ امِ کلثوم

اس کتاب میں عمر صاحب کی بناوٹی فضیلت (افسانہ نکاح ام کلثوم بنت علیؑ عمر کے ساتھ) کو قرآن وسنت اور تاریخ وعقل کی روشنی میں جھوٹا ثابت کیا گیا ہے اور عمر صاحب کے بلا اجرت وکلاء مولوی محمد صدیق تاندلوی، غلام رسول ناروو والی، عبدالستار تونسوی، احسان الٰہی ظہیر، محمد نافع جھنگوی فیض احمد اویسی۔ احتشام مراد آبادی، عبدالعزیز ملتانی، شاہ عبدالعزیز دھلوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے یہ کتاب صرف شیعوں کے لئے ہے غیر نہ ہی خریدیں اور نہ ہی پڑھیں۔

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین صاحب نجفی (فاضل عراق)

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

2.3.1983. ہمارے شعبہ تبلیغ کی چوتھی پیش کش

سہمؑ مسموم

فی

جوابِ نکاحِ امِ کلثوم

اس کتاب میں عمر صاحب کی بناوٹی فضیلت (افسانہ نکاح ام کلثوم بنت علیؑ عمر کے ساتھ) کو قرآن و سنت اور تاریخ و عقل کی روشنی میں جھوٹا ثابت کیا گیا ہے اور عمر صاحب کے بلا اجرت وکلاء مولوی محمد صدیق تاندلوی، غلام رسول ناروالی، عبدالستار تونسوی، احسان الٰہی ظہیر، محمد نافع جھنگوی فیض احمد اویسی۔ احتشام مراد آبادی، عبدالعزیز ملتانی، عبدالعزیز دھلوی رشید احمد گنگوئی وغیرہ کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے یہ کتاب صرف شیعوں کے لئے ہے غیر نہ ہی خریدیں اور نہ ہی پڑھیں۔

(از قلم حقیقت رقم)

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین صاحب نجفی (فاضل عراق)
سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

الفروع
من
الكافي

تأليف

ثقة الإسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق
الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي أكبر الغفاري

- نام كتاب : الفروع من الكافي ـ جلد پنجم
- نويسنده : الكليني الرازي
- ناشر : دارالكتب الاسلاميه ـ بازار سلطاني تهران ـ تلفن ٥٢٠٤١٠
- تيراژ : ٣٠٠٠
- نوبت چاپ : دوم
- تاريخ انتشار : ١٣٦٢
- چاپ از : چاپخانه حيدري

الفروع

من

الكافي

تأليف

ثقة الاسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق

الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي اكبر الغفاري

☐ نام کتاب : الفروع من الکافی ـ جلد پنجم

☐ نویسنده : الکلینی الرازی

☐ ناشر : دارالکتب الاسلامیه ـ بازار سلطانی تهران ـ تلفن ٥٢٠٤١٠

☐ تیراژ : ٣٠٠٠

☐ نوبت چاپ : دوم

☐ تاریخ انتشار : ١٣٦٢

☐ چاپ از : چاپخانه حیدری

الفروع

من

الكافي

تأليف

ثقة الإسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق

الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨ / ٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي أكبر الغفاري

□ نام كتاب : الفروع من الكافي ـ جلد پنجم

□ نويسنده : الكليني الرازى

□ ناشر : دارالكتب الاسلاميه ـ بازار سلطانى تهران ـ تلفن ٥٢٠٤١٠

□ تيراژ : ٣٠٠٠

□ نوبت چاپ : دوم

□ تاريخ انتشار : ١٣٦٢

□ چاپ از : چاپخانه حيدرى

الأنوار النعمانية

تأليف

الجزء الأول

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابچي حقيقت
شارع تربيت

الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع

تبريز ايران

مطبعة « شركت چاپ »

الأنوار النعمانية

الجزء الأول

تأليف

العالم الجليل المحدث المتبحر السيد نعمة الله الموسوي الجزائري ره

المتوفى سنة ١١١٢

بنفقة

الحاج محمد باقر كتابچي حقيقت
شارع تربيت
الحاج سيد هادي بني هاشم
سوق المسجد الجامع

تبريز ايران

مطبعة «شركت چاپ»

قُل لَّا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجرًا اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربیٰ
القرآن مع علی و علی مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغِ مصطفوی
شرارِ بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ
اول

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
القرآن مع علیؑ و علیؑ مع القرآن
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا
چراغِ مصطفوی
شرارِ بولہبی
من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
حصہ اول

تألیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی - تلفن: ۵۲۱۹۶۶

---

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۷ شمسی ه) *

حلیۃ المتقین
از تالیفات
عالم ربانی مرحوم ملّا محمّد باقر مجلسی

من لا يحضره الفقيه

تأليف

رئيس المحدثين أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن

الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

الجزء الثالث

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة

السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه

الشيخ علي الآخوندي

الناشر

دار الكتب الإسلامية

تهران - بازار سلطاني

الطبعة الخامسة

تلفن ٢٠٤١٠

تمتاز هذه الطبعة عمّا سبقها بعناية تامّة

في التصحيح

الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩٠ هـ ق

من لا يحضره الفقيه

تأليف

رئيس المحدثين أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن
الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

الجزء الثالث

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة

السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه

الشيخ علي الآخوندي

الناشر

دار الكتب الإسلامية

تهران - بازار سلطاني

تلفن ٢٠٤١٠

الطبعة الخامسة

تمتاز هذه الطبعة عما سبقها بعناية تامة

في التصحيح

الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩٠ هـ ق

من لا يحضره الفقيه

تأليف

رئيس المحدثين أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن

الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

الجزء الثالث

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة

السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه

الشيخ علي الآخوندي

الناشر

دار الكتب الإسلامية

تهران - بازار سلطاني

الطبعة الخامسة

تلفن ٢٠٤١٠

تمتاز هذه الطبعة عمّا سبقها بعناية تامّة

في التصحيح

الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩٠ هـ ق

من لا يحضره الفقيه

تأليف

رئيس المحدثين أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن

الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

الجزء الثالث

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة

السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه

الشيخ علي الآخوندي

الناشر

دار الكتب الإسلامية

تهران - بازار سلطاني

الطبعة الخامسة

تلفن ٢٠٤١٠

تمتاز هذه الطبعة عما سبقها بعناية تامة

في التصحيح

الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩٠ ـ هـ ق

من لا يحضره الفقيه

تأليف

رئيس المحدثين أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن

الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

الجزء الثالث

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة

السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه

الشيخ علي الآخوندي

الناشر

دار الكتب الاسلامية

تهران - بازار سلطاني

الطبعة الخامسة

تلفن ٢٠٤١٠

تمتاز هذه الطبعة عمّا سبقها بعناية تامّة

في التصحيح

الشيخ محمد الاخوندي

١٣٩٠ هـ ق

من لا يحضره الفقيه

تأليف

رئيس المحدثين أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

الجزء الثالث

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة

السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه

الشيخ علي الآخوندي

الناشر

دار الكتب الإسلامية

تهران - بازار سلطاني

تلفن ٢٠٤١٠

الطبعة الخامسة

تمتاز هذه الطبعة عمّا سبقها بعناية تامّة

في التصحيح

الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩٠ - ه‍ ق

من لا يحضره الفقيه

تأليف

رئيس المحدثين أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن
الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

الجزء الثالث

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة
السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه
الشيخ علي الآخوندي

الناشر
دار الكتب الإسلامية
تهران - بازار سلطاني
تلفن ٢٠٤١٠

الطبعة الخامسة

تمتاز هذه الطبعة عمّا سبقها بعناية تامّة
في التصحيح
الشيخ محمد الاخوندي

١٣٩٠ - ه‍ ق

من لا يحضره الفقيه

تأليف

رئيس المحدثين أبي جعفر الصدوق محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

الجزء الثالث

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة

السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه

الشيخ علي الآخوندي

الناشر

دار الكتب الإسلامية

تهران - بازار سلطاني

تلفن ٢٠٤١٠

الطبعة الخامسة

تمتاز هذه الطبعة عمّا سبقها بعناية تامّة

في التصحيح

الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩٠ - هـ ق

یا اللہ
مدد

تهذيب الأحكام
في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه
شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قده
المتوفى ٤٦٠ هـ
دار الكتب الإسلامية
تهران - بازار سلطاني

تهذيب الأحكام
في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه
شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قده
المتوفى ٤٦٠ هـ
دار الكتب الإسلامية
طهران - بازار سلطاني